ذکرِ محبوب رحمہ اللہ

سوانح حیات

عالمِ ربانی عارفِ حقانی مظہرِ فیضِ یزدانی محبوبِ سبحانی

حضرت سیدنا و مرشدنا خواجہ محبوب عالم شاہ صاحب نقشبندی سیدوی قدس سرہ

تالیف

صاحبزادہ صدیق احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ

ذکرِ محبوب رحمہ اللہ

سوانح حیات

عالم ربانی عارفِ حقانی مظہرِ فیضِ یزدانی محبوبِ سبحانی

حضرت سیدنا و مرشدنا خواجہ محبوب عالم شاہ صاحب نقشبندی سیدوی قدس سرہ

تالیف

صاحبزادہ صدیق احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

یہ کتاب اور دیگر تصانیف حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کی باقاعدہ رجسٹرڈ ہیں

رجسٹریشن نمبر:

جملہ حقوق طباعت محفوظ ہیں

کتاب	:	''ذکرِ محبوب''
تالیف	:	صاحبزادہ صدیق احمد شاہ صاحب قدس سرہٗ
زیرِ اہتمام	:	صاحبزادہ محمد احمد ہاشمی
کاوش	:	محمد فیاض صدیقی مجددی گجرات
سرورق خطاطی	:	خطاطِ پاکستان محمد علی زاہد صاحب
صفحات	:	327
سنِ اشاعت	:	۱۴۳۳ ہجری بمطابق ۲۰۱۲ء
بار	:	پنجم
تعداد	:	1,100
ناشر	:	بزمِ توکلیہ سیدا شریف
هدیہ	:	450

ملنے کا پتہ

مکتبہ توکلیہ محبوبیہ

خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ سیدا شریف، ضلع منڈی بہاؤالدین (پاکستان)

0300-7758750

Marfat.com

انتساب

غالباً 1960ء میں اس کتاب کو شروع کیا۔ اس وقت میری قبلہ والدہ مکرمہ و محترمہ کا سایہ ظلِ ہُما سر پر سایہ فگن تھا۔ ابھی کتاب ختم نہ ہوئی تھی کہ 1963ء میں بیمار ہو گئیں۔ متواتر تیمارداری میں مصروف رہا۔ افسوس ان کا پیمانہ عمر لبریز ہو چکا تھا۔ 13 ستمبر بروز سوموار 1965ء ستر برس کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہا اور ہمیشہ کے لیے داغِ جدائی دے گئیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ○

موت سے کسی کو مفر نہیں ہم سب کو اللہ کی ہی طرف لوٹنا ہے۔ لیکن بعض سانحے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کا داغ ہمیشہ کے لیے رہ جاتا ہے۔

قبلہ والدہ محترمہ کی موت نے خوشیوں کو آزردہ کر دیا۔ اسی آزردگی میں یہ کتاب مکمل ہوئی۔ اس آزردگی کے ساتھ ان اوراقِ پریشاں کو قبلہ والدہ محترمہ رحمۃ اللہ علیہا سے منسوب کرتا ہوں۔

اب ان کے دیکھنے کو آنکھیں ترستی ہیں
تھی جنکی دید میرے لیے سرمایۂ حیات

صاحبزادہ صدیق احمد شاہ

Marfat.com

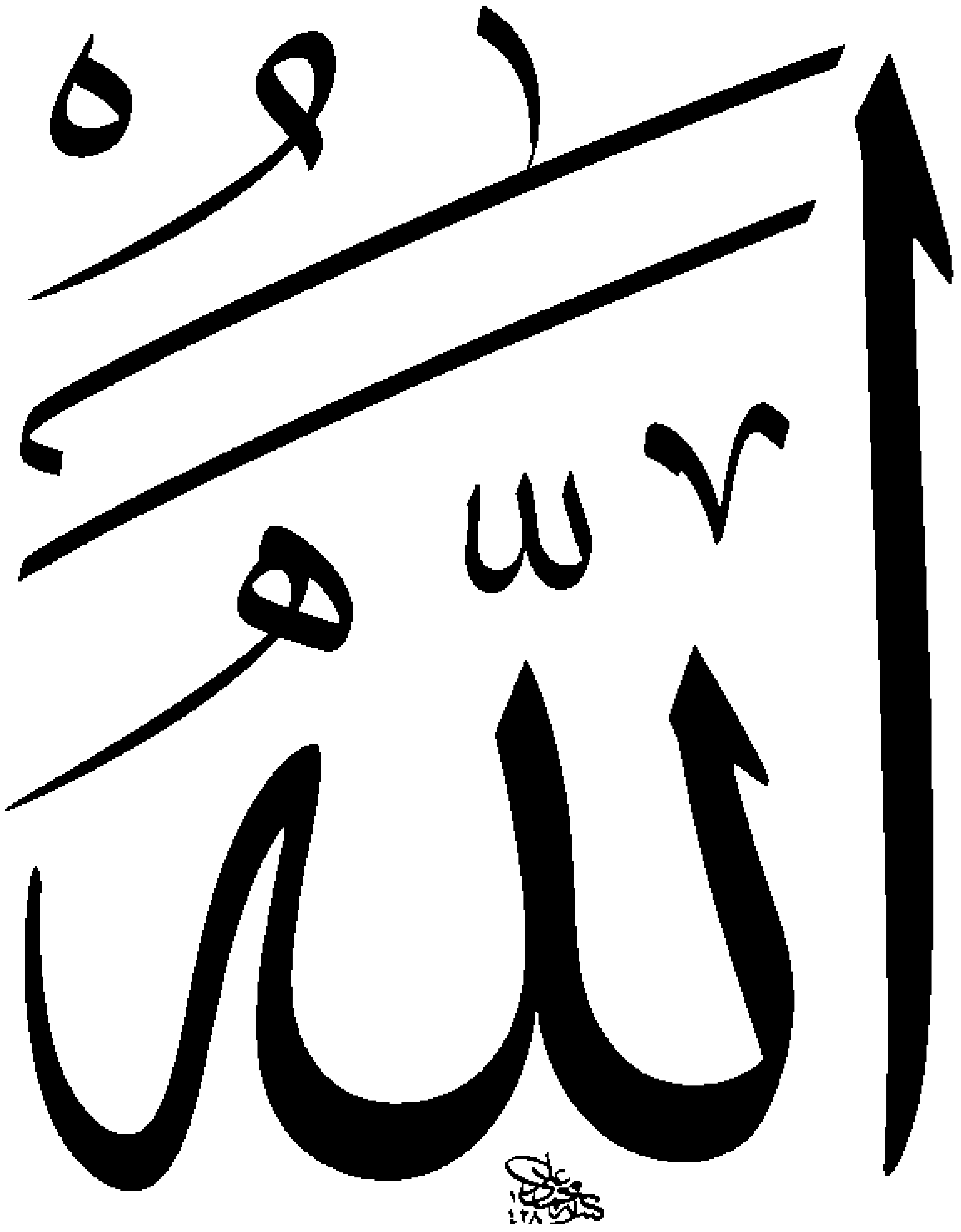

Marfat.com

فہرست مضامین

- تعارف 17
- سوانح صالحین کی ضرورت واہمیت 29
- اجماعِ امّت 32
- ایک ارشاد 33
- سیرت صالحین پر بھارت کے ایک کمیشن کی رپورٹ 34
- طریقت 35
- سلوک کیا ہے؟ 37
- توضیحات (کمالاتِ ولائت) 44
- مشابہت کا ذکر 45
- عبودیّت 46
- اجتباء واصطفاء 47
- محبوبیّت ربّ العٰلمین کا ذکر 48
- ملائکہ مقرّبین میں عزّت 48
- حفاظت 49
- بعثت 50

Marfat.com

- فیضِ صحبت کا اثر 51
- اظہارِ دعوت 51
- خرقِ عادت 52
- حکمت 52
- شرفِ مکالمہ 52
- تعلیمِ غیبی 55
- تفہیمِ غیبی 56
- توکّل 57
- محو وفنا 57
- فراست 58
- حقیقتِ بیعت 59
- صورتِ بیعت 60
- تکمیلِ بیعت 61
- ایک اعتراض 62
- عذرِ لنگ 63
- ضرورتِ شیخ 64
- اوصافِ شیخ، قرآن کی روشنی میں 69
- نتائج 70
- شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں 70

Marfat.com

❁ آدابِ مریدی	73
❁ اصطلاحاتِ تصوّف	76
❁ احسان	79
❁ اخلاص	80
❁ مراقبہ	80
❁ بادہ فروش	80
❁ بادہ	81
❁ شیخ کی تین اقسام	81
❁ شیخِ کامل	81
❁ شیخِ مکمل	81
❁ شیخِ اکمل	81
❁ ابن الوقت	81
❁ ابوالوقت	81
❁ تلوین	82
❁ تمکین	82
❁ توجہ	82
❁ تزکیہ	82
❁ تصفیہ	82
❁ تجلّیہ	83

Marfat.com

❁ تخلیہ	83
❁ سلوک	83
❁ حال ومقام	83
❁ غَیبت وحضور	83
❁ مرید	84
❁ مراد	84
❁ استقامت	84
❁ عارف	84
❁ عبودیّت	84
❁ وحدتِ وجود، وحدتِ شہود	84
❁ نامرادی	86
❁ نسبت	86
❁ تدبّر وتفکّر	87
❁ جمال وجلال	87
❁ قبض وبسط	87
❁ قبض محمود	87
❁ فنا وَبقاء	88
❁ صوفی	88
❁ متصوّف	88

Marfat.com

مستصوّف	88
ایک مشکل	89
میرا انتخاب	92
ایک مثال	93
توجّہ	94
حلیہ مبارک	98
لباس	98
وطن	99
نسب	101
ایک کشفی شہادت	101
آپ کی ولادت۔ایک خواب کی تعبیر	103
تعلیم و تربیت	104
وطن کو واپسی	105
امتحان عہدۂ افتاء	106
روحانی زندگی کا آغاز	107
دُعائے مجذوب	107
دارالافتاء سے استعفیٰ	108
قیامِ دہلی	108
قیامِ کرنال	109

Marfat.com

❁ توکلی آستانے پر حاضری	109
❁ عالم کا معیارِ فقر	111
❁ فراستِ ولی	112
❁ مختصر سی صحبت کا اثر	112
❁ سلوک وتحصیلِ سلوک	113
❁ قیام انبالہ شریف اور تربیت	116
❁ علمی وذہنی تربیت	117
❁ مسئلہ استعمالِ فینائل	120
❁ غیرتِ اسلامی؟	123
❁ شوقِ خدمت	125
❁ محبوب ومحب	125
❁ بطورِ مثال ایک واقعہ	125
❁ مجاھدہ	128
❁ مجاہدہ کی حیثیت	130
❁ کمالاتِ انسانی کی تکمیل	130
❁ مجاہدہ کی ایک کٹھن منزل	131
❁ سرہند شریف کو روانگی	133
❁ نسبتِ چشتیہ کی تکمیل	136
❁ جدائی کا صدمہ	138

Marfat.com

سفرِ بغداد	138
غیبی امداد	139
واقعہ اژدھا اور حفاظتِ الٰہی	140
دربارِ غوث رحمۃ اللہ علیہ پر حاضری	141
آستانۂ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر ایک شخص سے ملاقات	143
سفرِ بغداد سے واپسی	145
تلقین و تربیتِ خُدّام	145
برکت و شفقت	146
مکتوب شریف	150
مغرور جید عالم کی حاضری	157
حضور کا جلال	158
اخلاق	159
ایثار	159
حکایت	160
حضور رحمۃ اللہ علیہ کے عادات	162
اخلاق	162
توکّل	162
زُھد	164
قناعت	165

Marfat.com

❁ ایثار	165
❁ خطاؤں سے درگزر	166
❁ والدہ ماجدہ سے محبت	167
❁ بھائی سے محبت	167
❁ اہلِ خانہ پر اخلاقی اثر	167
❁ خدّام سے شفقت	168
❁ دل آزاری سے بچنے کی تاکید	170
❁ واردات کی بارش	173
❁ ادب	174
❁ کرامات	175
❁ کرامت کی قسمیں	176
❁ قیام سیدا شریف	179
❁ تصرفات	182
❁ بہار کی آمد	183
❁ بات وہی ٹھیک ہے جو تم نے دیکھی ہے	183
❁ حضور قبلہ عالم کی ایک مؤثر تقریر	186
❁ ارشاد مبارک	189
❁ منشی غلام جیلانی صاحب کی بیعت کا واقعہ	192
❁ عبدالکریم شاہ صاحب کی بیعت کا واقعہ	195

Marfat.com

نقل (از منشی غلام جیلانی)	197
ارشاد مبارک	200
نتیجہ	203
حقائق اشیاء سے آگاہی	211
حفاظتِ الٰہی	214
غناء	216
علم المکاشفہ (قلبی خطروں سے آگاہی)	218
مجدّد پاک کے فرمان کا مطلب	218
پیر مریداں دے سرتے رہندے	219
مریض چالیس سال کی عمر میں ٹھیک ہو جائے گا	219
شیطان انسان کا جانی دشمن ہے	220
رضائی دوسری لاؤ	221
دعوت قبول کی مگر کھانا نہ کھایا	221
اگر تو باز نہ آیا تو رہائی نہ ہوگی	222
یادِ الٰہی کی تلقین	222
وہ باقی رقم کہاں ہے جو ہماری نیت سے لایا تھا	223
راستے میں نیت کیوں بدل گئی	223
مخلوق کی طرف توجہ فرمانے کا حیرت انگیز انداز	224
حرام سے بچالیا	224

Marfat.com

❁ شقی، سعید ہو گیا	225
❁ کیا یہ وہی بچہ ہے	225
❁ ایتھے نیں ادھار سود انقداں دا	226
❁ رزق حرام، کس طرح حلال ہو گیا	226
❁ مرید کو رشوت سے بچا لیا	227
❁ ارواحِ طیبہ سے معاملہ	227
❁ محفل میں حضرت غوث اعظم کی جلوہ گری	228
❁ مدح حضرت محبوبِ سبحانی رحمۃ اللہ علیہ	229
❁ عذر کی گنجائش نہیں ہے	230
❁ بے نمازی کی نحوست	230
❁ محفلِ سماع کا حال	231
❁ قاسمِ فیضانِ غوث اعظم	232
❁ ابھی تو نے مہتمم کا ہیڈ منشی بننا ہے	233
❁ پاکستان بننے کی پیشین گوئی	234
❁ خیر و برکت کی دعا	235
❁ خط مبارک	235
❁ حضرت کے ایک ساتھی کا بیان	236
❁ جنوں سے معاملہ (جنوں کے بادشاہ برائے زیارت حاضر ہوئے)	238
❁ ناری جن، حضرت صاحب کا خدمتگار	238

Marfat.com

مریدین میں جنوں کی شمولیت	239
ناری مخلوق پہ غلبہ	239
ملفوظات (اقوال مبارک)	241
ابلیس کے گمراہ کرنے کے آلات	269
ابلیس کے حملہ کرنے کے اوقات	269
معمولات	271
طریقۂ نقشبندیہ وقادریہ کے مرکب ہونے کا بیان	271
طریقۂ بیعت	274
بیعت کے بعد عام طریقۂ تلقین	277
طریقۂ خاص	277
آپ کے معمولات خاصہ	282
ذکر سُلطاناً محمودا	283
ذکر سلطاناً نصیرا	283
دلیل قبولیت سلسلۂ محبوبیہ	287
تقریب عرس شریف	290
بے حجاب معاملہ	292
مرض ووفات	294
تاریخ وصال	302
ایک انکشاف اور ایک خواب	303
وصایا شریف	305

Marfat.com

❁ اجرائے سلسلہ کے متعلق	306
❁ روضہ پاک کے متعلق	308
❁ الباقیاتُ الصالحات	308
❁ بعد وصال تربیت	309
❁ تصانیف	310
❁ آپ کے چند خلفاء کا ذکر	312
❁ حضرت مولانا میری نظر میں	319
❁ میری ذات سے والہانہ محبت	321
❁ دیارِ محبوب حضرت کی نظر میں	321
❁ عرس سے محبت	322
❁ حاضری عرس کی اہمیت	322
❁ لفظ ''محبوب'' سے پیار	323

اس کتاب میں درج ذیل القابات:

۱- حضور قبلہ عالم، حضور سیدوی، اعلیٰ حضرت سیدوی سے---

حضرت مولانا خواجہ محبوب عالم شاہ صاحب سیدوی قدس سرّہٗ

۲- حضور شاہ صاحب انبالوی سے---

حضرت خواجہ توکل شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ

(حضرت سیدوی قدس سرّہٗ کے پیرومرشد)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ط (سورۃ البقرہ، آیت: ۱۶۵)

ترجمہ: ''اور جو ایمان لائے ہیں وہ سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں اللہ سے۔''

تعارف

محبت کی حقیقت:

محبت دل کے لگاؤ کا نام ہے۔ جتنا یہ لگاؤ بڑھتا جائے گا اتنے ہی اس کے آثار ونشانات ابھرتے آئیں گے یہاں تک کہ یہی آثارونشانات انمٹ ہو کر لازوال حیثیت اختیار کر جاتے ہیں۔ محبت کے فریقین مٹ جاتے ہیں لیکن جذب وشوق کی داستان ختم نہیں ہوتی۔ وہ قصہ کہانیوں کے ذریعے دنیا کے اندر اپنی مثالی صورت میں قائم رہتی ہے اور آنے والی نسلیں اس چاشنی سے لذت اٹھاتی ہیں۔ پھر اسی چاشنی سے محبت کے تخم پرورش پا کر شگفتہ پھول بن جاتے ہیں جو دنیا کی آنکھوں کو نور اور دل کو سرور بخشتے ہیں۔ یہ سلسلہ ازل سے برابر چلتا آرہا ہے اور چلتا رہے گا۔ نہ ہم ہوں گے نہ ہماری دنیا ہوگی لیکن رازہائے الفت ہمیشہ سرسبز وشاداب اپنی بہار دکھاتے رہیں گے کیونکہ

Marfat.com

سرباز عشق زندۂ جاوید ہو گئے
آبِ حیات ہے تیری نظروں کی چھاؤں میں

لیلیٰ مجنوں مٹ چکے ہیں، ہیر رانجھا ایک عرصہ سے مٹی میں پڑے مٹی ہو گئے، سوہنی مہینوال دریائے فنا میں غرق ہو گئے لیکن ان کی محبت وعشق کے قصے برابر زندہ ہیں اور ایک دنیا کو زندگی بخش رہے ہیں۔ دراصل وہ محبت وعشق کے آبِ حیات ہیں۔

لیکن جب یہی محبت اپنا حقیقی مقام پیدا کرتی ہے اور اس کا تعلق حیّ وقیوم ذات سے جڑ جاتا ہے تو پھر یہی محبت لازوال ہی نہیں ہو جاتی بلکہ اس میں وہ خمار اور مستی بھی آ داخل ہوتی ہے کہ جس پر اس کی نگاہ پڑ گئی وہ مسحور ہو کر اس کے قدموں میں جا گرا۔

ولی اللہ کون ہوتے ہیں؟

ہمارے جیسے انسان، ہم جیسی صورت، لیکن جب ان کے دل میں محبتِ الٰہیہ اپنا گھر بناتی ہے تو ان کے جسم وصورت میں خاص جذب وکشش پیدا ہو کر ہر دیکھنے والے پر محبتِ الٰہیہ کی ایک کیفیت وارد ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ دنیا و مافیہا اُن کے سامنے ایک تنکے جتنی بھی قیمت نہیں رکھتے۔ جہاں حُسنِ ازل کا پرتو پڑ گیا اور جس جگہ اس کی تجلی گری وہیں طورِ سینا ہو گیا۔

دمِ عارف نسیمِ صبح دم ہے
اسی سے ریشۂ معنی میں نم ہے
اگر کوئی شعیب آئے میسر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

(اقبال)

محبت اپنا مقام ذات پات سے بلند رکھتی ہے اور وہ اپنے دل پسند پر کلی اختیار رکھتی ہے۔ دنیا

Marfat.com

لاکھ طعن کرے لیکن اسے پرواہ نہیں۔ یہ سرمست اپنے خیال میں مست۔

جس طرح مجازی حُسن گھرانے تلاش نہیں کرتا۔ یہ جھونپڑوں میں ویسا ہی پھلتا پھولتا ہے جیسا شاہی محلوں میں بلکہ جھونپڑوں میں تو اس کا قدوقامت اور رعنائی زیادہ پسندیدہ صورت میں جلوہ گر ہو کر دنیا کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ بالکل ایسے ہی محبت حقیقی کسی گھرانے کی رہینِ منت نہیں ہوا کرتی جونہی یہ کسی دردبھرے دل کے اندر آ کر بیٹھ جاتی ہے اور نازک آ بگینہ اس کے جذب سے چور ہو جاتا ہے تو اس کی دنیا کچھ کی کچھ ہو جاتی ہے۔ یہ ننھا سا دل جامِ جہاں نما بن جاتا ہے۔ جس کے ایک کونے میں سارا جہاں سما جاتا ہے۔

خصوصاً جب یہ دل محبتِ ذات اَحَدٌ○ لَمْ یَلِدْ ۙ وَلَمْ یُوْلَدْ○ سے چمک اٹھے تو یہی دل ساری دنیا کے لیے سورج بن کر چمکتا ہے۔ اور تمام جہان اس کا متوالا ہو کر اس کی روشنی میں چلتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

تیری دوستی سے پہلے مجھے کون جانتا تھا
تیرے عشق نے بنایا میری زندگی فسانہ

وہ افسانہ جو پڑھنے پڑھانے اور سننے سنانے سے ختم نہیں ہوتا اور نہ ہی اسے کوئی ختم کر پائے گا، یہاں تک کہ وہ لوگ موت کی گہری نیند سو گئے بلکہ حقیقتاً جاگ اٹھے۔ دوسری دنیا میں ان کی نئی زندگی کا آغاز ہو گیا، کیونکہ عدم، عدم نہیں یہ تو آئینہ دارِ ہستی ہے، جہاں سے زندگی کی کتاب کا نیا باب شروع ہوتا ہے۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

(حافظ شیرازی)

Marfat.com

ترجمہ: ''وہ ہرگز نہیں مرتا جس کا دل عشق کے ساتھ زندہ ہو گیا دنیا کی دستاویز پر ہماری ہمیشگی ثابت شدہ ہے۔''

حُسنِ فطرت کے نظارے اور اس کے غمزے ہر ایک کی قسمت میں کہاں؟ کسی صاحبِ قسمت بلند ہمت پر اگر کچھ نقاب کشائی اور جلوہ ریزی ہو جائے تو زہے قسمت۔

وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ○

(سورۃ البقرہ، آیت: ۱۰۵)

رباعی

سرمد غمِ عشق بو الہوس را نہ دہند
سوز دل پروانہ مگس را نہ دہند
عمرے باید کہ یار آید بکنار
ایں دولتِ سرمد ہمہ کس را نہ دہند

ترجمہ:

عشق کے غم کا راز کسی لالچی کو نہیں دیتے
پروانے کے دل کا سوز مکھی کو نہیں دیتے
یار کو بانہوں میں لانے کے لیے ایک عمر چاہیے
یہ ہمیشہ کی دولت ہر کسی کو نہیں دیتے

حضرت توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت توکّل شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ ان بلند پایہ ہستیوں میں سے تھے جن کی فطرت میں

Marfat.com

توحید کا خمیر تھا۔ جذبۂ عشق پیدائشی طور پر ان کے دامن سے وابستہ تھا۔ بچپن میں ہی مئے توحید سے سرشار تھے اور ہمیشہ وارفتگی کے عالم میں رہتے تھے۔ ایسے پاکیزہ انسانوں کی تربیت قدرت خود فرماتی ہے اور جلالی و جمالی طریقہ سے اس محبت و جذب کو دوآتشہ بلکہ سہ آتشہ کر دیتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسے لوگ اپنوں سے بڑھ کر بیگانوں کے لیے محبوب بن جاتے ہیں اور عقیدت مندی کافر و مسلم کے دلوں میں یکساں گھر کر جاتی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ حضور شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ سے عالم و جاہل، کافر و مسلم، پیر و جواں وغیرہ یکساں فیض اٹھاتے تھے۔

سالک مجذوب کی تربیت:

جذب و مستی کے اندر عرفان و حقیقت کے خدّ و خال نکھر کر اس طرح سامنے آتے ہیں، کہ جن کا عقل و شعور میں آنا محالات میں سے ہے۔ پھر ایسا مجذوب سالک جب قطبِ ارشاد کی مسند پر جلوہ افروز ہوتا ہے تو سیاہ دل کی تاریکی کو بھی ایک ہی نگاہ میں دور کر دیتا ہے اور اسے سراپا نور بنا دیتا ہے۔ جو سالکِ راہِ ہدایت ایسے پیر و مرشد کی تربیت میں پورے گیارہ سال گزار دے، محبت و عقیدت کے دریا میں شب و روز غوطے لگاتا رہے اور اپنے پیر و مرشد کے ارشاد کو اللہ کریم کا حکم جان کر تمام مجاہدات اسی میں صرف کر دے تو اس کے انوارِ قلب اور پیر و مرشد کے انوارِ عکسی میں کیا تمیز ہو سکتی ہے اور پیر و مرشد کا صحیح نمونہ ہونے میں کسے شک ہو سکتا ہے؟

حضرت محبوب عالم رحمۃ اللہ علیہ اور سلوکِ مجدّدی:

حضرت مولانا خواجہ محبوب عالم صاحب جو مغربی پنجاب کے ایک گاؤں ''سیدا شریف'' میں تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ اپنی محبت و عمل میں تمام اقرانِ طریقت و عقیدت سے بڑھ گئے اور حضرت قبلہ توکل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مسندِ ارشاد کے شایانِ شان مرتبہ پا چکے تو حضرت

Marfat.com

موصوف نے انہیں اپنی زندگی میں ہی مسندِ ارشاد پر فائز فرما کر رشد و ہدایت کی اجازت فرمائی۔

اس کے بعد دنیا نے دیکھا کہ وہ کیا تھے اور کیا کر گئے؟ مختصر یہی ہے کہ وہ اپنے پیرِ کامل کا صحیح نمونہ بن چکے تھے۔ وہی محبت کی وارفتگی اور جذب کے واردات آپ پر بھی چھا چکے تھے۔ اور وہ وحدتِ مطلقہ کا زندہ نمونہ بن چکے تھے۔ الغرض مسندِ ارشاد سے جو دولت آپ کے ہاتھ آئی وہ کسی کو کم ہی نصیب ہوئی ہوگی۔ سلوکِ مجددی میں آپ کو وہ کمال حاصل تھا کہ اس گئے گزرے زمانہ میں بہت کم لوگوں کو نصیب ہوا۔ اس راہ میں انہیں اتنا کامل اعتماد حاصل تھا کہ ہر کس و ناکس عقیدت مند کو راہِ سلوک پر چلا دیتے اور راہِ خدا کے سالک کو مقامات اتنی جلدی طے کرا دیتے کہ وہ حیران ہو جاتا کہ مَیں اتنی مختصر مدت میں کہاں سے کہاں آ گیا اور کیسے پہنچ گیا؟ خوش نصیب سالک آپ کی توجہ سے اس شعر کی عملی تصویر بن جاتے۔

عشق کی ایک جست نے کر دیا قصہ تمام
اس زمین و آسماں کو بیکراں سمجھا تھا مَیں

زمین و آسمان کی پہنایاں سمٹ کر آسان راہوں میں بدل جاتیں۔ آپ کی توجہ سے بہرہ اندوز ہونے والے جانتے ہیں کہ ان پر کیفیات کا ورود کس شان سے ہوا کرتا تھا اور وہ پہلی ہی نگاہ میں طالب کے دل کو کس طرح محبت الٰہیہ سے رنگین بنا دیتے؟

جناب حافظ فضل احمد صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) رسول نگری کی زبانی معلوم ہوا کہ پیر و مرشد کے وصال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ میں پریشانی بڑھ گئی تھی۔ جس کی وجہ سے سیر و سیاحت کو چل نکلے۔ دور دراز کا سفر اختیار کیا یہاں تک کہ بغداد شریف جا پہنچے۔ کافی مدت وہاں قیام فرمایا، آخر پھر شیخِ کامل کی روحانی توجہ سے طبیعت میں سکون و اطمینان پیدا ہو گیا اور مسندِ ارشاد پر جم کر خلق اللہ کی ہدایت و رہنمائی پر لگ گئے۔

Marfat.com

یہاں تک کہ ایک جہان آپ سے فیض یاب ہوا۔

قیام سیدا شریف:

اللہ کریم کی مرضی اور اس کی حکمتیں وہی جانتا ہے، سیدا شریف کو عزت بخشنا منظور تھی ورنہ کہاں انبالہ شریف اور کہاں سیدا شریف۔

پیر کا عکس مرید میں:

مَیں نے حضرت سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا نہیں لیکن اگر یہ اصول درست اور صحیح ہے کہ درخت پھل سے پہچانا جاتا ہے تو حضرت کے چند تربیت یافتہ خدام کی مثال عرض کرتا ہوں جنہیں دیکھنے کا شرف مجھے حاصل ہوا۔

حضرت مولانا عبداللہ خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن پٹی ضلع امرتسر اور حضرت مولوی حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ گجراتی سیدا شریف میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادیوں کی شادیوں پر دیکھے، اوّل الذکر استقامت میں تھے اور آخر الذکر پر غلبہ حَال تھا، آنکھیں بند تھیں سبحان اللہ! کیا نورانی چہرہ تھا۔

تیسرے حضرت اصغر علی صاحب رادوری المعروف جرنیل صاحب کو حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک پر بتقریب عرس حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ منعقدہ (۱۹۱۲ء) تقریباً (۱۳۳۲ھ) دیکھنے کا شرف حاصل ہوا، آپ روضہ کے اندر مع متوسلین ایک حلقہ میں تشریف فرما تھے، انوارِ الٰہیہ برس رہے تھے، گو مجھے اس وقت خاندانِ مجدّدی سے نسبت نہ تھی اور نہ مَیں کسی شمار میں تھا، لیکن محض آبائی نسبت کے باعث تلاشِ حق میں حاضر ہوا تھا۔

اس میں شک نہیں کہ ان کی صورت وسیرت اور حلقہ کا نقشہ متقدمین بزرگوں سے ملتا جلتا تھا۔ وہ اگر کچھ دن زیادہ مسندِ ارشاد پر رہتے تو متقدمین بزرگوں کے نشانات پھر سے تازہ ہو جاتے۔ حقیقت یہ

Marfat.com

ہے کہ حضور قبلہ عالم سیدوی انوارِ عکسی سے پُر ہو کر انوار ذاتی میں داخل ہو گئے تھے۔ حق تو یہ ہے

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

(اقبال)

ظِلّ اور عکس:

فطری ولایت بہت کم ہوتی ہے۔ عکسی اور ظِلّی ولایت ہی مثیل ہو کر چمکتی ہے لیکن دھوکا یہی ہوتا ہے کہ ذاتی ہے۔ پیرو مرشد فرمایا کرتے تھے کہ

''کوئی ایک ہی ہوتا ہے۔''

جس کا مطلب یہ ہے کہ سلسلہ میں عکس محض ایک ہوتا ہے باقی تمام ظِلال ہوتے ہیں۔ اور جہاں تک مَیں نے مطالعہ کیا اسے صحیح پایا۔ یہ ضرور ہے کہ مرید اس وقت تک ظِل ہی رہتا ہے جب تک ذاتِ مرشد سے چند قدم آگے نہ نکل جائے اور وہ بھی ایک حیثیت میں نہیں بلکہ ہر صفت میں پیر سے آگے بڑھ جائے۔ مثال کے طور پر حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھئے:

کہاں سے کہاں نکل گئے، وہ اتنے بلند ہوئے کہ سلسلہ عالیہ میں دوبارہ زندگی آ گئی۔ ورنہ عام طور سے ہوتا یہ ہے کہ پیر کو اپنے دادا پیر سے بڑھایا جاتا ہے یا یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ حضرت بالکل اعلیٰ حضرت ہو چکے ہیں جس سے طریقت اگر بدنام نہ بھی ہوتا ہم درخشاں نہیں ہوتی۔ بلکہ حلقۂ مریدین سے باہر اس سے بہت برا اثر ہوتا ہے۔ نقل خط اپنے اصل سے کتنا ہی خوبصورت ہو لیکن پھر بھی نقل ہے، وہ جذبہ جو اولاً ان خیالات کا محرک بنا، ایسی عبارت لکھوائی، وہ نقل میں کہاں؟ ناقل تو محض اس جذبہ کے چہرہ کا عکس ہے جسے خامۂ بے حس کی لکیریں سمجھئے۔ کیا عکسی موجد کو فطری موجد سے کوئی نسبت ہو سکتی ہے؟

Marfat.com

چہ نسبت خاک را باعالمِ پاک

اگرچہ آسمان بہت بلند ہے لیکن اسے عرش سے کیا نسبت؟ یہ تقابل تو آفتاب و ماہتاب کا تقابل ہے، آفتاب دو ہو ہی نہیں سکتے۔ ہاں! جب اللہ تعالیٰ ماہتاب کو آفتاب کردے اور اس میں سورج جیسی روشنی اور شان ڈال دے اور پھر اس روشنی سے کئی ماہتاب روشن ہو نکلیں تو پھر محض اس کا فضل ہے، لیکن یہ فضل تو کم لوگوں کو خاصی مدت کے بعد نصیب ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ سلوک و طریقت میں ایک رہنمائی ہوتی ہے ہر حال اور واقعہ سے سبق حاصل ہوتا ہے۔ پھر ولی کا حال تو سبحان اللہ

''ہر ورق دفتریست معرفت کردگار''

کا نمونہ ہوتا ہے اور ایک ایک ملفوظ میں خلاصہ سلوک موجود ہوتا ہے، اس وقت کے چند فقرات فقر و تصوف کا آئینہ ہوتے ہیں۔

سجادہ نشین صاحب کی اہلیت و قابلیت:

عزیزِ محترم حضرت صاحبزادہ صدیق احمد صاحب سجادہ نشین سید اشریف سے بڑھ کر اس فرض کو انجام دینے کا اہل کون ہوسکتا ہے؟ جہاں آپ عالمِ باعمل ہیں وہاں وہ آبائی نسبت کے علاوہ حضرت قبلہ میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے بھی مشرف ہیں اور متواتر کئی سال حضرت سید نور الحسن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (کیلانی) کی خدمت میں ایک سالک کی صورت میں حاضر ہوتے رہے ہیں، طبیعت میں پہلے ہی سوز و گداز تھا، پھر ایسے شیخ کی صحبت اور تربیت میسر ہوئی تو سونے پر سہاگے کا کام ہوا۔

عرصہ ہوا جب آپ دیو بند میں پڑھتے تھے تو لالہ پنڈی متصل تحصیل پھالیہ غلام رسول نیلاری کے گھر میں دونوں صاحبزادوں کو دیکھنے کا موقع نصیب ہوا۔ آپ کی طبعی ذہانت اور جودت اُسی وقت ہی ظاہر ہو رہی تھی لیکن دوبارہ دیکھنے کا موقع حضرت قبلہ سید نور الحسن شاہ صاحب (کیلانی) نور اللہ مرقدہٗ

Marfat.com

کے چہلم پر ہوا۔ جب آپ نے کھڑے ہو کر یہ الفاظ کہے،

''نظر اپنی اپنی خیال اپنا اپنا۔''

یہ الفاظ دل میں بیٹھ گئے لیکن یہ معلوم نہ ہوا کہ یہ صاحب ہیں کون؟ یہاں تک کہ جب انہیں دوسری بار علی پور شریف میں دیکھا تو ایک واقف کار نے بتایا کہ صاحبزادہ صاحب سیدا شریف کے جانشین ہیں، خوشی ہوئی کہ صاحبزادگی کے اندر ''کچھ'' ہے لیکن

''دل را بدل رہ ہست۔''

کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ جب میری تحریریں ''نور اسلام'' میں شائع ہوئیں تو اتحادِ خیال کی وجہ سے میری تحریر آپ کو یہاں کھینچ لائی اور تیسری ملاقات بیربل شریف میں ہوئی بہر حال ہم خیالی کے رنگ میں میرے یہ عزیز میرے خیالات کی بہت قدر کرتے ہیں اور میری تحریروں سے از حد متاثر ہوتے ہیں۔ مجھے جو یہ شکایت ہے کہ کوئی بھی میری تحریر پڑھنے کے بعد نکتۂ نگاہ تک نہیں پہنچتا، انہیں مَیں مستثنیٰ پاتا ہوں اور جب یہ میرے زاویۂ نظر تک رسائی حاصل کرتے ہیں تو مجھے اس وقت از حد خوشی ہوتی ہے۔

تصنیف اپنے مصنف کا عکس ہوتی ہے۔ کسی مصنف کی کتاب پڑھنے کے بعد اس شخصیت کے تمام خد و خال پیش ہو جاتے ہیں چنانچہ ''ذکرِ خیر'' اور ''خیر الخیر'' دونوں حضور سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ گراں بہا تصانیف ہیں جن سے ایک دنیا فیض اٹھا رہی ہے اور اٹھاتی رہے گی۔

سوانح حیات کی ضرورت:

سوانح حیات کی ضرورت اس وقت ہوتی ہے جب کوئی غیر معروف معروف ہو نکلے اور اس کی شہرت اس حد تک پہنچ جائے کہ خاص و عام اس کے حالات کی ٹوہ میں دلچسپی لیں۔ لوگوں میں ایسے

Marfat.com

باکمال انسان کے حالات واوصاف معلوم کرنے کی رغبت پیدا ہو جائے لیکن جب ایک ولی اللہ مقتدائے عالم ہو جاتا ہے اور اس کے سلسلہ میں ایک دنیا داخل ہو جاتی ہے تو متوسلین ومریدین کے دل کے اندر اپنے پیرومرشد کے مکمل حالات دیکھنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ ان کے پڑھنے سے دل کو سرور اور طبیعت میں خاص ذوق پیدا ہو کر تعلقات روحانی میں اس قسم کی ترقی شروع ہو جاتی ہے جو کبھی پیرومرشد کی صحبت سے حاصل ہوتی تھی۔

یہ دونوں کتابیں قبولیتِ عام اور بقائے دوام کی حد کو پہنچ چکی ہیں، ان کی مقبولیت کے باعث قاری کو شوق پیدا ہوا کہ حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے ذاتی حالات اور مقامِ ولایت کو زیادہ نمایاں طریقہ پر دیکھا جائے۔ گو ایک بابصیرت انسان ان کی کتابوں سے وہ سب کچھ دیکھ سکتا ہے جو ایک سالکِ راہِ ہدایت کو مطلوب ہوتا ہے لیکن تمام قارئین سالکِ راہِ ہدایت نہیں ہوتے ایسے لوگ خوش عقیدہ اور باذوق ہوتے ہیں جو اہل اللہ کی کتب سے کماحقہٗ حظ اٹھاتے ہیں۔ "ذکرِ محبوب" انہی حضرات کے لیے تالیف ہوئی۔

سوانح میں سب سے پہلی بات یہ دیکھنا ہوتی ہے کہ صاحبِ حالات پہلے کس ماحول میں تھے، اس کے بعد ان حالات نے کس طرح پلٹا کھا کر دوسری طرف رخ کیا، وہ کس طرح دنیا میں رہتے ہوئے بھی اس سے متنفر رہے، اور

"سفر در وطن............خلوت در انجمن۔"

کی عملی تصویر بن کر خالقِ کائنات کی طرف متوجہ ہوئے اور پھر اس کے اثرات کیا ہوئے؟

اس کے بعد مجاہدۂ سالک پر نظر پڑتی ہے تو سالکین کو ایسا سبق حاصل ہوتا ہے جس سے ان کی ہمت بڑھ جاتی ہے۔ پھر محبت پیر دیکھنے کی چیز ہے۔ زاں بعد مسند ارشاد اور تربیتِ مریدین سے رہنمائی حاصل کرنا ہوتی ہے۔ آخر میں تصرفات اور کیفیات کو دکھانا ہوتا ہے۔۔۔ تاکہ صاحبِ سوانح کی ولایت کا صحیح اندازہ ہو سکے۔

Marfat.com

اگرچہ موجودہ تالیف ''ذکرِ محبوب'' آپ کے سامنے آ گئی لیکن بابِ سیرت کی یہ آخری کڑی نہیں، ابھی بہت کچھ باقی ہے اس کو صرف جلدی کا ناشتہ سمجھئے، اگر قارئین کی دلچسپی قائم رہی تو شاید اس کو دوبارہ مکمل کرنے میں پوری کوشش ہو سکے اور وہ سب تحریر میں آ جائے جو اس کتابچہ میں نہیں آیا۔

جیسے لکھا گیا ہے کہ اتحادِ خیال کی وجہ سے صاحبزادہ صاحب سے ملاقاتیں ہوئیں۔ اسی طرح اس اتحادِ معنوی کی وجہ سے ''ذکرِ محبوب'' پر نظرثانی کرنے کی عزت مجھے بخشی گئی۔ گو اب مَیں اس قابل نہیں، نہ دماغ میں پہلی سی ذہانت رہی اور نہ قلم میں وہ جنبش، نسیان غالب ہے، پڑھنا نہ پڑھنا برابر۔ گو بعض جگہوں سے کتاب ہذا کا مطالعہ کیا گیا لیکن ذہن کچھ یاد نہیں رکھ سکا۔ خدا کرے کہ یہ کتاب اسی درجہ قبولیتِ عامہ حاصل کرے جس درجہ آپ کے والدِ ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف ہر خاص و عام میں مقبول ہوئیں۔ آخر میں ایک شعر پر رخصت ہوتا ہوں۔

جس سے بھی ہم کو پیار ہوتا ہے
اس پہ ہر اِک نثار ہوتا ہے

صاحبزادہ محمد عمر
سجادہ نشین خانقاہ نقشبندیہ بیربل شریف تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ کَالْفَخَّارِ وَنَوَّرَ قُلُوْبَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنْوَارِ الْمَعْرِفَۃِ وَالْاَسْرَارِ یُسَبِّحُ لَہٗ السَّبْعُ وَالْاَبْکَارُ وَنَسْئَلُ اللہَ الْمَحَبَّۃَ وَالْمَعْرِفَۃَ فِیْ اٰنَاءَ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْاَخْیَارِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ مِنَ الْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ لَا سِیَّمَا عَلَی الصِّدِّیْقِ وَالْفَارُوْقِ وَذِی النُّوْرَیْنِ وَالْمُرْتَضٰی اِلٰی یَوْمِ الْقَرَارِ اَکْرَمَ اللہُ مَنْ یُحِبُّھُمْ بِالرَّوَائِحِ وَالْاَنْوَارِ۔

سوانح صالحین کی ضرورت واہمیت:

باری تعالیٰ کی بے حد ونہایت حمد اور سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر بے شمار درود وسلام کے بعد جملہ برادرانِ طریقت پر یہ حقیقت واضح کرنا غیر مناسب نہ ہوگا کہ ابنائے روزگار کی غفلت وانہماک فی الدنیا اور احکامِ شریعت سے بے اعتنائی کی شکایت اگرچہ ہر دور میں رہی ہے مگر دورِ حاضر کی نا

Marfat.com

گفتہ بہ حالت بالخصوص زہرہ گداز ہے۔ وہ خرابیاں جو مختلف ادوار میں نشوونما پاتی رہی ہیں اگر دورِ حاضر کو ان سب کا جامع مجموعہ کہا جائے تو ناموزوں نہ ہوگا۔ معاد کا تصور ختم ہو رہا ہے اور معاش کی فکر بھوت بن کر ذہنوں پر سوار ہے۔

عصرِ حاضر ملک الموت ہے تیرا جس نے
قبض کی روح تیری دے کر تجھے فکرِ معاش

روحانیت کی روشنی ختم ہو رہی ہے، مادیت کی ظلمت بڑھ رہی ہے، مادی ترقی نے قلب وروح کو بصیرتِ ایمانی سے محروم کر دیا ہے، مادی طاقتوں سے عقلیں مرعوب ہیں اور جوں جوں مادی ترقیات بامِ عروج پر پہنچ رہی ہیں روحانیت سے بیزاری بڑھ رہی ہے، وہ روحانیت جس کے بغیر انسانی اصلاح کا کوئی تصور ہی نہیں کیا جاسکتا۔ روحانیت کے بغیر مذہب کی رسوم ایک بے مقصد کھیل کے سوا کچھ معنی نہیں رکھتیں۔ اس دور کے فرعونوں اور نمرودوں کی زرق برق مادی ترقیات دیکھ کر آنکھیں اس قدر خیرہ ہوئی ہیں کہ ابراہیم خلیل اللہ اور موسیٰ کلیم اللہ علیہما السلام پر ایمان کا دعویٰ کرنے کے باوجود ان کی مادی بے سروسامانی ان لوگوں کی نظروں میں ایسی حقیر محسوس ہوئی ہے کہ استہزاو تمسخر تک نوبت پہنچ گئی ہے۔ اولیاء اللہ جو سرچشمۂ روحانیت ہیں ان کی سادگی، خلوت نشینی اور زہد ودرویشی کو ہدفِ طعن وتشنیع بنایا جا رہا ہے۔ اس صف میں اب تنہا مذہب وروحانیت کے دشمن ہی نہیں بلکہ بعض مذہب کے پرستار اور مبلغ بھی شامل ہو گئے جو اس قدر متاثر ضرور ہو چکے ہیں کہ روحانیت کے حاصل کرنے کے فن کو جس کا نام تصوف ہے اسلام سے الگ کوئی چیز تصور کرنے لگے ہیں۔ دوسری طرف تصوف کے دعوے داروں نے بھی تصوف کی غلط نمائندگی کی بلکہ اپنے اعمال واطوار سے معرفت کے چشمۂ صافی کو مکدّر (گندا) کر دیا۔ جو لوگ معرفت کے چشمہ آبِ حیات کے جویاں (متلاشی) تھے وہ بھی ان کی اس روش کو دیکھ کر رختِ سفر کھول کر مایوس ہو بیٹھے، پھر وہ یہ کہنے میں حق بجانب تھے۔

''زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن''

Marfat.com

ایسے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں اولیاء اللہ کے حالات و سوانح روشنی کا مینار ثابت ہوتے ہیں اور صحیح رہنمائی کرتے ہیں۔ امید کا دیا جگمگانے لگتا ہے۔ شکستہ دلوں کی ڈھارس بندھ جاتی ہے، اس راہ کا مسافر اپنے ہارے اور تھکے ہوئے جسم میں ایک طاقت محسوس کرنے لگتا ہے۔ جب سالک یہ سمجھ رہا تھا کہ اب سب دروازے بند ہو چکے ہیں، عقل و علم کی رہنمائی ختم ہو چکی تو غیب سے آواز آتی ہے:

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ (سورۃ الزمر آیت: ۵۳)

ترجمہ: ''مایوس نہ ہو جاؤ اللہ کی رحمت سے۔''

وَهُوَ الَّذِىْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ؕ وَهُوَ الْوَلِىُّ الْحَمِيْدُ ۝ (سورۃ الشوریٰ آیت: ۲۸)

ترجمہ: ''اور وہی ہے جو برساتا ہے مینہ اس کے بعد کہ لوگ مایوس ہو چکے ہوتے ہیں اور پھیلا دیتا ہے اپنی رحمت کو، اور وہی کارساز حقیقی (اور) سب تعریفوں کے لائق ہے۔''

نقل:

حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ حکایاتِ مشائخ سے مریدوں کو کیا فائدہ پہنچتا ہے؟ آپ نے جواب دیا۔

حَكَايَاتُ الْمَشَائِخِ جُنْدٌ مِّنْ جُنُوْدِ اللّٰهِ يُقَوِّىْ بِهَا قُلُوْبَ الْمُرِيْدِيْنَ [۱]

ترجمہ: ''حکایاتِ مشائخ خدا کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے جن سے مریدوں کے دل قوی اور مضبوط ہوتے ہیں۔''

اس پر آپ سے سوال کیا گیا کہ آپ کے اس قول پر کوئی دلیل ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ کا یہ قول:

---

[۱] رسالہ قشیریہ باب الارادۃ مصطفیٰ البابی مصر، صفحہ ۱۰۲۔
نفحات الانس، القول فی، انہ متی سمیت الصوفیۃ، مھدی توحیدی پور تہران، صفحہ ۲۸۔

Marfat.com

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ

(سورۃ ہود آیت: ۱۲۰)

ترجمہ: ''اور یہ سب جو ہم بیان کرتے ہیں آپ سے پیغمبروں کی سرگزشتیں (یہ اس لیے ہیں) کہ پختہ کر دیں ان سے آپ کے قلب (مبارک) کو۔''

تشریح:

اس آیت میں حکایاتِ مرسلین کی غرض بتائی گئی ہے۔ جب دکھ سکھ کی گھڑیوں میں انسان کو پریشانی سے بددلی اور مایوسی پیدا ہو جانے کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے، اس وقت اگر کوئی ڈھارس بندھانے والی یا رہنمائی کرنے والی چیز ہے تو وہ اللہ کے بندوں کے حالات وسوانح ہی ہیں مولانا جامی نے اسی مضمون کو اس طرح پیش کیا ہے۔

ہجومِ نفس و ہوا کز سپاہ شیطان اند
چو زور بردلِ مردِ خدا پرست آرد
بجز جنودِ حکایاتِ راہنمایاں را
چہ تاب آنکہ براں راہزناں شکست آرد

ترجمہ: ''نفس و لالچ کا ہجوم شیطان کا لشکر ہیں، جب خدا کے عبادت گزار بندے کے دل پہ چڑھائی کرتے ہیں، محبوبانِ خدا کی حکایات کے لشکروں کے بغیر کس کی طاقت ہے کہ ان ڈاکوؤں کو شکست سے دوچار کرے۔''

اجماعِ امّت:

امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کا اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ تفسیر وحدیث کے بعد اولیاءِ کرام کے ارشادات بہترین کلام ہیں اور ان کا پڑھنا صحبت معنوی کا حکم رکھتا ہے۔

Marfat.com

ایک ارشاد:

خواجہ بزرگ محمد بہاؤالدین نقشبند بخاری قدس سرہٗ کے دوسرے خلیفہ حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ متوفی 822 ہجری باوجود کمالات صوری و معنوی کے حضرات خواجگان رحمہم اللہ کے رسائل کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ شیخ الاسلام ابواسمٰعیل عبداللہ انصاری ہروی قدس سرہٗ نے اپنے مریدوں کو وصیت کی کہ ہر ایک پیر کا کوئی کلام یاد کرڈالو اگر ایسا نہ کرسکو تو ان کا نام یاد رکھو تاکہ اس سے فائدہ اٹھاؤ۔

حدیث:

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور تصنیف ''نفحات الانس'' میں یہ حدیث بیان کی ہے کہ میدانِ قیامت میں ایک شخص جس کا دفترِ عمل نیکیوں سے بالکل خالی ہوگا اور بخشش سے ناامید ہوجائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا ''اے میرے بندے کیا تو فلاں محلّہ میں میرے فلاں عارف اور دوست کو پہچانتا تھا''۔ وہ جواب دے گا۔ ''بیشک میں اس کو پہچانتا تھا'' اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ ''میں نے تجھے اس کے طفیل بخش دیا''۔① جب محض شناخت دوست ہی نجات کا وسیلہ بن گیا تو ان کی سیرت کا پڑھنا جو اولیاء اللہ کی دوستی اور محبت کا ذریعہ بن جاتا ہے، کس قدر نفع بخش ہوگا؟

حدیث:

ایک صحابی نے دربارِ رسالت ﷺ میں عرض کیا کہ یارسول اللہ فداک ابی و اُمی، اس شخص کی نسبت کیا ارشاد ہے کہ جس نے ایک گروہ کو دوست رکھا مگر ان کی ملاقات سے مشرّف نہ ہوا۔ آپ نے فرمایا:

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ ②

ترجمہ: ''قیامت کے دن آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اس کی محبت اور دوستی تھی۔''

---

① نفحات الانس القول، فی انہ متی سمیت الصوفیۃ صوفیۃ، مہدی توحیدی پور تہران صفحہ ۹۲۔

② صحیح البخاری، کتاب الادب باب علامۃ الحب فی اللہ، قدیمی کتب خانہ کراچی۔ ۲/۹۱۱۔
صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ، باب المرءُ من احب، قدیمی کتب خانہ کراچی۔ ۲/۳۳۱۔

Marfat.com

جنابِ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ نیک لوگوں کے ذکر کے وقت اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

ہر کجا ذکر صالحاں باشد
رحمتِ حق برو نزول کند
اے برادر حدیث بدمرداں
خاطرِ نیک را ملول کند

ترجمہ: ''جہاں نیکوں کا ذکر ہوگا وہاں اللہ کی رحمت کا نزول ہوگا (عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِيْنَ تَنَزَّلُ الرَّحْمَةُ)[1] اے بھائی بروں کے ذکر سے نیکوں کا دل افسردہ ہو جاتا ہے۔''

حضرت خواجہ محمد صادق بن عبدالباقی بن عزّالدین فرغانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے جو آدمی ہر روز بزرگوں کی چند حکائتیں پڑھے گا اگر عورت ہے تو (بلحاظ کوتاہ ہمتی) مرد ہو جائے گا (بلحاظ ہمت) اگر مرد ہے تو کامل مرد ہوگا، اگر کامل ہے تو یگانہ دوراں ہو جائے گا اگر درد سے بیگانہ ہے تو مجسم درد ہو جائے گا۔ سیرتِ صالحین سے اپنی خامیوں اور کوتاہیوں کو جانچنے کا وہ ملکہ پیدا ہوتا ہے جو باطنی امراض کا واحد علاج ہے۔ مطالعہ کرنے والوں کو ان حضرات کا بلند مقام اور اپنی پستی نظر آنے لگتی ہے اس معرفتِ نفس سے ندامت اور ندامت سے رقّت اور پھر رقّت سے رحمت کی بارش اس کے قلب پر نازل ہوتی ہے۔

سیرتِ صالحین پر بھارت کے ایک کمیشن کی رپورٹ:

حکومت بھارت نے ایک کمیشن اس امر کی ٹوہ لگانے پر مقرر کیا تھا کہ نوجوانوں کے اخلاق جو

[1] احیاء العلوم، کتاب العزلۃ، الفائدۃ الثانیۃ التخلص بالعزلۃ مطبعۃ المشھد الحسینی ۲/۲۳۱۔
اتحاف السادۃ المتقین، الفائدۃ الثانیۃ، دار الفکر بیروت ۶/۳۵۰۔
الاسرار المرفوعۃ رقم الحدیث ۶۲۴ دار الکتب العلمیہ بیروت، صفحہ ۱۶۱۔

Marfat.com

دن بدن پستی کی طرف جا رہے ہیں اور سنبھلنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی، اس کا کیا سبب ہے، نیز اس کا کیا علاج ہے؟ یہ کمیشن اعلیٰ سطح کے ججوں پر مشتمل تھا جس نے کئی ماہ کی چھان بین اور دماغ سوزی کے بعد اپنی رپورٹ پیش کی جس میں لکھا کہ ''اس کا سبب قوم کی مذہب اور دھرم سے بیزاری ہے کیونکہ مذہب اور دھرم ہی اخلاق کا سرچشمہ ہیں، دھرم ہی وہ طاقت ہے جو انسان کو اخلاقی حدود کا پابند بنا سکتی ہے۔'' انہوں نے کہا! اگرچہ بھارتی حکومت کی بنیاد لادینی پر ہے اور ہم اس کو مجبور نہیں کر سکتے مگر ہمارے نزدیک اس کا علاج سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ ہماری قوم نیک لوگوں کی سیرت اور ان کی حکایات کا مطالعہ کیا کرے اس کے لیے دو کتابیں بھی تجویز کی گئیں۔ ایک ڈاکٹر بھگوان داس کی کتاب جو نیک لوگوں کی حکایات پر مشتمل ہے۔ دوسری ترجمان القرآن مصنفہ مولانا ابوالکلام آزاد، یہ اس رپورٹ کا خلاصہ ہے سیرت صالحین کو کسی قوم کا مزاج سدھارنے میں کتنا دخل ہے جس کی ضرورت دشمنانِ دین بھی محسوس کر رہے ہیں۔

حُبِّ درویشاں کلیدِ جنت است
دشمنِ ایشاں سزائے لعنت است

ترجمہ: ''اللہ والوں کی محبت جنت کی چابی ہے ان کا دشمن لعنت کا حقدار ہے۔''

طریقت:

یہ ایک اہم عنوان ہے جس پر قلم اٹھانا مجھ جیسے کم علم کے لئے ایک بڑی جسارت ہے۔ علم کی بے مائیگی کا تقاضا تو سکوت چاہتا ہے۔ منازلِ سلوک سے ناآشنا ہوں مگر جو کچھ ثقات سے سنا ہے اور ذہن میں جو باتیں محفوظ رہ گئی ہیں وہ عرض کیے دیتا ہوں، محض اس لئے کہ احباب کا اصرار ہے کہ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات لکھوں۔ پھر خیال آیا کہ چونکہ یہ صاحب طریقت کی سوانح ہے تو طریقت کا بھی مختصر سا ذکر کر دیا جائے، اگرچہ اس کی چنداں ضرورت نہ تھی، کیونکہ حالات و سوانح سے خود ہی طریقت کے تمام

Marfat.com

پہلوؤں پر روشنی پڑ جاتی ہے۔ دراصل طریقت کوئی بیان میں آ جانے والی چیز بھی نہیں، یہ تو ایک ذوقی اور وجدانی حقیقت ہے، اس ذوق کی لذت اٹھائی جا سکتی ہے مگر بیان نہیں کی جا سکتی تاہم فنی حیثیت سے اس پر بہت سی کتابیں لکھی جا چکی ہیں، خود حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ''خیر الخیر'' اس فن پر ایک جامع کتاب ہے۔ اس لیے اختصار کے ساتھ عرض کرتا ہوں۔ واضح رہے کہ ایسا کوئی خیال پیش نہ کیا جائے گا جو ذہنی الجھن کا باعث بنے یا مخالفِ شرع شریف ہو۔ ان واردات کا بھی منکر نہیں ہوں، جہاں سالک سے اضطراراً حسنِ بے مثال کے جلووں سے بیتاب ہو کر غیر شرعی حرکات سرزد ہو جاتی ہیں اور غلبۂ حال میں وہ اپنے اوصافِ بشریت کھو بیٹھتا ہے جس کا حال غالب ہوتا ہے وہی جو چاہتا ہے کہلوا دیتا ہے۔ اس مضمون کو سمجھنے کے لیے ایک ادنیٰ سی مثال دی جاتی ہے کہ جن جب کسی شخص پر مسلط ہو جاتا ہے تو آدمی اپنا وصف کھو بیٹھتا ہے اور اس کی حرکات اس سے بے اختیار سرزد ہونے لگتی ہیں۔ جب اس تسلط کا اثر جاتا رہے تو پھر وہ اپنے ہوش میں آ جاتا ہے۔ ہوش میں اگر اس سے بیہوشی کی باتیں پوچھی جائیں تو ان باتوں سے سراسر انکار کر دیتا ہے جس سے معلوم ہوا کہ یہ باتیں اس کی نہ تھیں کسی اور کی تھیں، اس وقت وہ نہ تھا کوئی اور تھا۔ اس حال میں اس کو معذور تصور کیا جائے گا اِس حال کا انکار نہیں کیا جا سکتا، بشرطیکہ حقیقتاً ورود ہو اور اگر تصنع ہو تو یہ زندقہ (بے دینی) ہے تاہم یہ حال مقصود نہیں، یہ غیر اختیاری کیفیات ہوتی ہیں، اگر یہ کیفیات ہی مقصود ہوتیں تو پھر انبیائے کرام کا حال یقیناً یہی ہونا چاہیے تھا، اور ان کے زیرِ تربیت جماعت کا بھی! یہ مطلب بھی نہیں کہ ان حضرات کو مطلقاً یہ کیفیات پیش ہی نہیں آئیں۔ بعض کو یہ کیفیات پیش آئی ہیں (اس کا ثبوت میرے رسالہ ''اسلامی تصوف'' میں ملاحظہ فرمائیں) مگر مقصود نہ سمجھتے ہوئے یا تو اس سے بچ کر نکل گئے یا اس تنگنائے سے انہیں جلد ہی نکال دیا گیا تا کہ یہاں ٹھہر نہ جائیں اور جو اس مقام کی لذت سے سرشار ہوئے زہے نصیب! خوش نصیب ہیں وہ جن کی رگ رگ میں یار سما جائے۔ آپ مٹ جائیں، اپنے آپ سے بے خبر ہو جائیں، نہ دنیا کا ہوش رہے نہ دنیا والوں کا۔ وہ ہی

Marfat.com

وہ رہے اور بس۔ مگر یہ اپنے بس کی بات نہیں، یہ غیر اختیاری معاملہ ہے۔ یہ راستہ سلوک کا نہیں، یہ جذب کا راستہ ہے اور جو راہ اپنے اختیار، اپنی جدوجہد سے طے کی جاتی ہے اس کا نام ہے سلوک۔

سلوک کیا ہے؟

سلوک نام ہے تَعۡمِیۡرُ الظَّاھِرِ وَ الۡبَاطِنِ کا یعنی اعضائے ظاہر اور قلب کا اپنے ربّ کریم کی اطاعت وخدمت میں مشغول رکھنا، بایں طور کہ ہادیٔ عالم سید المرسلین ﷺ کے بتائے ہوئے طریق اور فرمائی ہوئی تعلیم شریعت کے اتباع کی اس درجہ خو اور عادت پڑ جائے کہ سنّت نبویہ پر عمل کرنا طبعی شیوہ بن جائے تکلف کی حاجت نہ رہے۔ اس وقت قلب اور جوارح کی کج روی ختم ہو جاتی ہے اور آپس میں تطابق پیدا ہو کر اخلاقِ رذیلہ سے تنفر اور خصائل حمیدہ سے متصف ہو کر معتدل اور مخلص بن جاتا ہے۔ قلب کے اس اعتدال اور اس خلوص کا نام نسبت ہے اور اسی کے حصول کی ہر مسلمان کو طلب ہونی چاہیے۔ جب قلب میں راستی پیدا ہو جاتی ہے اس وقت طاعات اور عبادات میں حلاوت اور لذت آنے لگتی ہے۔ عبادات بالطبع مرغوب ومحبوب بن جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے خلاف معصیت کا ارتکاب گراں اور ناگوار گزرنے لگتا ہے۔ اس وقت قلب میں ایسی قوت وفراست پیدا ہو جاتی ہے جو بھلے اور برے، طاعت ومعصیت میں ازخود واضح امتیاز کرنے لگتی ہے۔ ایسے حال میں

اَلۡمُؤۡمِنُ یَسۡتَفۡتِیۡ بِالۡقَلۡبِ لِقَوۡلِهٖ عَلَیۡهِ السَّلَامُ اِسۡتَفۡتِ قَلۡبَكَ [1]

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح، کتاب البیوع، باب الکسب وطلب الحلال قدیمی کتب خانہ کراچی، صفحہ ۲۴۲۔
کنز العمال، رقم الحدیث ۲۹۳۳۹ مؤسسۃ الرسالہ بیروت، ۱۰/ ۲۵۰۔
مسند احمد بن حنبل، عن وابصۃ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی، بیروت، ۴/ ۲۲۸۔
اتحاف السادۃ المتقین کتاب العلم الباب الثالث دار الفکر بیروت، ۱/ ۱۶۰۔
اتحاف السادۃ المتقین، وکتاب عجائب القلب بیان مایؤاخذ بہ العبد من وساوس القلوب الخ۔ ۷/ ۲۹۸۔

Marfat.com

ترجمہ: ''مومن اپنے دل سے فتویٰ لینے لگتا ہے حضور علیہ السلام کے ارشاد کی وجہ سے کہ اپنے دل سے فتویٰ لے۔''

اور اسے اللہ تعالیٰ کے ذکر وفکر سے اس درجہ اُنس حاصل ہو جاتا ہے کہ ایک لحہ کی غفلت یا جان ومال، اہل وعیال عزت وآبرو غرض ہر مرغوب ومحبوب چیز کے فقدان سے زیادہ ناگوار ہوتی ہے اور اس کو ذکر وفکر کی قیمت ہفت اقلیم سے زیادہ معلوم ہوتی ہے۔

بردِل سالک ہزاراں غم بود
گر زِ باغ وصل خلالے کم بود

ترجمہ: ''راہ خدا پر چلنے والے کے دل میں ہزاروں غم ہوتے ہیں، اگرچہ باغ (کے پودوں) میں فاصلہ کم ہی ہوتا ہے۔''

اِدھر سے سالک ذکر وفکر سے قرب کی منازل طے کرتا چلا جاتا ہے اُدھر سے اللہ تعالیٰ عرفان ومعرفت کی رُو سے بندے کے زیادہ قریب ہو جاتا ہے۔ ادھر سے قرب، ذکر کی صورت میں ہے اُدھر سے عرفان اور سکینت کی صورت میں اور اس طور سے فَاذْكُرُوْنِیٓ اَذْكُرْكُمْ کا مفہوم پورا ہو جاتا ہے۔ جب قلب اللہ کے رنگ میں رنگا جاتا ہے اور توحیدی انوار قلب کو گھیر لیتے ہیں اس وقت قلب پر ان علوم توحیدی کا ورود شروع ہو جاتا ہے جو علوم عقلی اور نقلی دلائل سے حاصل نہیں ہو سکتے اور اس وقت لوحِ دل سے نقوشِ علمی وعقلی بالکل محو اور صاف ہو جاتے ہیں اور صفات بشریہ معدوم تو نہیں لیکن مغلوب ضرور ہو جاتی ہیں اور یہی علوم، علومِ لدُنی کہلاتے ہیں۔ ایسے صاحبِ دل میں وہ جاذبیت پیدا ہو جاتی ہے کہ مخلوق کے دل اس کی طرف کھنچنے لگتے ہیں اور توحیدی خوشبو مہک کر ایک عالم کو مہکا دیتی ہے اور قلوب کو منور کرتی چلی جاتی ہے۔ ایسے بندوں کی تعریف اللہ تعالیٰ اپنے کلامِ پاک میں یوں فرماتا ہے:

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ

Marfat.com

الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا○ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا○

(سورۃ الفرقان آیت: ۶۳، ۶۴)

ترجمہ: ''اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر آہستہ آہستہ اور جب گفتگو کرتے ہیں ان سے جاہل تو وہ صرف یہ کہتے ہیں کہ تم سلامت رہو اور جو رات بسر کرتے ہیں اپنے ربّ کے حضور سجدہ کرتے ہوئے اور کھڑے ہوئے۔''

اُن کا قلبی نور دلوں کو مسخر کر لیتا ہے۔ ان کی نیکی کے آثار ان کی پیشانی سے ظاہر ہوتے ہیں۔

سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ (سورۃ الفتح آیت: ۲۹)

ان کے نورِ توحید کی ضیا پاشیاں، فراست، کرامات اور کشفی علوم کی صورت میں ظاہر ہونے لگتی ہیں اور وہ اس حدیثِ قدسی کا مصداق بن جاتے ہیں:

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ وَ مَا تَقَرَّبَ اِلَيَّ عَبْدِيْ بِشَيْءٍ اَحَبَّ اِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُهٗ عَلَيْهِ وَمَا زَالَ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اُحِبَّهٗ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِيْ لَاُعْطِيَنَّهٗ... ①

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو میرے ولی سے عداوت رکھے گا میری طرف سے اس کے لیے اعلان جنگ ہے، بندہ نوافل کے ذریعہ سے ہمیشہ میرا قرب ڈھونڈتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو دوست

① صحیح البخاری کتاب الرقاق باب التواضع قدیمی کتب خانہ کراچی، ۲/ ۹۶۳۔

Marfat.com

رکھنے لگتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور میں اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اس کو ضرور دیتا ہوں۔''

بارگاہِ الٰہی میں عوام الناس کے مقابلہ میں ان کو خاص امتیاز حاصل ہوتا ہے جو بستانِ کریم کے پروردہ اور دبستانِ تعلیم کے تربیت یافتہ، مجالس تعلیم میں سربلند، مدارس تفہیم کے دانش مند، اسرار کے مخزن، انوار والہام کے مورد بن جاتے ہیں۔ جس قدر لکھ گیا ہوں اتنا لکھنے کا ارادہ نہ تھا۔ بہر حال تصوف سے مراد ایمان محکم ہے کوئی زائد شے نہیں۔ وہی ایمان جس کا ہر مسلمان مدعی ہے۔ سلوک وطریقت میں تزکیہ وتطہیر نفس کی جاتی ہے حتیٰ کہ قلب کو ایمان کی حلاوت نصیب ہو جائے۔ اصل درویشی اور طریقت کا مفہوم اسی شریعت حقہ کی پابندی کرنا ہے جو رسولِ مقبول ﷺ نے تمام عالم کو عطا فرمائی۔ ایک مثال دے کر ختم کرتا ہوں۔ ایک بیمار جس کو بھوک نہ لگتی ہو طبیب کی ہدایت کے مطابق مجبوراً بعض اوقات پُر تکلف غذا کھاتا ہے تاکہ کچھ طاقت برقرار رہے اور مرض دور کرنے میں مدد دے۔ دوسرا شخص وہ ہے کہ جو بحالت تندرستی سچی بھوک کے تقاضے سے غذا کھا رہا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بقائے حیات غذا سے ہے اور دونوں کو اس کا نفع پہنچتا ہے بظاہر دونوں میں چنداں فرق نہیں مگر حقیقتاً بے حد فرق ہے۔ بیمار اپنی طبیعت کو غذا کے تابع بنائے ہوئے ہے اور تندرست نے غذا کو طبیعت کا تابع بنایا ہے۔ اسی طرح عام آدمی عبادت کرتا ہے مگر نفس کو مجبور کر کے، اور صاحب نسبت ولی اسی عبادت میں مشغول ہوتا ہے مگر اس صورت کہ دل کا تقاضا اس کو عبادت کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ اگر بیمار پر طبیب کا جبر نہ ہو تو غذا ترک کرنے میں کوئی کوفت محسوس نہ کرے گا اگرچہ خمیازہ اسے کمزوری کی صورت میں بھگتنا پڑے گا بخلاف تندرست

Marfat.com

کے، اسے تو نہ کھانے کی صورت میں کمزوری اور اعضاء شکنی پیدا ہوگی، پیٹ میں کھرچن سی لگ جائے گی تاوقتیکہ وہ کھانہ لے، جب تک کھائے گا نہیں کسی کام میں اس کا جی نہ لگے گا۔ اسی ایمانی صحت کاملہ کا نام طریقت ہے جو قلب کو حاصل ہوتی ہے اور اس روحانی غذا کا نام ہے شریعت! شریعت اُن احکام ظاہر پر عمل کرنا ہے جن کی تفصیل کتب فقہ میں موجود ہے اور طریقت ارباب حال کی روش پر چل کر اخلاق کو مہذب کرنا اور اوصاف ذمیمہ کو اوصافِ حمیدہ میں تبدیل کرنا تا آنکہ توحید حقیقی کا ظہور یعنی مشاہدۂ ذاتِ حق بلا حجاب تعینات ہو جائے۔ پس ضروری ہے کہ طریقت کی تائید شریعت سے حاصل ہو اور حقیقت کی مویدّ طریقت ہو۔

فرصت اگرت دست دہد مغتنم انگار
ساقی و مغنی و شرابے و سرودے
آں قوم نباشی کہ فریبند
حق را بہ سجودے و نبی را بہ درودے

ترجمہ: ''فرصت اگر تیری مدد کرے تو غنیمت جان (جیسے) پلانے والا، گانے والا، شراب اور نغمہ (کو) وہ قوم دھوکہ باز نہیں ہو سکتی جو اللہ کو سجدہ کرتی ہے اور اس کے نبی علیہ السلام پر درود بھیجتی ہے۔''

مشاہدہ پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے اگرچہ تھوڑا یا بہت لکھنے یا بیان کر دینے سے مشاہدہ حاصل نہیں ہو جاتا تاہم اتنا عرض کئے دیتا ہوں کہ تعلیم قرآن اور عبادات اور طاعات کا مقصود مشاہدہ حاصل کرنا ہے، خواہ عیانی ہو یا وجدانی۔ اس لیے جو یقین اور اطمینان اس راہ میں مطلوب ہے وہ یقین جو تمام مشکلات کا حل ہے اور جس سے استقامت عَلَی الدِّین پیدا ہو وہ مشاہدہ کے بغیر ہرگز حاصل نہیں ہوتا۔ استدلال میں یہ طاقت کہاں! استدلال سے وہ اطمینان اور یقین پیدا نہیں ہو سکتا۔

Marfat.com

گر بہ استدلال کارِ دیں بُدے
فخر رازی راز دار دیں بُدے
پائے استدلالیاں چوبیں بود
پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود
چند خوانی حکمتِ یونانیاں
حکمتِ ایمانیاں راہم بخواں
آزمودم عقلِ دور اندیش را
بعد ازیں دیوانہ سازم خویش را

(رومی)

ترجمہ: ''اگر دلیل کا حصول ہی دین کا سلسلہ ہوتا تو فخر الدین رازی دین کا سمجھنے والا ہوتا۔ دلیل والوں کے پاؤں لکڑی کے ہوتے ہیں جو کہ متزلزل ہو جاتے ہیں۔ یونانیوں کی حکمت کب تک پڑھتا رہے گا ایمان والوں کی حکمت بھی پڑھ۔ میں نے دور کا سوچنے والی عقل کو آزمایا اس کے بعد اپنے آپ کو دیوانہ بنالیا۔''

یہ دیوانگی یعنی حصولِ مقصد کی دھن اور اس کی پختگی مشاہدہ سے حاصل ہوتی ہے نہ کہ استدلال سے۔ بلکہ میں یہ کہوں گا کہ جس قوم یا جس فرد پر اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور جس قوم کو دین و دنیا میں سرفراز کرنا چاہتا ہے اسے دولت مشاہدہ سے مالا مال کرتا ہے۔ جو قوم غضب میں آ جاتی ہے اس کو مقامِ مشاہدہ سے گرا کر استدلال میں پھنسا دیا جاتا ہے اور وہ قوم استدلال کی سر پھٹول کو تبلیغ سمجھ کر آپس میں ٹکرا ٹکرا کر ختم ہو جاتی ہے۔ آپس میں دست و گریباں ہونے کو جہاد سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مناظرہ کے بازار گرم ہو جاتے ہیں اور یہ دور اس قوم پر روحانی اور مذہبی شعور کی موت کا وقت ہوتا ہے۔ حدیث

Marfat.com

احسان کو پڑھئے کہ عبادات میں اصل مطلوب کیفیت احسان ہے۔ یعنی

اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ۔ ①

ترجمہ: ''(یہ کہ) عبادت کرے تو اللہ کی اس طرح کہ جیسے تو اس کو دیکھ رہا ہے پس اگر تو اس کو نہیں دیکھ رہا (تو یقین کرلے) کہ وہ تجھے ضرور دیکھ رہا ہے۔''

پس عبادت میں یہ کیفیت وجدانی یا عیانی طور پر یوں پیدا ہو جائے کہ حقیقی رویت نہ سہی۔ وجدان مثل رویت کے ہی محسوس کرے۔ یہ ہے ''مقامِ حال'' اور یہ ''حال'' پیدا کرنا ہی مطلوب شرعی ہے۔ آپ اگر غور فرمائیں گے تو نماز کے الفاظ میں خطاب کے صیغے اور ضمائر اسی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ ''شرح صدر'' (جو مشاہدہ کا اصل مقام ہے) کے بغیر اطمینان کہاں جس کی تلاش میں انسان پریشان ہے چونکہ ہر شخص کے نصیب میں یہ مقام نہیں اس لیے صاحب مشاہدہ کی تقلید ہی کو ضروری سمجھے تا کہ کم از کم اس کا ذوق ہی نصیب ہو جائے۔

---

① صحیح البخاری کتاب الایمان، باب سوال جبریل الخ، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱/ ۱۲۔
صحیح مسلم، کتاب الایمان، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱/ ۲۹۔
مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، قدیمی کتب خانہ کراچی، صفحہ ۱۱۔

Marfat.com

توضیحات

کمالاتِ ولایت

کمالاتِ نبوت ہوں یا کمالاتِ ولایت، اصالتاً تو یہ نبوت ہی کے لیے مخصوص ہیں۔ نبوت ہی تمام کمالات کا سرچشمہ اور منبع ہے مگر قرآن وسنّت سے یہ بات پورے طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ صلحائے امت، انبیاء علیہم السلام کی متابعت اور محبت کی بناء پر اپنی اپنی استعداد کے مطابق ان کمالات سے بہرہ ور ہوتے ہوئے انسان کامل کے مرتبہ پر فائز ہو کر خلافت الٰہی اور نیابت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منصب پر ممتاز ہوئے ہیں۔ یہی وہ جماعت ہے جن کو اولیاء اللہ کے نام سے قرآن وسنّت میں یاد کیا گیا ہے۔ اس زمین پر انقطاعِ نبوت کے بعد یہی اولیاء اللہ خلفاء اللہ اور رسول ﷺ کے ورثاء ہوتے ہیں اور وہ زمین پر تصرّف کی قوتیں انبیاء علیہم السلام کی اتباع اور محبت کے طفیل اللہ تعالیٰ سے اخذ کرتے ہیں۔ ان کمالات کا حامل انسان اس زمین پر اخلاقِ الٰہی کی چلتی پھرتی تصویر اور اس دنیا کے رہنے والوں کے لیے رحمت وبرکت کا باعث ہوتا ہے۔ ایسے شخص کی شان میں ارشاد باری ہے:

وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ (سورۃ الانعام آیت: ۱۲۲)

ترجمہ: ''اور بنا دیا اس کے لیے نور چلتا ہے جس کے اجالے میں لوگوں کے درمیان۔''

بعض اکابر امت کو ان کمالات سے اتنا وافر حصہ ملا ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے کامل تشابہ معلوم ہوتا ہے، فرق صرف نبوت کا رہ جاتا ہے جیسا حضرت خاتم الانبیاء ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

Marfat.com

لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیًّا لَّکَانَ عُمَر ⓵

ترجمہ: ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو البتہ عمر ہوتا۔''

یعنی خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد کوئی شخص مرتبۂ نبوت سے سرفراز ہوتا تو بیشک یہی اکمل الکاملین سرفراز ہوتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سوائے منصبِ نبوت کے اور تمام کمالات کا پورا پرتو تھے یا جیسا حضور سید المرسلین ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان میں ارشاد فرمایا:

اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اَلَا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ ۔ ⓶

ترجمہ: ''تمھاری اور میری نسبت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی سی ہے لیکن خبردار میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

لہٰذا جس قدر یہ تشابہ کامل ہوگا اتنا ہی ایمان کامل ہوگا۔ الغرض مشابہت کے مدارج پر ہی مراتب کمال کا دارومدار ہے یہاں اجمالاً ان چند کمالات اور ان کے مختصر شواہد قرآنی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

مشابہت کا ذکر:

اس حدیث میں موجود ہے:

⓵ جامع الترمذی (سنن الترمذی) باب مناقب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رقم الحدیث ۳۶۹۵، دار الکتب العلمیہ بیروت، صفحہ ۸۴۰۔

مشکوٰۃ المصابیح، باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ، قدیمی کتب خانہ کراچی، صفحہ ۵۵۸۔

کنز العمال رقم الحدیث ۳۲۷۴۵ موسسۃ الرسالہ بیروت، ۱۱/ ۵۷۸۔

⓶ جامع الترمذی، (سنن الترمذی) مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رقم الحدیث ۳۷۳۸ و ۳۷۳۹ دار الکتب العلمیہ صفحہ ۸۴۹۔

صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل علی بن ابی طالب، قدیمی کتب خانہ ۲/ ۲۷۸۔

مسند احمد بن حنبل، عن ابی سعید الخذری رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامیہ، بیروت ۳/ ۳۲۔

Marfat.com

عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ۔ (۱)

ترجمہ: ''میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی مانند ہیں۔''

ولایت کا ذکر:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ○

(سورۃ یونس آیت: ۶۲)

ترجمہ: ''سنو! بے شک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔''

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ○ لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ (سورۃ یونس آیت: ۶۳۔ ۶۴)

ترجمہ: ''یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور (عمر بھر) پرہیز گاری کرتے رہے۔ انہی کے لیے بشارت ہے دنیوی زندگی میں اور آخرت میں۔''

اِنْ اَوْلِیَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ (سورۃ الانفال آیت: ۳۴)

ترجمہ: ''اس کے ولی تو صرف پرہیز گار لوگ ہیں۔''

یہ ظاہر ہے کہ ان آیات میں انبیاء کی ولایت کا ذکر نہیں۔

عبودیت:

ولایت کے عمدہ ترین مقامات میں سے یہ مقام بھی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا○ (سورۃ الکہف آیت: ۶۵)

(۱) الاسرار المرفوعۃ، رقم الحدیث ۶۱۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت، صفحہ ۱۵۹۔
کشف الخفاء رقم الحدیث ۱۷۴۴ دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۲/ ۶۰۔

Marfat.com

ترجمہ: ''تو پایا انہوں نے ایک بندے کو ہمارے بندوں میں سے جسے ہم نے عطا فرمائی تھی رحمت اپنی جناب سے اور ہم نے سکھایا تھا اسے اپنے پاس سے (خاص) علم۔''

صحیح قول کے مطابق حضرت خضر نبی نہ تھے بلکہ ولی تھے۔ ایک جگہ اور فرمایا:

اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ○ عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ یُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِیْرًا ○ (سورۃ الدھر آیت: ۵،۶)

ترجمہ: ''بے شک نیک لوگ پئیں گے (شراب کے) ایسے جام جن میں آبِ کافور کی آمیزش ہوگی (کافور) ایک چشمہ ہے جس سے اللہ کے (وہ) خاص بندے پئیں گے اور جہاں چاہیں گے اسے بہا کر لے جائیں گے۔''

ایک اور جگہ فرمایا:

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ○ وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا ○

(سورۃ الفرقان آیت: ۶۳، ۶۴)

ترجمہ: ''اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر آہستہ آہستہ اور جب گفتگو کرتے ہیں ان سے جاہل تو وہ صرف یہ کہتے ہیں کہ تم سلامت رہو اور جو رات بسر کرتے ہیں اپنے ربّ کے حضور سجدہ کرتے ہوئے اور کھڑے ہوئے۔''

اولیائے کرام بھی بہ تبعیت انبیاء علیہم السلام عبودیت سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔

اجتباء و اصطفاء:

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ ○ (سورۃ آل عمران آیت: ۴۲)

Marfat.com

ترجمہ: ''اور جب کہا فرشتوں نے اے مریم! بے شک اللہ تعالیٰ نے چن لیا ہے تمہیں اور خوب پاک کر دیا ہے تمہیں اور پسند کیا ہے تجھے سارے جہان کی عورتوں سے۔''

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ

(سورۃ آل عمران آیت: ۳۷)

ترجمہ: ''پھر قبول فرمایا اسے اس کے ربّ نے بڑی ہی اچھی قبولیت کے ساتھ اور پروان چڑھایا اسے اچھا پروان چڑھانا۔''

اس آیت میں حضرت مریم پر اس عنایت ربی اور توجہ کا ذکر ہے جو بچپن میں ان پر ہوئی۔ حضرت مریم علیہا السلام یقیناً نبی نہ تھیں۔

محبوبیّت ربّ العلمین کا ذکر:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ (سورۃ المائدہ آیت: ۵۴)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! جو پھر گیا تم میں سے اپنے دین سے (تو اس کی بدنصیبی) سو عنقریب لے آئے گا اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم محبت کرتا ہے اللہ ان سے اور وہ محبت کرتے ہیں اس سے۔''

اس آیت میں جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی مراد ہیں جنہوں نے مرتدین سے مقابلہ کیا۔

ملائکہ مقرّبین میں عزّت:

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ

Marfat.com

اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ (سورۃ حٰم سجدہ آیت:۳۰۔۳۱)

ترجمہ: ''بے شک وہ (سعادت مند) جنہوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے پھر وہ اس قول پر پختگی سے قائم رہے اترتے ہیں ان پر فرشتے (اور انہیں کہتے ہیں) کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور تمہیں بشارت ہو جنت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ ہم تمہارے دوست ہیں دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی۔''

اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ (سورۃ المؤمن آیت:۷)

ترجمہ: ''جو فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں عرش کو اور وہ جو عرش کے اردگرد (حلقہ زن) ہیں وہ تسبیح کرتے ہیں حمد کے ساتھ اپنے رب کی اور ایمان رکھتے ہیں اس پر۔''

حفاظت:

مقامِ ولایت میں سے یہ ایک بہت بڑا مقام ہے۔ حفاظت غیبی جو اُن حضرات کے تمام اقوال و افعال، اخلاق و احوال کو راہِ حق کی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچا لیتی ہے، یہی حفاظت جب انبیاء علیہم السلام سے متعلق ہو تو اسے عصمت کہتے ہیں۔ پس عصمت اور حفاظت حقیقت میں ایک ہی چیز ہے لیکن لفظِ عصمت بپاس ادب اولیاء اللہ کے لیے استعمال نہیں کیا جاتا۔

الغرض حفاظتِ الٰہی ان اکابر کے بھی شاملِ حال رہتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ○

(سورۃ بنی اسرائیل آیت:۶۵)

ترجمہ: ''جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا غلبہ نہیں ہو سکتا، اور (اے محبوب!) کافی ہے تیرا ربّ اپنے بندوں کی کارسازی کے لیے۔''

Marfat.com

بعثت:

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ؕ

(سورۃ المائدہ آیت:۱۲)

ترجمہ: ''اور یقیناً لیا تھا اللہ نے پختہ وعدہ بنی اسرائیل سے اور ہم نے مقرر کیے ان میں سے بارہ سردار۔''

ظاہر ہے کہ یہ نقیب نبی نہ تھے اور فرمایا۔

اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ○ قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ○ قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ○ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○

(سورۃ یٰسین آیت:۱۳ تا ۱۷)

ترجمہ: ''جب (پہلے) ہم نے بھیجے ان کی طرف دو رسول تو انہوں نے ان کو جھٹلایا پس ہم نے تقویت دی (انہیں) ایک تیسرے رسول سے تو ان تینوں نے (انہیں) کہا کہ ہمیں تمہاری طرف بھیجا گیا ہے۔ بستی والوں نے کہا نہیں ہو تم مگر بشر ہماری مانند اور نہیں اتاری رحمٰن نے کوئی چیز، نہیں ہو تم مگر جھوٹ بول رہے ہو۔ رسولوں نے کہا ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم یقیناً تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں اور نہیں ہم پر کوئی ذمہ داری بجز اس کے (کہ پیغام حق) کھول کر پہنچا دیں۔''

ظاہر ہے کہ یہ بزرگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری تھے اور فرمایا:

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ؕ

(سورۃ البقرۃ آیت:۲۴۷)

Marfat.com

ترجمہ: ''اور کہا انہیں ان کے نبی نے، بے شک اللہ تعالیٰ نے مقرر فرما دیا ہے تمہارے لیے طالوت کو امیر۔''

طالوت بھی نبی نہ تھے۔

فیضِ صحبت کا اثر:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ○

(سورۃ توبہ آیت:۱۱۹)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! ڈرتے رہا کرو اللہ سے اور ہو جاؤ سچے لوگوں کے ساتھ۔''

حدیث:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِی الَّذِیْنَ یَحْبِسُوْنَ لِذِكْرِ اللّٰهِ هُمُ الْقَوْمُ لَا یَشْقٰی بِهِمْ جَلِیْسُهُمْ [1]

ترجمہ: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو لوگ اللہ کے ذکر میں بیٹھتے ہیں ان کی سنگت کرنے والے بھی محروم نہیں رہتے۔''

اظہارِ دعوت:

كُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ (سورۃ آل عمران آیت:۱۱۰)

ترجمہ: ''ہو تم بہترین امت جو ظاہر کی گئی ہے لوگوں (کی ہدایت و بھلائی) کے لیے تم حکم

---

[1] جامع الترمذی (سنن الترمذی) کتاب الدعوات باب ما جاء ان للہ ملائکۃ سیاحین فی الارض رقم الحدیث ۳۶۰۰ دار الکتب العلمیۃ بیروت صفحہ ۸۲۲۔

مسند احمد بن حنبل، عن ابی ہریرۃ، المکتب الاسلامی بیروت، ۲/ ۲۵۲، ۳۵۹، ۳۸۳۔

Marfat.com

دیتے ہو نیکی کا اور روکتے ہو برائی سے اور ایمان رکھتے ہو اللہ پر۔''

وَلۡتَكُنۡ مِّنۡكُمۡ اُمَّةٌ يَّدۡعُوۡنَ اِلَى الۡخَيۡرِ وَيَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ (سورۃ آل عمران آیت: ۱۰۴)

ترجمہ: ''ضرور ہونی چاہیے تم میں سے ایک جماعت جو بلایا کرے نیکی کی طرف اور حکم دیا کرے بھلائی کا اور روکا کرے بدی سے۔''

خرقِ عادت:

اس کے بیان کی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ اولیاء اللہ سے کرامات کا ظہور تواتر کی حد کو پہنچا ہوا ہے، لہٰذا یہ خود ایک حجت ہے اور کسی دلیل کی حاجت نہیں۔

حکمت

وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا لُقۡمٰنَ الۡحِكۡمَةَ اَنِ اشۡكُرۡ لِلّٰهِ ؕ (سورۃ لقمان آیت: ۱۲)

ترجمہ: ''اور ہم نے عنایت فرمائی لقمان کو حکمت (ودانائی اور فرمایا) اللہ کا شکر ادا کرو۔''

شرفِ مکالمہ:

اس کی تین صورتیں ہیں۔ وحی، القاء اور الہام۔ ہر وہ چیز جو بطریق استدلال حاصل نہ کی گئی ہو بلکہ قلبِ سالک پر حق تعالیٰ کی جانب سے یقینِ کامل کے ساتھ وارد ہو وحی ہے یا القا ہے یا الہام۔ ابتدائی حالت کو القاء اور انتہائی حالت کو الہام اور وحی کہتے ہیں۔ اولیاء اللہ کو القاء اور الہام ہوتا ہے۔ وحی انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوتی ہے اور انہیں کے ساتھ خاص ہے۔ القاء والہام، وحی کا پرتو سمجھئے یا ایک ادنیٰ درجہ۔ قرآن پاک میں بعض مقامات پر اس وحی کے کمزور اور کمتر درجہ الہام کو بھی وحی سے تعبیر کیا گیا

Marfat.com

ہے۔ الہام مطلق کی مختلف صورتیں ہیں کبھی پردہ غیب سے کلام کی صورت میں نازل ہوتا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے۔

وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ۚ (سورۃ المائدہ آیت:۱۱۱)

ترجمہ: ''اور جب میں نے حواریوں کے دل میں ڈالا کہ ایمان لاؤ میرے ساتھ اور میرے رسول کے ساتھ۔''

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِيْ وَلَا تَحْزَنِيْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○ (سورۃ القصص آیت:۷)

ترجمہ: ''اور ہم نے الہام کیا موسیٰ کی والدہ کی طرف کہ اسے (بے خطر) دودھ پلاتی رہ۔ پھر جب اس کے متعلق تمہیں اندیشہ لاحق ہو تو ڈال دینا اسے دریا میں اور نہ ہراساں ہونا اور نہ غمگین ہونا۔ یقیناً ہم لوٹا دیں گے اسے تیری طرف اور ہم بنانے والے ہیں اسے رسولوں میں سے۔''

اور کبھی یہ الہام بذریعہ فرشتہ ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَاذْكُرْ فِى الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ○ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۫ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ○ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ○ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ○ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ○ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ

Marfat.com

وَلِنَجۡعَلَهٗۤ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحۡمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمۡرًا مَّقۡضِيًّا○

(سورۃ مریم آیت:۱۶ تا ۲۱)

ترجمہ: ''اور (اے حبیب!) بیان کیجئے کتاب میں مریم (کا حال) جب وہ الگ ہوگئی اپنے گھر والوں سے ایک مکان میں جو مشرق کی جانب تھا پس بنا لیا اس نے لوگوں کی طرف سے ایک پردہ۔ پھر ہم نے بھیجا اس کی طرف اپنے جبرائیل کو پس وہ ظاہر ہوا اس کے سامنے ایک تندرست انسان کی صورت میں۔ مریم بولیں میں پناہ مانگتی ہوں رحمٰن کی تجھ سے اگر تو پرہیزگار ہے۔ جبرائیل نے کہا میں تو تیرے ربّ کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ میں عطا کروں تجھے ایک پاکیزہ فرزند۔ مریم (حیرت سے) بولیں (اے بندۂ خدا) کیونکر ہوسکتا ہے میرے ہاں بچہ حالانکہ نہیں چھوا مجھے کسی بشر نے اور نہ میں بدچلن ہوں۔ جبرائیل نے کہا یہ درست ہے (لیکن) تیرے رب نے فرمایا یوں بچہ دینا میرے لیے معمولی بات ہے اور (مقصد یہ ہے کہ) ہم بنائیں اسے اپنی (قدرت کی) نشانی لوگوں کے لیے اور سراپا رحمت اپنی طرف سے اور یہ ایسی بات ہے جس کا فیصلہ ہو چکا ہے۔''

اور کبھی یہ الہام اس طریقہ سے واضح ہوتا ہے کہ صاحبِ الہام کے دل سے کوئی بات از خود جوش مارتی اور ابلتی ہوئی زبان پر آ جاتی ہے اور درحقیقت وہ کلام رحمانی ہوتا ہے اگرچہ زبان انسانی ہوتی ہے۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقومِ عبداللہ بود

ترجمہ: ''اس کی بات اللہ کی بات ہے اگرچہ اللہ کے بندے کے منہ سے نکلتی ہے۔''

جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشاد نبوی ہے:

Marfat.com

اَلْحَقُّ يَنْطِقُ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ ①

ترجمہ: ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر حق بولتا ہے۔''

الہام کی ایک قسم سچا خواب بھی ہے۔ یہ بھی ایک زبان ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندہ سے باتیں کرتا ہے ایک روزن (سوراخ) ہے جس سے عالمِ غیب کی خبریں انسان تک پہنچائی جاتی ہیں۔ ایک کشف ہے ایک الہام ہے مگر ایک کمزور جسم کا۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوْا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحُ ط ②

ترجمہ: ''نبوت سے کوئی بات باقی نہیں رہی مگر خوش خبریاں۔ صحابہ نے عرض کیا خوش خبریاں کیا ہیں۔ فرمایا نیک خواب جو مومن دیکھتا ہے۔''

تعلیم غیبی:

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ۚ قَالُوْٓا اَنّٰى

① جامع الترمذی (سنن الترمذی) رقم الحدیث ۳۶۹۱، دارالکتب (العلمیۃ بیروت) صفحہ ۸۳۹۔
مسند احمد حنبل عن ابن عمر المکتب الاسلامی ۲/۳ وعن ابی ہریرہ ۲/۱۰۴۔
المستدرک للحاکم معرفۃ الصحابۃ دارالفکر بیروت، ۳/۸۷۔
کنزالعمال رقم الحدیث ۳۲۷۱۴، ۳۲۷۱۷ موسسۃ الرسالہ بیروت، ۱۱/۵۷۳-۵۷۴۔

② صحیح البخاری، کتاب التعبیر، باب الرؤیا الصالحۃ، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۲/۱۰۳۵۔
صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب النہی عن القراءۃ فی الرکوع والسجود، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱/۱۹۱۔
جامع الترمذی، کتاب الرؤیا رقم الحدیث ۲۲۷۲ دارالکتب العلمیہ بیروت، صفحہ ۵۴۶۔
مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الرؤیا قدیمی کتب خانہ کراچی صفحہ ۳۹۴۔
کنزالعمال رقم الحدیث ۴۱۴۱۸ تا ۴۱۴۲۰، ۴۱۴۵۵ موسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۵/۳۷۰، ۳۷۶۔

Marfat.com

يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ؕ (سورۃ البقرہ آیت:۲۴۷)

ترجمہ: ''اور کہا انہیں ان کے نبی نے، بے شک اللہ تعالیٰ نے مقرر فرما دیا ہے تمہارے لیے طالوت کو امیر بولے کیونکر ہو سکتا ہے اسے حکومت کا حق ہم پر، حالانکہ زیادہ حقدار ہیں حکومت کے اس سے اور نہیں دی گئی اسے فراخی مال و دولت میں، نبی نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے چن لیا ہے اسے تمہارے مقابلہ میں اور زیادہ دی ہے اسے کشادگی علم میں اور جسم میں۔''

حقیقت یہ ہے کہ طالوت نبی نہ تھے اور فرمایا:

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۝ (سورۃ الکہف آیت:۶۵)

ترجمہ: ''تو پایا انہوں نے ایک بندے کو ہمارے بندوں میں سے جسے ہم نے عطا فرمائی تھی رحمت اپنی جناب سے اور ہم نے سکھایا تھا اسے اپنے پاس سے (خاص) علم۔''

یہاں عبد سے مراد حضرت خضر (علیہ السلام) ہیں اور صحیح قول کے مطابق وہ نبی نہیں۔

تفہیمِ غیبی:

کمالاتِ ولایت میں سے یہ بھی ایک کمال ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ غیبی سمجھ جو صاحبِ ولایت کے فکر و نظر کو کشاں کشاں راہِ راست پر لے آتی ہے۔ ان کی نظر و فکر کو غلط راستوں پر چلنے سے بچانے کے لیے ہر وقت مستعد رہتی ہے۔ ارشادِ باری ہے:

فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا (سورۃ الانبیا آیت:۷۹)

Marfat.com

ترجمہ: ''سو ہم نے سمجھا دیا وہ معاملہ سلیمان کو اور ان سب کو ہم نے بخشا تھا حکم اور علم۔''

ظاہر ہے کہ اس آیت شریف کے نزول کے وقت جناب سلیمان علیہ السلام کی عمر مبارک سات برس کی تھی۔

توکّل:

قرآن پاک میں چوبیس آیات توکل کے بارے میں آئی ہیں اور کافی تعداد میں احادیث توکل کی اہمیت اور اس کی مقبولیت کے بارے میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں۔ لیکن یہ آیت پیش نظر رہنا کافی ہے:

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ○ (سورۃ ابراہیم آیت:۱۱)

ترجمہ: ''پس اللہ تعالیٰ پر ہی توکل کرنا چاہیے توکل کرنے والوں کو۔''

محو و فنا:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ مَنْ عَادٰى لِیْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَمَا يَزَالُ عَبْدِیْ يَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ يُبْصِرُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّتِیْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِیْ يَمْشِیْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِيَنَّهٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِيْذَنَّهٗ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَیْءٍ اَنَا فَاعِلُهٗ تَرَدُّدِیْ عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَاَنَا اَكْرَهُ مَسَاءَتَهٗ وَلَا بُدَّ لَهٗ مِنْهُ[1]

[1] صحیح البخاری کتاب الرقاق باب التواضع، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۲/ ۹۶۳۔

Marfat.com

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو کوئی میرے ولی سے عداوت رکھے مَیں اس سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں اور میرے کسی بندہ کا بمقابلۂ فرائض عبادتوں کے کسی اور ذریعہ سے میرے قریب ہونا مجھے زیادہ پسند نہیں اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ مَیں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ پس پھر جب مَیں اس سے محبت کرتا ہوں تو مَیں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور مَیں اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اور مَیں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور مَیں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو مَیں اسے دیتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ لیتا ہے تو مَیں اسے پناہ دیتا ہوں اور جو کام مَیں نے کرنا ہوتا ہے مَیں اس میں کوئی تردد نہیں کرتا جیسے کہ مَیں اس مومن کی جان نکالنے میں توقف کرتا ہوں جو موت سے گھبراتا ہے اور مَیں اسے ناخوش کرنا پسند نہیں کرتا۔ (مَیں اس کی جان اس وقت تک نہیں نکالتا جب تک مَیں اسے مرنے پر راضی نہیں کر لیتا) کیونکہ موت بھی اس کے لیے ضروری ہے۔''

فراست:

کمالاتِ مذکورہ میں سے یہ بھی ایک کمال ہے چنانچہ ارشادِ نبوی ہے:

اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ [1]

[1] جامع الترمذی (سنن الترمذی) کتاب التفسیر باب ومن سورة الحجر رقم الحدیث ۳۱۲۷ دار الکتب العلمیہ بیروت صفحہ ۷۲۳۔
المعجم الکبیر عن ابی امامۃ رقم الحدیث ۷۴۹۷ دار احیاء التراث العربی بیروت، ۸/ ۱۰۲۔
کنز العمال رقم الحدیث ۳۰۷۳۰ موسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۱/ ۸۸۔

Marfat.com

ترجمہ: ''مومن کی فراست سے ڈرو بے شک مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔''

بہر حال اس مختصر بیان سے اتنی بات واضح ہو جاتی ہے کہ مذکورہ کمالات جیسے انبیاء علیہم السّلام کی ذات میں پائے جاتے ہیں۔اسی طرح ان کی تبعیت کے سبب ان کے متبعین میں پائے جا سکتے ہیں۔

انبیاء و اولیاء یک جان و تن
ذات شاں باشد خدا بشنو ز من

(رومی)

ترجمہ: ''نبی وولی یک جان و یک جسم ہوتے ہیں، مجھ سے سن لے ان کی ذات میں اللہ کے جلوے ہوتے ہیں۔''

حقیقتِ بیعت:

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ

(سورۃ التوبہ آیت:۱۱۱)

ترجمہ: ''یقیناً اللہ نے خرید لی ہیں ایمانداروں سے ان کی جانیں اور ان کے مال اس عوض میں کہ ان کے لیے جنت ہے۔''

انسان کی جان اور اس کا جسم اور جو کچھ بھی اس میں ہے وہ اللہ ہی کا ہے اور وہی اس کا حقیقی مالک ہے۔بندہ جب اپنی جہالت سے حق تعالیٰ کی ملکیت پر چھاپہ مارتا ہے اور اس کی ملکیت کو اپنی سمجھنے لگتا ہے۔تو اس غلط فہمی کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بغاوت پر آمادہ ہو جاتا ہے حالانکہ حقیقتاً وہ اپنے مالکِ حقیقی کی مملکت میں مقیّد ہے۔جب اس کے فضل و کرم سے اس بنیادی غلطی سے آگاہ ہوتا ہے اور اُس سرکشی اور بغاوت سے نادم ہو کر اپنی اس روش کی اصلاح کرتا ہے اور اپنی ملکیت سے قطعاً دست بردار ہو کر دل میں ہر چیز کو وہ خدا کی ملکیت سمجھنے لگتا ہے۔اپنی مرضی چھوڑ کر اپنے مالک و خالق کی مرضیات کو اپنا نصب العین قرار

Marfat.com

دے لیتا ہے۔ اس تغیر حال اور اس رجوع الی اللہ کو بیعت سے تعبیر کیا جاتا ہے جیسے کسی کو کوئی چیز پیش کی جاتی ہے اور اس کے بدلے میں دوسری چیز لی جاتی ہے۔ عام اصطلاح میں اس لین دین کو بیع کے نام سے پکارتے ہیں۔ ایسے ہی جہاں بندہ سب کچھ اللہ کے حوالے کر دیتا ہے اور اس کے بدلہ میں اس کی رضا اور خوشنودی کو حاصل کرتا ہے۔ اس لین دین کو اللہ تعالیٰ نے بھی خرید و فروخت کے نام سے ذکر فرمایا ہے۔ عشق کی بازی میں سب کچھ لگا کر اس کو حاصل کرتا ہے جس کا یہ تھا اور رہے اور رہے گا۔

ترکِ جان و ترکِ مال و ترکِ سر
درطریقِ عشق اوّل منزل است

ترجمہ: ''جان، مال اور سر کو قربان کر دینا عشق کے راستے کی پہلی منزل ہے۔''

صورتِ بیعت:

خرید و فروخت کے لیے صرف نیت اور خیال کافی نہیں۔ دنیا میں کسی مکان و زمین وغیرہ کی خرید و فروخت کے لیے کس قدر لمبی چوڑی کاروائیوں کی ضرورت پیش آتی ہے۔ پھر ایسی ذات کے ساتھ جس کی شان لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ہے ایسی بلند و برتر بے مثل و بے کیف ہستی سے جان و مال جیسی مرغوب و محبوب چیز کا سودا کرنا ہنسی و مذاق نہیں۔ اس کے کچھ آداب ہیں، کچھ شرائط ہیں اس میں انتہا درجہ کی سنجیدگی، اعلیٰ درجہ کا اہتمام اور نہایت پختہ ارادہ کی ضرورت ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ معاملہ کرنے میں ایسی برگزیدہ ہستی کی وساطت کی ضرورت ہے جو اس منصب اور اس کا وسیلہ بننے کی پوری پوری اہلیت رکھتا ہو۔ ایسے شخص کی متابعت اور صحبت میں رہنے کا عہد کرنا صورتِ بیعت ہے۔ اس آیت میں اس حقیقت کا اظہار ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ

Marfat.com

سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ○ (سورۃ المائدہ آیت:۳۵)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور تلاش کرو اس تک پہنچنے کا وسیلہ اور جدوجہد کرو اس کی راہ میں تاکہ تم فلاح پاؤ۔''

بقول اکابرینِ امت امامِ ربانی حضرت مجدد الف ثانی، حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب، حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب قدس اللہ اسرارہم کے نزدیک اس وسیلہ کے توسل کی یہی نوع مراد ہے جو گروہ سب سے زیادہ اس بات کا مخالف ہے ان کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی کے رسالہ منصبِ امامت، مطبوعہ فاروقی پریس دہلی صفحہ ۵۵ پر یہ عبارت موجود ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ

مراد از وسیلہ شخصیت کہ اقرب الی اللہ باشد در منزلت و اقرب الی اللہ باعتبار منزلت اول رسول است بعد ازاں امام کہ نائب اوست۔

كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ وَیَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ (سورۃ بنی اسرائیل آیت:۵۷)

ترجمہ: ''وہ لوگ جنہیں یہ مشرک پکارا کرتے ہیں، وہ خود ڈھونڈتے ہیں اپنے رب کی طرف وسیلہ کہ کونسا بندہ (اللہ تعالیٰ سے) زیادہ قریب ہے اور امید رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی۔''

اللہ تعالیٰ نے بھی اقرب الی اللہ کے لیے وسیلہ کا لفظ اختیار فرمایا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا شہادت ہوگی؟

تکمیل بیعت:

یہ بیعت جب کسی اہل شخصیت کے ہاتھ پر بمعہ آداب و شرائط کی جاتی ہے تو وہ بسلسلہ جناب سیّد

Marfat.com

المرسلین ﷺ تک پہنچتی ہوئی اللہ تعالیٰ تک ختم ہو جاتی ہے۔ اور اگر یہ بیعت کرنے والا اس عہد پر آخر تک قائم رہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو بہت بڑے اجر سے نوازا جاتا ہے اور اگر وہ عہد کو توڑ دیتا ہے تو اس کا خسارہ خود ہی اٹھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ ؕ یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡہِمۡ ۚ فَمَنۡ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنۡکُثُ عَلٰی نَفۡسِہٖ ۚ وَمَنۡ اَوۡفٰی بِمَا عٰہَدَ عَلَیۡہُ اللّٰہَ فَسَیُؤۡتِیۡہِ اَجۡرًا عَظِیۡمًا ○ (سورۃ الفتح آیت:۱۰)

ترجمہ: ''(اے جانِ عالم!) بے شک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ پس جس نے توڑ دیا اس بیعت کو تو اس کے توڑنے کا وبال اس کی ذات پر ہوگا، اور جس نے ایفاء کیا اس عہد کو جو اس نے اللہ سے کیا تو وہ اس کو اجرِ عظیم عطا فرمائے گا۔''

ایک اعتراض:

کتاب اللہ کے ہوتے ہوئے شیخ کی کیا ضرورت ہے؟ ایسے محققین سے یہ بھی اندیشہ ہے کہ کہیں اس اصل پر یہ مسئلہ نہ مستنبط کر لیں کہ قرآن کے ہوتے ہوئے پابندی صوم وصلوٰۃ کی کیا ضرورت ہے اور اگر یہ کہیں کہ پابندی صوم وصلوٰۃ کا حکم تو قرآن پاک میں موجود ہے تو حضرت!

وَابۡتَغُوۡۤا اِلَیۡہِ الۡوَسِیۡلَۃَ (سورۃ المائدہ آیت:۳۵)

اور

فَسۡـَٔلُوۡۤا اَہۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ○ (سورۃ الانبیا آیت نمبر ۷)

بھی قرآن میں موجود ہے۔ دیکھئے کتاب کے ساتھ کتاب کا سکھانے والا کتاب سے کہیں پہلے بھیجا جاتا ہے۔ نسخہ کے ساتھ طبیب کا ہونا از حد ضروری ہے بلکہ طبیب کے ذریعے نسخہ مریضوں تک پہنچتا

Marfat.com

ہے۔بغیر طبیب کے نسخہ بیکار ہے یُعَلِّمُکُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ اپنے زیر تربیت جماعت کو طبیب بناتا ہے۔ پھر نسخہ عطا فرماتا ہے تاکہ دوسروں کی ظاہری و باطنی بیماریاں دور کرے اور ان کے ظاہر و باطن کو پاک اور نورٌ علیٰ نور بنائے۔ اس حقیقت سے کس دانشمند کو انکار ہو سکتا ہے کہ مریض کو اپنی صحت کے لیے نسخہ کی بھی ضرورت ہے اور نسخہ سے پہلے کہیں بڑھ کر طبیب کی بھی ضرورت ہے اور بغیر طبیب کے نسخوں کا ذخیرہ بے کار بلکہ مضر ہے چونکہ یہ روحانی مرض ہے اس لیے بجائے نسخہ کے طبیب کی تلاش کیجئے۔

عذرِ لنگ:

ایک عذر جو عموماً لوگوں سے سننے میں آیا ہے کہ یہ تو درست ہے کہ اہل اللہ سے زمانہ کبھی خالی نہیں ہوتا مگر ان کا پتہ چلانا بہت دشوار ہے۔ مکار اور گندم نما جو فروشوں نے اس کثرت سے پیری مریدی کی دوکانیں کھول رکھی ہیں کہ حق و باطل کی تمیز مشکل ہوگئی ہے۔ یہ عذر اپنی جگہ یقیناً ناقابلِ تردید ہے لیکن مکاری اور گندم نما جو فروشی کا دور دورہ تو آج صرف اس شعبہ میں ہی نہیں بلکہ زندگی کا کوئی ایسا گوشہ نہیں جو مکار اور گندم نما جو فروشوں سے خالی رہا ہو اور نقل سے اصل کی تمیز ناممکن نہ ہوگئی ہو۔

اطباء کے جھوٹے اشتہاروں کی وہ کثرت ہے کہ سچے اور جھوٹے میں تمیز کرنا دشوار ہو چکا ہے۔ اشیائے ضروری کی تجارت میں بے ایمانی اور بدمعاملگی اور پھر ملاوٹ کو اس درجہ دخل ہوگیا ہے کہ بڑے بڑے تجربہ کار ہوشمند عوام و حکام تک مجبور ہو گئے ہیں۔ بڑے بڑے متمدن شہروں اور دوکانوں پر کھانے پینے کی چیزیں مثلاً خالص گھی، خالص دودھ، خالص آٹا، خالص ادویات وغیرہ کا ملنا محال ہو گیا ہے۔ تجارت میں یہ حال ہے کہ نمونہ اعلیٰ دکھایا جاتا ہے مگر مال گھٹیا قسم کا دیا جاتا ہے۔ باوجود ان مشکلات اور دغابازیوں، بدمعاملگیوں کے کتنے لوگ ہیں جو ضرورت کے وقت اطباء کے مشورے سے گریز کرتے ہیں یا بغیر دودھ کے چائے پینے لگ گئے ہیں۔ اس ملک میں کتنے لوگ ایسے نکلیں گے

Marfat.com

جنہوں نے محض تاجروں کی بد دیانتی کے خوف سے اشیائے ضروری کا خریدنا بند کر دیا ہے۔ جب کسی طبیب کی ضرورت پیش آتی ہے تو پوری سعی سے کام لے کر کوئی نہ کوئی طبیب تلاش کر ہی لیا جاتا ہے۔ کوئی بھی ضرورت سامنے آتی ہے تو خواہ کتنی ہی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑے کوئی نہ کوئی اس کا حل نکال ہی لیا جاتا ہے۔ تو کیا انتخابِ شیخ ہی ایک ایسی انوکھی ضرورت ہے کہ باوجود اس اقرار کے کہ اہل اللہ سے زمانہ خالی نہیں ہوتا کسی کو کوئی حل ہی اس مشکل کا نظر نہیں آتا۔ خدارا نفس کی چوریوں کو ٹٹو لیے تو واضح ہو جائے گا کہ اس امر کی ضرورت ہی نہیں بلکہ اس کا احساس ہی نہیں۔ ؎

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

(اقبال)

ضرورت شیخ:

اللہ کی سنّت یوں ہی جاری ہے اور جاری رہے گی:

فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ (سورۃ فاطر آیت: ۴۳)

ترجمہ: ''(اگر یہ بات ہے) تو آپ نہیں پائیں گے اللہ کی سنّت میں کوئی تبدیلی۔''

اور فطرت انسانی کا بھی یہی تقاضا ہے کہ جس علم سے جس فن سے انسان ناآشنا ہوتا ہے اس کے سیکھنے کے لیے وہ ایک استاد کا محتاج ہے۔ اجنبی ملک میں مسافر خواہ کتنا ہی ذہین ہو مگر اس ملک کے نامعلوم راستوں میں یہ ذہانت کام نہ دے گی۔ اسے ضرور کسی کی رہنمائی حاصل کرنا پڑے گی۔ ہوسکتا ہے کہ ایسا بھی کوئی شخص ہو جس کو بغیر پوچھے راستہ مل گیا ہو مگر ایسی ایک آدھ صورت مستثنیٰ ہوا کرتی ہے اگر راہ چلتا شخص ٹھوکر کھا کر گرا، جب گرا تو اسے معلوم ہوا کہ اشرفیوں کی تھیلی تھی جس سے الجھ کر گرا تھا، تو صرف اس خیال سے اس مقام پر لوگ آآ کر گرنے لگیں کہ ہمیں بھی تھیلی مل جائے گی جیسا کہ ایک شخص

Marfat.com

کو گرنے سے ملی تھی۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا اور نہ ہی یوں لوگ گرنے کو تیار ہوں گے کیونکہ لوگ جانتے ہیں یہ اتفاقی امر تھا کوئی قاعدہ کلیہ نہ تھا۔ الغرض جب محسوسات میں رہبر کے بغیر چارہ نہیں تو روحانیت میں جو کہ حواسِ خمسہ کی زد سے باہر ہیں بلا رہبر کیسے کام چل سکتا ہے؟

قطعِ ایں مرحلہ بے ہمراہئ خضر مکن
ظلمات است بترس از خطر گمراہی

ترجمہ: ''اس راستے کو کسی خضر کے بغیر طے نہ کر اندھیرے ہی اندھیرے ہیں، گمراہی کے خطرے سے ڈر۔''

رہنمائی کے علاوہ صحبت کے قوی اثرات کا سالک ہر وقت محتاج ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپس میں ایک دوسرے سے کہا کرتے تھے:

اِجْلِسْ بِنَا نُؤْمِنُ سَاعَةًط [1]

ترجمہ: ''ہمارے ساتھ ذرا بیٹھیے تاکہ ایمان تازہ کرلیں۔''

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد الطالبین میں ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ کسی بزرگ نے ایک شخص سے کہا بایزید سے صحبت رکھو۔ اس نے جواب دیا کہ مَیں خدا سے صحبت رکھتا ہوں۔ اس بزرگ نے فرمایا کہ بایزید کی صحبت خدا کے ساتھ صحبت رکھنے سے بہتر ہے۔ اس نے کہا کیسے؟ انہوں نے فرمایا کہ جنابِ الٰہی سے اپنی نسبت و حوصلہ فیوض و برکات حاصل کرے گا اور بایزید کی صحبت میں بقدر ان کے علوِ مرتبت کے۔ ؎

نماز را بحقیقت قضا بود لیکن
نماز صحبت مارا قضا نہ خواہد بود

---

[1] صحیح البخاری کتاب الایمان باب قول النبی ﷺ بنی الاسلام علی خمس، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱/۶۔

Marfat.com

نمازیں گر قضا ہوں پھر ادا ہوں
نگاہوں کی قضائیں کب ادا ہوں

ترجمہ: ''نماز (شرعی) کی قضا تو ہے ہماری صحبت کی نماز کی قضا نہیں۔''

یہ نکتہ یاد رکھیے کاغذ کے اوراق ان پر سیاہ و سپید نقوش ہم جنس کی کمی کو کبھی بھی پورا نہیں کر سکتے۔

کاملوں سے ملتا ہے جوہر میاں
کاغذوں میں ہے بھلا ہمت کہاں

وہ مناسبت جو افادہ اور استفادہ کے لیے ضروری ہے اس کے لیے ہم جنس ہونا شرط ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا (سورۃ الانعام آیت:۹)

ترجمہ: ''اور اگر ہم بناتے نبی کسی فرشتہ کو تو بناتے اس کو انسان (کی شکل میں)۔''

محض کتاب بھیجنے سے انقلاب نہ آ سکتا تھا اور نہ محض کتاب انقلاب برپا کر سکتی ہے وہ کتاب بغیر کسی شوشے کے فرق کے موجود ہے۔ یورپ کا تعلیم یافتہ طبقہ اسے پڑھتا ہے اس کا ترجمہ یورپ کی مختلف زبانوں میں شائع کرتا ہے اس پر حاشیے چڑھاتا ہے۔ بزعمِ خود نہایت تحقیق سے اس کی تفسیر کرتا ہے موجودہ زمانہ کا تعلیم یافتہ طبقہ، برق و دخان کی تسخیر میں نہایت ذہن رسا رکھنے والے آلاتِ ہلاکت کی ایجاد میں ید طولیٰ رکھنے والے، زمین پر بیٹھ کر آسمانوں اور اجرامِ فلکی کے طول و عرض و عمق، رفتار گردش کا اندازہ کر لینے والے، چاند کی سطح پر آبادی کے منصوبے والے خلائی اسٹیشنوں کی سکیم تیار کرنے والے، تمام دنیا کے علوم کے خزانچی اور علمی دنیا کے قائد مترجم نقاد عرب کے جاہل بدوؤں سے کیا عقل و سمجھ میں کم نکلے ہیں کہ جس قرآن کی بدولت دنیا کی گمراہ قوم خداشناس اور ہدایت یافتہ قوم بن گئی تھی آج کی تعلیم یافتہ اور ترقی یافتہ دنیا کے پاس یہ سب سامان ترقی ہوتے ہوئے جو عربوں کو مطلقاً میسر نہ تھے اپنی دُوربینوں اور ایکس ریز سے اس کی حقیقت اور ہدایت تک نہ پہنچ سکے۔ چلئے اس طبقے کو

Marfat.com

چھوڑیئے ذرا اپنے ہی مسلمانوں کے اونچے طبقے کو لیجئے کلمہ اور کلام اللہ پر ایمان کا اشتہار دیتے ہوئے جب کبھی آئین کا تذکرہ آتا ہے تو ان کا جسم لرزہ براندام ہو جاتا ہے۔ بلکہ ان پر ایک ایسا وقت آ جاتا ہے کہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہوئے شرم آتی ہے کیا یہ مسلمان اور لکھے پڑھے مسلمان سوجھ بوجھ کا دعویٰ رکھنے والے مسلمان کیا اَن پڑھ بدوؤں سے سمجھ میں بودے نکلے ہیں، اس محرومی کی آخر کیا وجہ ہے؟ اس کی وجہ بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ عربوں کو معلم الکتاب والحکمہ کا شرفِ صحبت نصیب ہوا تھا۔ اہل یورپ اور ان کے متبعین اس شرف سے محروم ہیں۔ قرآن تو آج تک سب پڑھتے ہیں پڑھاتے ہیں قرآن کی بڑی بڑی خدمتیں بھی کی ہیں ترجمے کیے ہیں، تفسیریں لکھی ہیں، عمل کیا اور شائد علمی مواد جو آج شائع ہو رہا ہے اس دور میں شائع نہ ہوا تھا۔ مگر صحابہ کی فضیلت تو سوائے اس جماعت کے کسی کو نہ مل سکی۔ صحابی تو پھر کوئی نہ بن سکا بلکہ تابعی اور تبع تابعی کی فضیلت بھی صرف اس بات پر ہے کہ اس نے صحابی کی صحبت اٹھائی اور بس! اس گروہ کی صحبت سے روگردانی کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ بغیر صحیح بصیرت پیدا ہوئے انسان اپنی فہمِ ناقص پر بھروسہ کر کے خود ہی قرآن وحدیث سے مسائل مستنبط کرنے لگتا ہے اور بزعمِ خود مجتہد وقت بن بیٹھتا ہے جس کا انجام اس نادان مریض کا سا ہوتا ہے جو کتابیں دیکھ کر اپنا علاج خود ہی شروع کر کے اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارتا ہے۔ حالانکہ طبیب نہ ہونے کی صورت میں طب کی ضخیم کتابیں بیکار ہیں بلکہ ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض پیچیدہ امراض میں ایک ماہر طبیب بھی طب کی اعلیٰ تعلیم اور وسیع تجربہ رکھتے ہوئے پھر کسی دوسرے ماہر طبیب کے مشورے کا محتاج ہوتا ہے اور وہ تمام طبی ذخیرہ بیکار ثابت ہوتا ہے۔ آج اسلام میں جتنے فرقے موجود ہیں ہر فرقہ کا بانی کوئی ایسا عالم ہوگا جس کے علم وفضل کی بڑی دھوم ہوگی اور جسے اپنے علم وفضل پر بڑا گھمنڈ تھا اور ان کی پیروکار جماعت انہیں جید عالم سمجھتی تھی مگر وہ پھر صراطِ مستقیم سے ہٹ گیا اور اگر یہ سب صراطِ مستقیم پر ہی رہتے تو اتنے فرقے ہی کیوں بنتے! اس کی اصل خرابی اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ قرآن وحدیث سمجھنے کے لیے صرف ونحو اور فنِ لغت دانی کو کافی سمجھ لیا گیا یہ نتیجہ ہے اس غلط اور گمراہ نظریے کا جو تمام موجودہ علمی فتنوں کے لیے بنیادی پتھر کی

Marfat.com

حیثیت رکھتا ہے۔ بلکہ جو نظریہ سب سے بڑا فتنہ ہے وہ یہ کہ عقلیات کو مذہب کی بنیاد قرار دے دیا گیا ہے حالانکہ عقلیات پر مذہب کی بنیاد ہرگز نہیں مگر ماورائے عقل ضرور ہیں۔ جب عقل کو مذہب کی بنیاد قرار دے دیا گیا تو لازمی بات ہے کہ عقل نے اپنے انہی ہتھیاروں سے کام لینا ہے جن کے سوا اُس کے پاس کچھ نہیں۔ بس یہی دین میں انتشار اور فرقہ بندی کی اصل وجہ ہے ایسا کیوں سمجھا گیا؟ اس لیے کہ فہم صحیح، مذاقِ سلیم، بصیرتِ صادقہ پیدا نہ ہو سکیں کیونکہ ان امور سے کلیتًا استغنا برتا گیا جن کی ان چیزوں کے لیے ضرورت تھی کیا اس آیت پر غور نہیں کیا

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِىْ بِهٖ كَثِيْرًا ؕ (سورۃ البقرہ آیت:۲۶)

ترجمہ: ''گمراہ کرتا ہے اللہ اس سے بہتیروں کو اور ہدایت دیتا ہے اس سے بہتیروں کو۔''

فہمِ قرآن کا اصل ملکہ اس وقت حاصل ہوتا ہے جب تزکیۂ نفس اور تصفیہ باطن سے سراسر پاک ہو جائے۔

لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝ (سورۃ الواقعہ آیت:۷۹)

جیسا کہ ظاہر قرآن کو چھونے کے لیے پاک ہونا شرط ہے ایسے ہی قرآن پاک کے باطنی حقائق کو سمجھنے کے لیے باطنی طہارت کی ضرورت ہے۔ جب تک ماسوی اللہ کی نجاستوں اور پلیدیوں سے پاک نہ ہو حکمتِ قرآن کا صحیح فہم حاصل کرنا محال ہے:

اہلِ قرآن اند اہلِ اللہ بس
اندر ایشاں کے رسد ہر بو الہوس
ہر کہ اندر دامِ نفس است و ہوا
اہلِ شیطان است نے اہل خدا

(رومی)

ترجمہ: ''قرآن والے ہی اللہ والے ہیں ان میں لالچی کا دخل کہاں؟ جو شخص نفس و ہوا کے جال میں پھنسا ہے وہ شیطان والا ہے رحمان والا نہیں ہے۔''

Marfat.com

اوصافِ شیخ

قرآن کی روشنی میں:

۱- وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ (سورۃ لقمان آیت:۱۵)

ترجمہ: ''اور پیروی کرو اس کے راستہ کی جو میری طرف مائل ہوا۔''

۲- وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ۝ (سورۃ الدہر آیت:۲۴)

ترجمہ: ''اور نہ کہنا مانیے ان میں سے کسی بدکار یا احسان فراموش کا۔''

اس آیت شریف میں گنہ گار کو مقدم کیا گیا اور کافر کو بعد میں بیان کیا گیا اس لیے کہ سالک کو گنہگار کی صحبت سے زیادہ نقصان پہنچتا ہے بہ نسبت کافر کی صحبت کے!

۳- وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝

(سورۃ الکہف آیت:۲۸)

ترجمہ: ''اور نہ پیروی کیجئے اس (بدنصیب) کی غافل کر دیا ہے ہم نے جس کے دل کو اپنی یاد سے اور وہ اتباع کرتا ہے اپنی خواہش کا اور اس کا معاملہ حد سے گزر گیا ہے۔''

۴- قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۚ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ

(سورۃ یوسف آیت:۱۰۸)

ترجمہ: ''اے (حبیب) آپ فرما دیں یہی میری راہ ہے اللہ کی طرف بلاتا ہوں بصیرت پر (ہوتے ہوئے) میں اور وہ لوگ جنہوں نے میری اتباع کی۔''

۵- وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝ (سورۃ الاحزاب آیت:۴۶)

Marfat.com

ترجمہ: ''اور دعوت دینے والا اللہ کی طرف اس کے اذن سے اور آفتاب، روشن کر دینے والا۔''

نتائج:

شیخ کے لیے یہ امور لازمی ہیں تقویٰ و پرہیزگاری، ذکر، رجوع الی اللہ، غفلت اور ہوائے نفس سے پاک قلب ہونا، ہر کام میں اعتدال پسندی، صاحب بصیرت ہونا یعنی سوجھ بوجھ رکھنے والا، اور پھر صاحبِ اجازت ہونا، صوفیائے کرام کے ہاں بمطابق وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ (سورۃ الاحزاب آیت:۴۶) اجازت ہر معاملہ میں ضروری ملحوظ رکھی گئی ہے۔ اور بموجب وَ سِرَاجاً مُّنِيْرًا کے نسبت متعدی رکھتا ہو۔ یعنی دوسروں پر اثر ڈال سکتا ہو اور دوسرے اس کے اثر کو قبول کرتے ہوں اور جو نسبت لازمی رکھنے والے بزرگ ہیں کہ اپنی ذات سے تو بہت اچھے ہیں مگر دوسروں کو اپنے سانچہ میں نہیں ڈھال سکتے اور ان پر اپنی نسبت کا مفید اثر نہیں ڈال سکتے۔ مسندِ ارشاد پر فائز ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ یہ ضروری نہیں کہ آنے والے حضرات میں سے ہر فرد کو فائدہ ہو البتہ اتنا ضروری ہے کہ اکثر کو فائدہ ہو۔

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں:

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ القول الجمیل مطبوعہ مطبع مجتبائی لکھنو صفحہ ۷ ا باب شرائطِ مرشد میں یوں رقم طراز ہیں:

۱- بیعت لینے والے میں چند امور شرط ہیں۔ اول علمِ قرآن وحدیث مگر میری یہ مراد نہیں کہ وہ پرلے سرے کا مرتبہء علم رکھتا ہو بلکہ قرآن میں اتنا علم ہونا کافی ہے کہ تفسیر مدارک یا تفسیر جلالین وغیرہ کسی عالم سے تحقیق کر چکا ہو۔ حدیث کا اتنا علم کافی ہے کہ مشکوٰۃ یا مشارق تحقیق کر چکا ہو۔ علمِ قرآن میں اختلافِ قرأت کے یاد رکھنے کا مکلّف نہیں نیز علمِ اصولِ فقہ، اصولِ حدیث، جزئیات فقہ، احکام حوادث کے یاد رکھنے کا بھی مکلف نہیں۔

Marfat.com

۲- دنیا کا تارک اور آخرت کا راغب ہو۔ طاعاتِ مؤکدہ اور اذکارِ منقولہ کا محافظ ہو۔

۳- تقویٰ و پرہیزگاری واجب ہے کہ گناہ کبیرہ سے پرہیز رکھتا ہو اور صغیرہ پر اڑ نہ جاتا ہو۔

۴- ناجائز باتوں سے روکتا ہو اور جائز امور کا حکم دیتا ہو اس معاملہ میں مستقل رائے رکھتا ہو۔ ہرجائی اور متلون مزاج نہ ہو۔

۵- مرشدِ کامل کی صحبت میں رہ کر تزکیہ و تصفیہ کے جملہ مدارج اور جذبہ دوام حضور حاصل کر کے باقاعدہ اسے ارشاد کی اجازت ہو۔

۶- شیخ میں ظہورِ کرامات، خوارق عادات شرط نہیں نیز اپنے پیشے کا بھی ترک ضروری نہیں اس لیے کہ ظہورِ کرامات، مجاہدات اور ریاضت کشی کا ثمرہ ہیں نہ کہ شرطِ کمال ہیں۔

حضور قبلۂ عالم خواجہ محبوب عالم سیدوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب خیر الخیر صفحہ ۲۵ پر شیخِ کامل مکمل اہلِ دل کی شناخت کے بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ مردِ کامل کی شناخت یہ ہے اس کی صحبت میں ایک ایسی حالت پیدا ہو دل دنیا سے سرد ہو جائے اور محبت خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے دوستوں اور نیک اعمال کی پیدا ہو، نیکیوں کی توفیق اور برائیوں سے پرہیز و بیزاری حاصل ہو جائے اور بمقتضائے اِذَا رُؤُا ذُکِرَ اللهُ① یعنی جب وہ نظر آئیں خدا تعالیٰ یاد آ جائے اور دوامِ حضور حاصل ہو اور اطمینان و جمعیت میسر آئے اور جس قدر نیک اعمال کرے وہ نسبت اور حالت جو اس شخص کو اس مردِ کامل سے پہنچی ہے اس میں قوت پاتا چلا جائے اور جس قدر گناہ اس سے سرزد ہوں تنگی و بے آرامی اسی قدر اس کو آدبائے اور جو نسبت و حالت اس بزرگ سے اس کو پہنچی ہے اس میں نقصان آ جائے اور وہ جو سیّد المرسلین

① سنن ابن ماجۃ، کتاب الزھد باب من لا یؤبہ لہ، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، صفحہ ۳۱۳۔
مسند احمد بن حنبل، عن اسماء بنت یزید، المکتب الاسلامی بیروت، ۶/۴۵۹۔
کنز العمال رقم الحدیث ۱۷۸۶ ا موسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱/۲۱۹۔
الجامع الصغیر، رقم الحدیث ۳۹۸۶، دار الکتب العلمیہ بیروت، الجزء الثانی، صفحہ ۲۴۳۔

Marfat.com

ﷺ نے فرمایا ہے:

اِذَا اَسَرَّتْكَ حَسَنَتُكَ وَاَسَاءَتْكَ سَيِّئَتُكَ فَاَنْتَ مُؤمِنٌ ①

یعنی: ''جس وقت خوش کرے تجھ کو تیری نیکی اور رنجیدہ کرے تجھ کو تیری برائی پس سمجھ لے کہ تُو مومن ہے۔''

اس میں اشارہ اسی اطمینان وتنگی کی طرف ہے پس ایسے مرد کو جس کی صحبت یہ تاثیر رکھتی ہو کامل و مکمل جاننا چاہیے اور یہ صفت جو اس کی صحبت میں حاصل ہو اس کو کمال سمجھنا چاہیے کیونکہ یہ صفت شریعت قطعیہ کے موافق ہے اور دوامِ حضور کے لیے مفید طاعات سے نزدیک کرنے والی اور گناہوں سے دور کرنے والی ہے۔ عاداتِ رذیلہ یعنی کبر، غرور، حسد، کینہ، حب جاہ و مال وغیرہ کو دور کرتی ہے اور اخلاقِ جمیلہ واوصافِ حمیدہ جیسے حُب فی اللہ، بغض لِلّٰہ، اخلاص، صبر، شکر اور رضا کے لیے مفید ہے۔ پس ایسا مردِ کامل ومکمل اگر پایا جائے تو اس کی صحبت کو غنیمت جاننا اور ان کے ہاتھ میں اپنے آپ کو اس طرح دے دینا چاہیے جیسا کہ مردہ نہلانے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے: کُنْ لِلّٰهِ كَالْمَيِّتِ لِلْغَسَّالِ اور احوال وواردات جو کچھ وارد ہوں ان کو شریعت کے ترازو میں تولنا چاہیے اگر شریعت ان کو قبول کرے تو قبول اور جو ردّ کرے تو ردّ کر دینا چاہیے۔ وجد، ذوق وشوق وغیرہ اگر بے اختیار پیش آئیں تو ان میں معذور ہے لیکن ارادے اور اپنے اختیار سے کوئی ایسی حرکت نہ کرے جس کو عقل اور شریعت پسند نہیں کرتی کیونکہ اکابر نے کبھی ایسے کام اپنے ارادے اور اختیار سے نہیں کیے اور اہلِ باطل یعنی جھوٹوں کا اعتبار ہی نہیں اور کون سی نیک نیت اور درست مصلحت اس میں ہو سکتی ہے کہ دیوانوں کی سی حرکتیں اپنے لیے روا رکھے اور وہ جو بعض اکابر نے کہا ہے کہ صوفیوں کی رسمیں بالکل ہیچ ہیں اس کے یہی معنی ہیں۔ انتہی۔

① مسند احمد بن حنبل عن ابی امامۃ المکتب الاسلامی بیروت، ۵/ ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۶۔

Marfat.com

نوٹ:

جولوگ مندرجہ بالا اوصاف سے متصف نہیں خواہ کتنے ہی بڑے گھرانوں، خانوادوں سے تعلق رکھتے ہوں، کیسے ہی جلیل القدر بزرگوں کی اولاد میں سے ہوں، کتنی ہی بڑی بڑی خانقاہوں اور درسگاہوں کے سجادہ پر بیٹھے ہوئے نظر آئیں اور کتنے ہی علم وفضل کی اسناد حاصل کر کے مسند درس پر متمکن ہوں، مصنف ہوں، مقرر ہوں، اور سادہ لوح عقید تمندوں کی کتنی بڑی جماعتیں انہیں گھیرے رہتی ہوں، وہ اس قابل نہیں کہ ان کے ہاتھ پر بیعت کر کے انہیں پیشوائے شریعت وطریقت بنایا جائے یا ان سے یہ امید کی جائے کہ وہ میدانِ حقیقت میں کوئی مفید رہنمائی کر سکیں گے۔

نہ ہر کہ چہرہ بر افروخت دلبری داند
نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند
نہ ہر کہ طرف کلاہ کج نہاد و تند نشست
کلاہ داری و آئین سروری داند
ہزار نکتۂ باریک ترزمو اینجا ہست
نہ ہر کہ سر بترشد قلندری داند

ترجمہ: ''ہر چمکدار چہرے والا محبوبیت نہیں جانتا ہر آئینہ ساز بادشاہی نہیں جانتا ہر وہ شخص جو دستار کا پلو ٹیڑھا رکھتا ہے اور اکڑ کر بیٹھتا ہے، سرداری اور بادشاہی قانون نہیں جانتا۔ یہاں بال سے بھی باریک ہزاروں نکتے ہیں، ہر سر منڈانے والا قلندری نہیں جانتا۔''

آدابِ مریدی:

اَلطَّرِیْقَۃُ کُلُّھَا اَدَبٌ یاد رکھیے یہ عشق کا کوچہ ہے اس کوچہ میں از اوّل تا آخر ادب کی سخت

Marfat.com

ضرورت ہے جو مغلوب الحال نہیں اس کو بجز ادب کے کوئی چارۂ کار نہیں، امامِ ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے آدابِ شیخ میں ایک مستقل مکتوب تحریر فرمایا ہے۔ شیخ بہت بڑی چیز ہے اس لیے کہ ذاتِ شیخ واسطہ ہے طالب اور اللہ کریم کے درمیان جو وہاں تک رسائی کا باعث بنتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور شیخ کا مقام اور مرتبہ کیا ہو سکتا ہے لہٰذا ان امور کا از حد خیال رکھیے۔

۱- یہ سمجھیے کہ میرے حصولِ مقصد کے لیے میرے شیخ سے بہتر دنیا میں کوئی اور نہیں۔

۲- شیخ سے اپنا کوئی راز چھپا کر نہ رکھے، اسے اپنا طبیب سمجھئے اور اس کے حکم پر دیانتداری سے کاربند رہے۔

۳- اس کی کسی بات پر بدظن نہ ہو۔

۴- اس کے متعلق دل میں کسی قسم کے شبہات نہ آنے دے۔

۵- کوئی کام اس کے حکم کے بغیر نہ کرے، اپنے آپ کو اس کے ہاتھ میں اس طرح سمجھے جس طرح میت غسال کے ہاتھ میں۔

۶- مرید کتنا ہی بڑا عالم ہو مگر وہ ہمیشہ یہی سمجھے کہ شیخ علم میں مجھ سے بہت بڑھا ہوا ہے۔

۷- ہر وقت بہت ادب سے پیش آئے، نگاہ نیچی، اور گردن جھکی ہوئی رکھے۔ گفتگو اور ذکر کے وقت آواز پست رکھے۔ شیخ کے مصلّے پر قدم نہ رکھے، شیخ کے سامنے خود مصلّے پر نہ بیٹھے، شیخ کے سامنے نوافل نہ پڑھے، شیخ سے مثل دوستوں کے بے تکلفی سے باتیں نہ کرے۔ جب تک شیخ خود ہی کسی اسرار سے پردہ نہ اٹھائے اس کے بارے میں سوال نہ کرے اور یہ سمجھ لے کہ جب شیخ مجھ میں اس کی صلاحیت پائے گا تو خود ہی پردہ اٹھائے گا، شیخ کو جن امور سے نفرت ہو یا جو امور اس کی طبیعت یا اس کے مزاج کے خلاف ہیں ان سے اجتناب کرے، بے موقع کسی

Marfat.com

گفتگو کو نہ چھیڑے، بلا اجازت کچھ عرض نہ کرے، اس کے آداب کا لحاظ رکھے ورنہ شیخ کی پابندی نہ کرنے میں فیضان میں کوتاہی کا باعث ہوتی ہے۔ شیخ کے دل میں جس قدر مرید کی محبت ہوگی اسی قدر فیضان کی زیادتی ہوگی۔ اس لیے مرید کا فرض ہے کہ جان نثاری، فرمانبرداری، خدمت، ادب، ایثار، اور جاں فروشی سے شیخ کے دل میں گھر کرے اور شیخ کو خوش رکھنے کی کوشش کرے۔

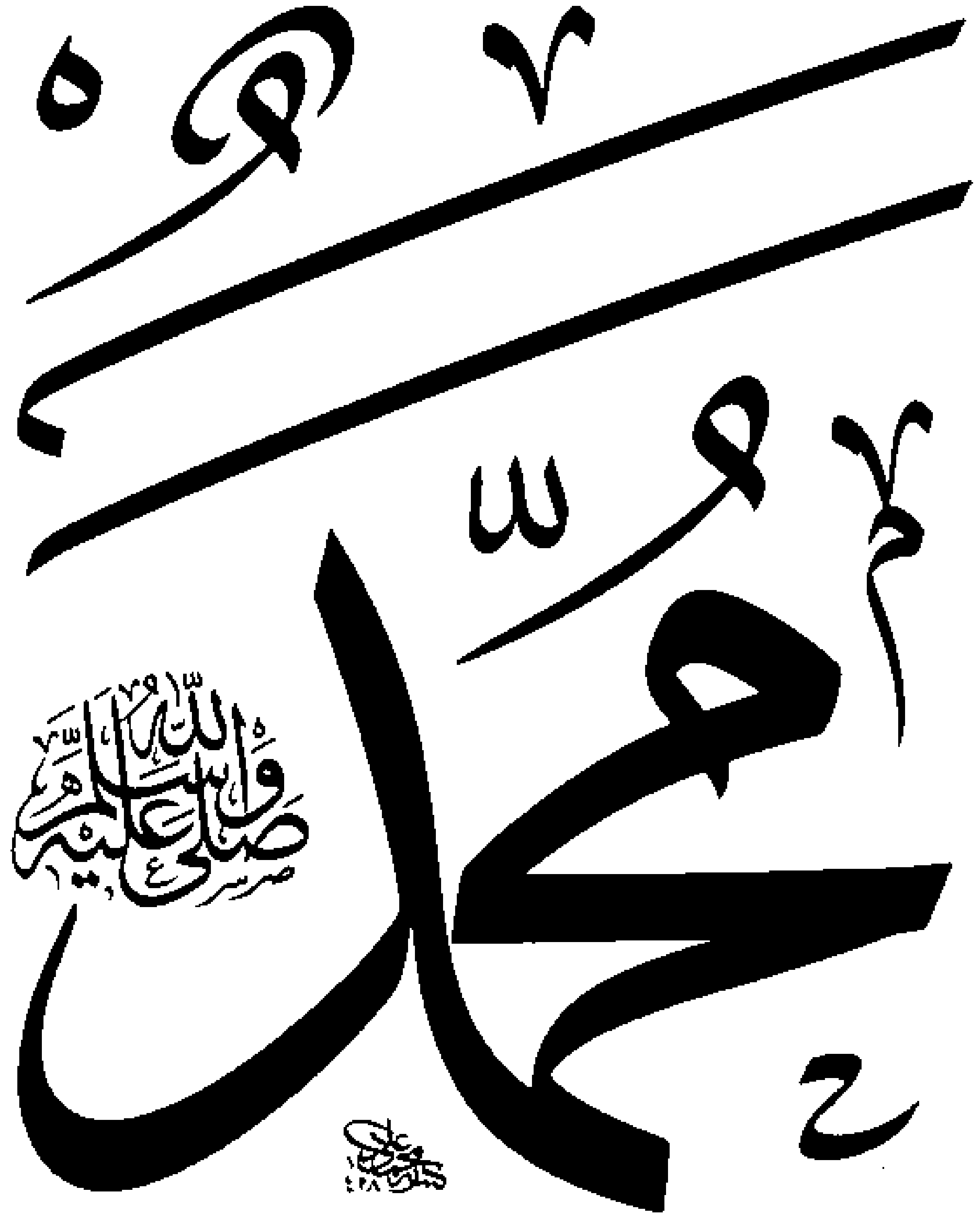

Marfat.com

اصطلاحاتِ تصوف

خوش ترآں باشد کہ سرِّ دلبراں
گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

(رومی)

ترجمہ: ''اہل محبت کی رازدارانہ باتیں جو دوسروں کے انداز میں کہی گئی ہیں بہت ہی عمدہ ہیں۔''

انسان اپنے خیالات کے اظہار کے لیے دو چیزوں کا محتاج ہے

۱- عبارات

۲- اشارات

عبارت کو الفاظ کا جامہ پہنا سکتے ہیں۔ اشارات وکنایات کے لیے الفاظ کا میدان تنگ ہے اور نہ ہی الفاظ میں ان اداؤں کا خاکہ کھینچا جاسکتا ہے مثلاً چشم وابرو کے اشارے، سر اور ہاتھ کی حرکات، شوخ ادائیں، شوخی کا مجسمہ بنا کر کھڑا کردیتی ہیں۔ حسرت ویاس کی جو تصویر ایک مایوس حسرت زدہ کی صورت میں سامنے آسکتی ہے اس کا خاکہ فنِ لغت کی کوئی کتاب بھی نہیں کھینچ سکتی، الفاظ وعبارت میں یہ طاقت کہاں۔

آں مصور صورتِ آں دلستاں خواہد کشید
لیک حیرانم کہ نازش را، چناں خواہد کشید

ترجمہ: ''تصویر بنانے والا، محبوب (کے ظاہری جسم) کی تصویر تو بنالے گا لیکن میں حیران

Marfat.com

ہوں کہ محبوب کے ناز و ادا کی تصویر کس طرح بنائے گا۔''

زبان کی اس تنگی کو دور کرنے کے لیے اور کلام میں وسعت پیدا کرنے کے لیے فنِ لغت ایجاد کیا گیا۔ کلام کو مشکل الفاظ سے نکال کر آسان الفاظ میں ڈھال لیا۔ علمی ضرورتوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے معانی کی وسعت پر نگاہ دوڑائی۔ مختلف پہلوؤں کے اظہار کے لیے مختلف الفاظ مقرر کیے مگر معانی کی وسعت کے سامنے لغوی قیود حائل ہوئیں اور روزمرہ کی گفتگو میں بھی لغوی قیودات سے آزاد ہوئے بغیر چارۂ کار نظر نہ آیا مثلاً لغت میں آگ ایک ہی جلانے والی چیز کو کہتے ہیں جس پر کھانا پکایا جاتا ہے لیکن اہلِ زبان کے نزدیک ہر جلانے والی چیز آگ ہے۔ حسد بھی آگ، غصہ بھی آگ، عشق بھی آگ اور آگ بھی آگ، اور پھر اگر غور کیا جائے تو روزمرہ کی گفتگو میں بھی کلام میں زور پیدا کرنے کے لیے لغوی معنی سے کلام کو آزاد کر دیا جاتا ہے مثلاً دن میں تارے نظر آنے لگے وغیرہ وغیرہ اسی مقام کی اصطلاحات بنانے کی ضرورت پیش آئی اور ہر اہلِ فن نے اپنی اپنی اصطلاحات ایجاد کیں تاکہ وہ لطیف و باریک اشارات جن کے بیان کرنے میں لغت عاجز ہے ان کو اصطلاح کے ذریعہ بیان کیا جا سکے۔ کوئی فن بھی اصطلاحات سے بے نیاز نہیں رہ سکا مثلاً علمِ فقہ، حدیث، علمِ کلام، طب، قانون، ہندسہ، فلسفہ، سائنس۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی شان میں ید، ساق، استوا وغیرہ اصطلاحات بیان فرمائیں۔ اصطلاح یا استعارہ؟ قابلِ فہم مسئلہ ہے۔ تصوف کا مسئلہ چونکہ ماورائے محسوسات کے ساتھ ہے۔ اس لیے اس علم میں اصطلاحات سے کام لینے کی زیادہ ضرورت پیش آئی۔ ایک تو اس لیے کہ زبان لغوی حیثیت سے محدود تر ہے۔ دوسری وجہ یہ کہ تصوف میں اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ بعض مضامین رموز و کنایات میں ادا کیے جائیں تاکہ نا اہلوں سے پوشیدہ رہیں اور ساتھ ہی ساتھ ان کی نشاندہی بھی ہو جائے۔ ؎

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز
ورنہ در مجلس رنداں خبرے نیست کہ نیست

Marfat.com

ترجمہ: ''راز کا پردے سے باہر آنا بھلائی کی بات نہیں ورنہ مستوں کی مجلس میں کوئی خبر نہیں جو نہ ہو۔''

اگر وہ رموز و کنایات صاف صاف بیان کر دیے جائیں تو پھر فتنہ اور خرابی کا اندیشہ ہے۔ قرآن میں احکامِ صریحہ کے علاوہ جن سے ہر ایک شخص کیلئے پردہ اٹھا دیا گیا ہے وہاں متشابہات کا بھی ایک ذخیرہ موجود ہے جو صرف انہی نفوسِ قدسیہ کا حصہ ہے جو اعلیٰ صلاحیت کے مالک ہیں۔ یہ بات قطعاً غلط ہے کہ علوم الٰہیہ تمام کے تمام بدیہیات میں سے ہیں اور پرائمری سکول کے بچے بھی سمجھ سکتے ہیں جیسا کہ آج کل بڑے زور سے اس کی تبلیغ کی جا رہی ہے۔ اللہ کا کوئی کام اور اس کا کوئی کلام موٹی سمجھ پر ختم نہیں ہو جاتا، اسے جس قدر کریدو گے باریکیاں نکلیں گی، ترقی کا میدان وسیع سے وسیع تر ہوتا جائے گا۔

زیر ہر سطرے ہزاراں سِرّ ہاست
ادا شناس نہ ای دلبرا خطا ایں جاست

(رومی)

ترجمہ:

ہر سطر کے نیچے ہزاروں راز پوشیدہ ہیں
ادا کو پہنچانے والے اے محبوب یہاں کوئی خطا نہیں ہے

اگر اسرارِ علمیہ بدیہی ہوں تو پھر فضیلت بعض علیٰ بعض کی کوئی صورت نہیں رہتی۔ باکمال اور بے کمال کا فرق ہی ختم ہو جاتا ہے۔ کلامِ الٰہی کو محکمات، متشابہات، مقطعات میں تقسیم کرنے سے منشائے الٰہی یہی معلوم ہوتا ہے کہ رموز و اسرار کے علوم صرف ان پر منکشف ہوں جو اہل ہیں اور نا اہل سے پوشیدہ رہیں۔

الغرض تصوف کو سمجھنے اور اس میں کلام کرنے کے لیے اصطلاحات سے کما حقہ، واقفیت ضروری ہے۔ ہر کس و ناکس بلکہ عقلی علوم کے ماہر جن کی علمی دھاک بیٹھی ہوئی ہے ان اصطلاحات کو سمجھنے سے

Marfat.com

قاصر ہیں اور قاصر اس لیے کہ تصوف حقائقِ باطن سے ہے اور حقائق تک بغیر انکشاف کے رسائی محال ہے۔

تو چہ دانی زبان مرغاں را
کہ ندیدی گہے سلیماں را

ترجمہ: ''تو کیا جانے پرندوں کی بولی کو کیونکہ تو نے کبھی حضرت سلیمان علیہ السلام کو نہیں دیکھا۔''

لہٰذا یہاں چند اصطلاحات جن کی اس راہ میں عموماً ضرورت پیش آتی ہے ان کی تعریف بیان کی جاتی ہے۔ تمام اصطلاحات بیان کرنے کی یہاں گنجائش نہیں۔ اتنی بات ہر سالک کے پیشِ نظر رہے کہ اہلِ کمال اور صاحبِ کیف و کشف کی اصطلاحات کے استعمال میں نہایت احتیاط کی ضرورت ہے۔ بلکہ تبرکاً یا تقلیداً بھی استعمال خطرہ سے خالی نہیں۔ ان اصطلاحات کی تعبیر میں افراط و تفریط سے بچنا عموماً سالکین کی قوت سے باہر ہے، ان اسرار تک پہنچنا ہر کس و ناکس کا کام نہیں۔ اُن شرائط کی نگہداشت جو اس راہ میں ضروری ہیں ہر شخص سے ممکن نہیں۔

مجازی نیست احوالِ حقیقت
نہ ہر کس یابد اسرارِ طریقت

ترجمہ: ''حقیقت کے احوال مجاز نہیں ہوتے ہر شخص طریقت کے راز نہیں جانتا۔''

آج کے اس دور میں تصوف کی نازک ترین اصطلاحات کو بے دھڑک استعمال کی بے جا کوشش کی جا رہی ہے۔ غالباً اصطلاحات کو استعمال کرنا ہی کمالِ تصوف سمجھ لیا گیا ہے۔ بلکہ یہ ایک فتنہ ہے۔ پھر آخری گزارش ہے کہ اس معاملہ میں احتیاط کا دامن ہاتھ سے کسی وقت بھی نہ چھوڑیں۔

احسان:

سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیثِ احسان میں احسان کی یہ تعریف فرمائی ہے:

Marfat.com

اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ ①

ترجمہ: ''احسان یہ ہے کہ عبادت کرے تو اللہ کی اس طرح کہ گویا تو اسے دیکھتا ہے پھر اگر تو نہیں دیکھ سکتا تو وہ یقیناً تجھ کو دیکھتا ہے۔''

احسان وہ مقام ہے جس میں بندہ خدا کے اسماء و صفات کے آثار دیکھتا ہے اور اپنی عبادت میں یہ تصور کرتا ہے کہ مَیں خدا کے سامنے ہوں اور کم درجہ یہ ہے کہ وہ یہ دیکھے کہ اللہ تعالیٰ میری طرف دیکھتا ہے۔ یہ مراقبہ کا پہلا زینہ ہے۔ محسن کا ہر کام خالصتہً لِلّٰہ ہوتا ہے۔ تصوف کو شریعت کی اصطلاح میں احسان کہتے ہیں۔ احسان کو عملی صورت میں لانے کا نام دراصل تصوف ہے۔

اخلاص:

اخلاص صرف خدا کے لیے کسی فعل کو انجام دینا ہے نہ کہ معاوضہ کی نیت سے۔

مراقبہ:

دل کی ماسوئ اللہ سے نگہبانی کرنا، دل میں مقصود کے تصور کی محافظت کرنا بغرض فیضانِ قدسی حق تعالیٰ کی جانب دل کو رجوع کرنا

بادہ فروش:

شیخ ہادیٔ طریقت مرشدِ رہنما طالبانِ حق کو اپنی تعلیم و تربیت اور اپنے توسل اور فیضِ باطنی اور اپنے تصرف سے اللہ تعالیٰ تک پہنچانے والا۔

① صحیح البخاری کتاب الایمان باب سوال جبریل علیہ السلام الخ، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱/ ۱۲۔
صحیح مسلم، کتاب الایمان، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱/ ۲۹۔
مشکوٰۃ المصابیح کتاب الایمان، کتب خانہ کراچی، صفحہ ۱۱۔

Marfat.com

بادہ:

محبت در عشقِ الٰہی کا وہ فیضان جو عالمِ غیب سے سالک کے دل پر وارد ہوتا ہے اور اسے مست و بےخود بنا دیتا ہے۔

شیخ کی تین اقسام

شیخِ کامل:

یہ خود کامل ہوتا ہے مگر دوسروں کو کامل نہیں بنا سکتا۔ گو ابتدائی تعلیم دے سکتا ہے۔

شیخِ مکمل:

خود بھی کامل ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی کامل بناتا ہے یہ ابوالحال ہوتا ہے۔

شیخِ اکمل:

شیخِ مکمل کی قابلیت رکھتا ہے یعنی خود بھی کامل ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی کامل بنا سکتا ہے کیونکہ مغلوب الحال ہوتا ہے اور اپنے ہی سے فرصت نہیں پاتا جو دوسروں کی طرف متوجہ ہو۔

ابن الوقت:

وہ مبتدی صوفی جو تابعِ حال ہو یا حال کا آنا جانا اس کے اختیار میں نہ ہو اُسے مغلوب الحال اور صاحبِ تلوین بھی کہتے ہیں۔

ابوالوقت:

وہ منتہی صوفی جو تابع حال نہ ہو اور حال کا آنا، قائم رہنا، چلا جانا اس کے اختیار میں ہو اسے ابوالحال اور صاحبِ تمکین بھی کہتے ہیں۔

Marfat.com

تلوین:

تلوین مقامِ طلب جس میں مختلف حالتیں آتی اور جاتی ہیں اور مغلوب الحالی کے دورے ہوتے ہیں۔

گہے گریاں، گہے خنداں، گہے حیراں، گہے نالاں
بجز ایں شغل یک لحظہ نبودے روزگارِ من

ترجمہ: ''کبھی رونا کبھی ہنسا کبھی حیران ہونا، کبھی آہ وزاری کرنا اس کام کے سوا میری زندگی کا ایک لمحہ بھی نہیں گزرتا۔''

تمکین:

مقامِ رسوخ واستقرار جس میں سالک صاحبِ مقام ہوتا ہے مغلوب الحال نہیں ہوتا۔ مقام تمکین میں سالک انبیاء علیہم السلام کے کمالات معنوی سے فیض یاب ہوتا ہے لیکن مقام تلوین میں ان کمالات سے محروم رہتا ہے۔ زنانِ مصر مقامِ تلویں میں تھیں اور زلیخا مقامِ تمکین میں۔

توجّہ:

جمیع ماسوائے اللہ سے روگرداں ہو کر حق تعالیٰ کی جانب متوجہ ہونا۔

تزکیہ:

نفس کو ذمائم سے پاک کرنا۔

تصفیہ:

قلب کو خیالاتِ ماسوٰی سے پاک کرنا۔

Marfat.com

تجلّیہ:

روح کو منزہ کرنا کدورتِ جسدیہ سے جو قالب عنصری کی مجاورت سے عارض ہوگئی اور اسے چمکانا اور جلا دینا۔

تخلیہ:

اللہ کے سوا اور کسی چیز کا باقی نہ رہنا۔

سالک کی پہلی منزل تزکیہ، پھر تصفیہ، پھر تجلّیہ، پھر تخلیہ۔

سلوک:

خدا تک پہنچنے کا راستہ بطور سیر کشفی عیانی نہ کہ بطریق استدلال اس راستہ پر چلنے والے کو سالک کہتے ہیں۔

حال و مقام:

حق تعالیٰ کی طرف سے جو واردات سالک کے دل پر مثل قبض و بسط یا حزن وطرب یا ہیبت وانس یا مستی و بے خودی یا از اقسام دیگر اچانک وارد ہوں، حال ہے۔ سالک کی بے عملی اور بے التفاتی سے حال زائل ہو جاتا ہے۔ جب حال دائمی ہو جاتا ہے اور سالک کا ملکہ راسخ بن جاتا ہے تو اسے مقام کہتے ہیں۔ حال آنے جانے والی چیز ہے اور مقام میں استقلال ہے۔

غَیبت وحضور:

اپنے نفس اور خلق سے غائب اور حق تعالیٰ کے حضور حاضر رہنا یہ حضور ہے اور اللہ تعالیٰ سے محجوب اور خلق کے سامنے حاضر رہنے کو غیبت اور کبھی مقامِ کثرت کو بھی غیبت سے تعبیر کرتے ہیں۔

Marfat.com

مرید:

مسلوب الارادہ بمقابلۂ ذاتِ حق۔

مراد:

جس کو جذبِ الٰہی نے اپنی طرف کھینچا اور شدائد و مشقت میں مبتلا نہ کیا گیا ہو۔

استقامت:

عہدِ وفا! یہ سب سے بڑی کرامت ہے اور دلیل ہے مقبولیت کی کیونکہ توفیق استقامت کا فیض حق تعالیٰ کی جانب سے ہوتا ہے

بر اہلِ استقامت فیض نازل میشود مظہر
نمے دانی تجلّے گردِ کوہِ طور می گردَد

ترجمہ: ''اہلِ استقامت پر فیض نازل ہوتا ہے اے مظہر تو نہیں جانتا کہ تجلی طور پہاڑ کے گرد گھومتی ہے۔''

عارف:

صفات باری تعالیٰ کا پہچاننے والا بطریق حال و مکاشفہ نہ بطریق مجرّد علم۔

عبودیّت:

بندہ کا اللہ کی معیت سے متحقق ہو کر خلق کی طرف لوٹ آنا اور کمالاتِ باطنی کو کما حقہ حاصل کر کے ہدایتِ خلق کی جانب متوجہ ہونا اور شریعت کی تکالیف کی مقید زندگی کو اپنا دستور العمل بنانا۔

وحدتِ وجود، وحدتِ شہود:

یہ تصوف کے انتہائی پیچیدہ مسئلے ہیں۔ یہاں ان کی وضاحت یا کوئی فیصلہ کرنا مقصود نہیں صرف

Marfat.com

ان اصطلاحوں سے آگاہ کرنا مقصود ہے اور بس۔ صوفیائے کرام کی اصطلاح میں لفظِ وجود واجب تعالیٰ پر بولا جاتا ہے اور اس سے ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ صرف ذاتِ حق ہے جو اپنی ذات سے قائم ہے برعکس دیگر اشیاء کے جو ہستیٔ مطلق سے قائم ہیں۔

ہر چہ آید در نظر غیر تو نیست
یا توئی یا بوئے تو یا خوئے تو

(نظامی گنجوی)

ترجمہ: ''جو دکھائی دیتا ہے تیرے علاوہ نہیں ہے یا تو ہے یا تیری خوشبو ہے یا تیری ادا ہے۔''

توئی سے مراد ذات ہے بوئے تو سے مراد صفات اور خوئے تو سے مراد افعال باری تعالیٰ ہیں۔

سالک پر ازروئے کشف و مشاہدہ حقیقت تک پہنچنے سے پہلے ایک درمیانی منزل آتی ہے جس میں سالک بوجہ غلبۂ انوارِ حق تمام موجودات کو اپنی نظر سے غائب پاتا ہے اور غیرِ حق اس حد تک اس کی نظر سے اوجھل ہوجاتا ہے کہ حفظِ مراتب سے بھی غافل ہوجاتا ہے اور سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ ''میں پاک ہوں اور بڑی عظمت والا ہوں۔'' کے نعرے لگانے لگتا ہے۔ اس کیفیتِ مشاہدہ کی تعبیر دو طرح سے کی گئی ہے ایک یہ کہ ایک وجود کے علاوہ دوسرے کا انکار کردیا گیا اس تعبیر کا اصطلاحی نام وحدت الوجود رکھا گیا۔ دوسری تعبیر یہ کی گئی کہ محض ایک وجود کا نظر آنا انوار مشاہدہ کے غلبے کی وجہ سے ہے ورنہ حقیقت یہ نہیں ہے۔ اپنے اپنے مقام پر اپنے اپنے حال و حکم کے مطابق دو وجود ہیں۔ اس کا نام وحدت شہود رکھا گیا۔ گویا یہ مشاہدے کے دو رُخ ہیں۔ صرف مشاہدے کی کمی بیشی سے دو الگ الگ تعبیریں کر لی گئیں۔ اس کی ایک مثال یوں سمجھئے کہ دن میں جب آفتاب کی روشنی کا غلبہ ہوتا ہے تو آسمان میں ایک ستارہ بھی نظر نہیں آتا۔ دیکھنے والا یہ سمجھتا ہے کہ آسمان میں آفتاب کے وجود کے مقابلے میں ہر ستارے کا وجود معدوم ہے۔ دوسرا کہتا ہے ستارے معدوم نہیں بلکہ شعشانِ آفتاب کے غلبہ کی وجہ سے مستور ہیں۔

Marfat.com

نگاہ ان کے دیکھنے سے قاصر ہے۔ پہلی جماعت نے اپنی کیفیت مشاہدہ کا نام وحدت الوجود رکھا اور دوسرے نے وحدتِ شہود۔! سالک انتہائی سلوک میں رات دن کی کیفیات سے گزر کر حقیقت کے میدان میں اپنا خیمہ نصب کرتا ہے جہاں سے آفتاب کو آفتاب دیکھتا ہے۔ اور عین شعشانِ آفتاب میں ستاروں کو بھی دیکھتا ہے۔ اس مقام پر حقائق اشیاء کا پورا پورا انکشاف ہو جاتا ہے۔

نامرادی:

یہ وہ مقام ہے جہاں سالک میں نہ کوئی خواہش باقی رہتی ہے نہ کوئی ارادہ۔ یہاں سالک زبانِ حال سے یہ کہتا ہے۔ ؎

ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی

حضرت سرمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

غمِ عشق را بہ شادی نہ دہی
در وے اگر رسد منادی نہ دہی
صد بار اگر شود مرادت حاصل
زنہار دست نامرادی نہ دہی

ترجمہ: ''عشق کے غم کو تو خوشی نہیں دے سکتا، اگر اس میں پہنچ جائے تو آواز نہ دے گا۔ اگر سو بار بھی تیری مراد حاصل ہو جائے ہرگز ناکامی میں ہاتھ نہ دے گا۔''

نسبت:

(لغوی معنی اِرْتِبَاطُ الشَّیْءِ عَنِ الطَّرَفَیْنِ) اصطلاحی معنی وہ ملکہ راسخہ محمودہ جو سالک اکتساب سے حاصل کرتا ہے اور وہ ملکہ اس کی روح کو جمیع جہات سے احاطہ کر لیتا ہے اور اس کا مرنا جینا

Marfat.com

اسی پر واقع ہوتا ہے۔

تدبّر و تفکّر:

تصورِ عقلی اور توجّہ دلی سے مقصود اصلی کی جانب بڑھنا اور مطلوب کو طلب کرنا۔

جمال وجلال:

تصوف میں ان الفاظ کے استعمال سے جمالِ الٰہی اور جلالِ الٰہی کی جانب اشارہ ہوتا ہے۔ جلال سے ہیبت ٹپکتی ہے اور جمال میں اس کی حسین اور پیاری ادائیں جاذبیت کا سبب بنتی ہیں لیکن ہر جلال کے لیے جمال اور ہر جمال کے لیے جلال لازمی ہے۔ ہر جمال شدتِ ظہور سے جلال ہے اور ہر جلال خفتِ ظہور سے جمال ہو جاتا ہے۔ آفتاب نرا جلال ہے مگر جب اس کی جلالیت چاند کے پردہ میں منہ دکھاتی ہے تو پھر وہ نرا جمال ہے جسے چاندنی کے پیارے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے اور انگارہ دور سے جمال نظر آتا ہے اور قریب تر ہو کر انگلی لگانے سے جلال چمک اٹھتا ہے۔

قبض و بسط:

وارداتِ قلبی کے بند ہو جانے کو قبض اور ان کے کھل جانے کو بسط کہتے ہیں۔

قبض محمود:

وہ قبض ہے جس میں سالک کے دل میں بندش سے ملال پیدا ہو۔ یہ محمود اس لیے ہے کہ اس ملال کا پیدا ہونا بھی ایک کیفیت ہے جو سالک کے لیے مفید ہے۔

بسط بھی دو طرح کا ہوتا ہے۔ مذموم وہ ہے جس میں راہِ سلوک کی دلبستگی کا سبب بن جائیں اور اسے آگے نہ بڑھنے دیں۔ بسط محمود وہ بسط ہے جب کہ یہ دلچسپیاں ترقئ مزید کی امنگیں دل میں پیدا کریں۔

Marfat.com

فناوبقاء:

غیر مقصود سے توجہ ہٹ کر مقصود کی طرف لگنے لگے یعنی ما سویٰ اللہ سے ہٹ کر ذات احد کی طرف۔ یہ فناء کی ابتداء ہے اور ذات احد میں اس درجہ استغراق اور غیر کا عدم شعور ہو کہ اپنا بھی ہوش نہ رہے۔ یہ فناء کا انتہائی درجہ ہے۔ جب تک یہ صورت بتکلف تھی تو فناء تھی۔ تکلف بھی نہ رہا بے تکلف و بلا ارادہ آ گئی تو اسے فناء الفنا کہتے ہیں۔ جس درجہ کی فناء ہوگی اسی درجہ کی بقا ہوگی۔

ہستئ من رفت و خیالش بماند
ایں کہ تو بینی نہ منم بلکہ اوست

ترجمہ: ''میری ہستی مٹ گئی ہے اور اس کا صرف خیال رہ گیا ہے جو تو دیکھ رہا ہے وہ میں نہیں بلکہ وہی ہے۔''

پہلے مصرع میں فنا کا ذکر اور دوسرے میں بقا کا۔

صوفی:

صاحبِ وصول جو مقتضیات طبائع سے آزاد ہو کر حقیقت سے پیوستہ ہو گیا ہو اور اپنی ذات سے فانی ہو کر حق سے باقی ہو۔

مُتَصَوِّف:

صاحبِ وصول جو مجاہدہ سے مرتبۂ وصول تک پہنچنے کی کوشش میں مصروف ہو۔

مُستَصوِف:

صاحبِ فضول جس نے دنیا کمانے کے لیے صوفیوں کی سی صورت بنا رکھی ہو لیکن کمالاتِ صوفیہ میں سے کوئی حصہ حاصل نہ ہو۔

Marfat.com

الغرض انسان کے لیے سب سے بڑی دولت اور اعلیٰ سعادت خدا تعالیٰ کی معرفت ہے اور یہ شریعت کی رعایت اور اہلِ طریقت کی متابعت اور صحبت کے سوا ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی۔ رفاقت اور صحبت کے بغیر افادہ اور استفادہ عقل و نقل کے خلاف ہے۔ قرآن پاک اسی رفاقت اور سنگت کی تعریف و تحسین فرما رہا ہے۔

وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا۝ (سورۃ النساء آیت: ۶۹)

ترجمہ: ''اور کیا ہی اچھے ہیں یہ ساتھی۔''

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلامِ شمس تبریزی نہ شد
ہیچ حلوائی نہ شد حلوا فروش
تا غلامِ ہیچ حلوائی نہ شد

(رومی)

ترجمہ: ''مولوی (رومی) شمس تبریز کی غلامی کے بغیر (صحیح معنوں میں) مولوی نہ بن سکا۔ ہر (خودساختہ) حلوائی حلوہ فروش نہیں ہو سکتا جب تک کسی حلوائی کی شاگردی و غلامی نہ کرے۔''

اس مسئلہ پر سب سے بڑی شہادت وہ یگانہ روزگار ہستی ہے جس کے واقعات و سوانح اہل اسلام خصوصاً اہل طریقت تک پہنچانا مطلوب ہے۔

ایک مشکل:

سب سے مشکل مضمون کسی کی سیرت بیان کرنا ہے۔ کیونکہ سیرت اور شخصیت کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ مشکل یہ کہ کسی کی بے پناہ محبت و عظمت بے پناہ عقیدت کا سبب ہوا کرتی ہے اور عقیدت عام

Marfat.com

طور پر عقیدت مند کو تحقیق وتنقید کی طرف کم ہی جانے دیتی ہے۔ محبوب بھی ہو اور تنقید بھی۔ محب کے سامنے محبوب خوبیوں کا پیکر ہوتا ہے بلکہ اس کی سمجھ اور علم کی حدوں سے بہت آگے اس کا مقام نظر آتا ہے وہ عالم تحیر میں گم ہو جاتا ہے۔ دلائل نہیں دے سکتا۔ سمجھا نہیں سکتا۔ سمجھانے کی کوشش بھی نہیں کرتا بلکہ یہ کہہ کر اس مضمون کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیتا ہے کہ

لیلیٰ را بچشمِ مجنوں باید دید

ترجمہ: ''لیلیٰ کو مجنوں کی آنکھ سے دیکھنا چاہیے۔''

ایسے عقیدت مند کی لکھی ہوئی سیرت کو دوسرے حضرات یا تو قبول نہیں کرتے یا مبالغہ پر محمول کرتے ہوئے قابل عمل نہیں سمجھتے لیکن اس سیرت کے لکھنے میں نہایت احتیاط سے کام لیا گیا ہے تاکہ اس ہستی کو سمجھا جا سکے ورنہ اصل مقصود فوت ہو جائے گا۔ یہ کوئی فرضی اور معمولی داستان پیش نہیں کی جا رہی۔ بلکہ مقصود حقائق اور واقعات کو پیش کرنا ہے۔ حضور سیدوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی جب اپنے مرشد کامل حضرت خواجہ توکل شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح میں ''ذکرِ خیر المعروف بہ صحیفۂ محبوب'' کے نام سے کتاب تحریر فرمائی۔ باوجود بے پناہ عقیدت اور محبت کے تحقیق وتنقید کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ ذی استعداد آدمی کتاب کے مطالعہ سے اس بات کا اندازہ لگا سکتا ہے اور میرا خیال ہے کہ ذکرِ خیر کے زیادہ مقبول ہونے کی دیگر وجوہ میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے جس کی بدولت حضرت خواجہ توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت پر دیگر کتابوں میں سے جو مقام ذکرِ خیر کو نصیب ہوا ہے وہ کسی اور کتاب کو کم نصیب ہوا۔ لہٰذا اسی کی اتباع میں اس کتاب میں جو واقعات درج کیے گئے ہیں ان شاء اللہ صحیح اور پایہ ثبوت کو پہنچے ہوں گے مگر اس ناچیز کو وہ مقام کہاں حاصل جو اعلیٰ حضرت سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل تھا۔ وہاں علمی تحقیق کے علاوہ ایک اعلیٰ روحانی قوت اور فراست حاصل تھی جو آپ کو اپنے کامل و مکمل شیخ کی صحبت سے نصیب ہوئی۔ لہٰذا وہ بات تو پیدا نہ ہو سکے گی اور حقیقت یہ ہے کہ آج تک اعلیٰ حضرت سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت تحریر نہ

Marfat.com

ہونے کی بڑی وجہ بھی یہی رہی کہ ذکرِ خیر کو دیکھ کر خیال یہ ہوتا تھا کہ وہی چیز پیدا ہو جو ذکرِ خیر میں ہے مگر ہر وہ شخص جو اس بات کا ارادہ کرتا تھا اپنے آپ کو اس کا اہل نہ پاتے ہوئے قلم اٹھانے کی جرأت نہ کرتا تھا اور صرف اس بات پر اطمینان کر لیا جاتا تھا کہ ذکرِ خیر ہی ایک ایسی کتاب ہے جس سے دونوں ہستیوں کا تعارف اور مقام ظاہر ہو جاتا ہے۔ صرف اتنا فرق رہ جاتا ہے کہ حضرت خواجہ توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف تفصیل کے ساتھ ہے اور اعلیٰ حضرت سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف اجمالی صورت میں دونوں کی سیرت ذکرِ خیر کے آئینے میں سامنے آجاتی ہے۔ اور پڑھنے والوں کو دونوں حضرات سے انس پیدا ہو جاتا ہے۔ محبوب و توکل ایک ہی مقام پر نظر آنے لگتے ہیں۔ صرف یہ سمجھتے ہوئے ذکرِ خیر پر ہی اکتفا کیا جاتا رہا لیکن اب بعض احباب کے اصرار پر مختصر سوانح ضرور تحریر ہونے چاہئیں تاکہ قارئین جو ذکرِ خیر پڑھ کر اعلیٰحضرت سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات معلوم کرنے کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ ان کی یہ طلب کسی حد تک پوری ہو جائے میں نے قلم اٹھایا ہے۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ○

(سورۃ ھود، آیت: ۸۸)

Marfat.com

میرا انتخاب

حضور قبلہ عالم کے متوسّلین کی وہ جماعت جنہوں نے اپنی آنکھوں سے فیوض و برکات کا وہ سماں دیکھا تھا اور زندگی اس محبوب کے آستانے پر گزاری تھی درحقیقت یہ انہی کا حق تھا کہ وہی لکھتے۔ مگر اس جماعت میں سے کسی نے کمرِ ہمت نہ باندھی۔ آخر کار وہ حضرات جو اس کے اہل تھے۔ اپنے اپنے وقت پر اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اب صرف ایک دو ہستیاں موجود ہیں جو اس کارِ عظیم کی اہل ہیں مگر وہ عمر کی اس منزل میں ہیں جہاں ماضی کی یادیں نقش بن کر رہ جاتی ہیں لہٰذا یہ ذمہ داری اس ناچیز پر آ پڑی جو اگرچہ کسی صورت میں اس کا اہل نہیں ہے ''مگر قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند'' والا معاملہ ہو گیا لیکن سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ اپنی ان آنکھوں سے اس محبوب کا دیدار نہیں پایا۔ جب آنکھ کھلی یتیمی کو سایہ فگن پایا جس کی سیرت پر قلم اٹھانا چاہتا ہوں۔ ان کی ایک ادا کو بھی ان آنکھوں سے دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر کمر ہمت باندھی اور جہاں جہاں سے بھی ہو سکا گل چین کر کے ایک گلدستہ بنانے کی کوشش کی ہے اور میری دلی دعا ہے کہ اس کی خوشبو لوگوں کے لیے روحانی سرور کا باعث ہو اور میرے لیے سرمایۂ آخرت!

وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِيْنُ. رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

نیز اس سیرت سے یہ امر واضح ہو جائے گا کہ جو لوگ محض ظاہری علم کی منازل طے کرنے کو مقصود اصلی سمجھتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اس سے آگے کوئی منزل نہیں۔ علم باطن اور اس کے مقامات و انوار فیوض و واردات نیز ضرورتِ مرشد سے یا تو انکار ہی کر دیتے ہیں یا اس کو مطلقاً کوئی اہمیت نہیں دیتے اور اَلْعِلْمُ الْحِجَابُ الْاَکْبَرُ کے مصداق افکارِ باطلہ کے دھوکہ میں رہ کر مردِ کامل کے پاس

Marfat.com

بغرض اکتساب فیوض باطنی جانا کسر شان سمجھتے ہیں۔ اس سیرت کے مطالعہ سے معلوم ہو گا کہ ایک بے مثال عالم و محقق اور بہترین نقاد ایک امی فقیر کے آستانے پر حاضر ہوئے اور اس شہبازِ لامکاں کے زیر سایہ رہ کر کس طرح تربیت پائی اور سب کچھ بھلا کر گیارہ سال مرشد کی خدمت میں گزارے اور اس وقت حضوریٔ مرشد سے الگ نہ ہوئے جب تک حضرت خواجہ توکل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال نہ ہوا۔ حقیقت یہ ہے۔

دانش انوار است در جان رجال
نَے ز راہِ دفتر و نَے قیل و قال ①

(رومی)

ترجمہ: ''مردوں (اولیاء کاملین) کے سینے میں علم نور ہے جو نہ کتابوں سے حاصل ہوتا ہے اور نہ سوال و جواب سے۔''

لہٰذا ضروری اور لازمی امر ہے کہ کسی مردِ کامل کی تلاش کی جائے اور اس سے استفادۂ باطنی کیا جائے۔

ایک مثال:

مرشدِ کامل کی مثال اس جوہری جیسی ہے جو پتھروں کے ڈھیر میں سے ہیرے کا متلاشی ہوتا ہے اور ہیرا جہاں اس کے ہاتھ لگا اس کی نوک پلک درست کرنے میں لگ گیا۔ جب وہ نکھر جاتا ہے تو بازار میں لا کر سجا دیتا ہے۔ یہی حال مرشد کامل کا ہے وہ علمِ توحید اور نورِ معرفت کے لیے دل تلاش کرتا رہتا ہے۔ جب ایسا قابل دل سامنے آیا اور جوڑ مل گیا تو پھر اس کا نظارہ دنیا دیکھتی ہے۔ سب سے بڑی مصیبت یہی ہے کہ جوڑ نہیں ملتا جس کی بنا پر وہ بات نہیں بنتی جس کے لوگ خواہاں ہیں۔ بہر کیف استعداد اور صلاحیت شرط ہے جب ایسا دل شیخ کے سامنے آتا ہے تو پھر شیخ کامل بخیل نہیں ہوتا اور جوہری کی طرح

① مثنوی معنوی تفسیر قولہ علیہ السلام لابد من قرین یدفن معک الخ۔ موسسۃ انتشارات اسلامی لاہور، دفتر پنجم صفحہ ۱۱۳۔

Marfat.com

اس کے نکھارنے میں مصروف ہو جاتا ہے۔ پھر طالب کو شیخ کی توجّہ اپنی طرف مبذول کرانے کے لیے کسی درخواست کی ضرورت نہیں رہتی۔

توجّہ

ہر کس و ناکس جو اس سلسلے میں داخل ہوتا ہے۔ شیخ کی توجہ اپنی جانب متوجہ کرنے کی کوشش کرتا ہے خواہ خود متوجہ نہ ہو۔ یاد رکھیے! توجہ جانبین سے مفید ہوتی ہے نہ کہ ایک جانب سے شیخ متوجہ بمرید ہو اور مرید متوجہ بہ پیر ہو بلکہ طالب کو پیر کی طرف توجہ کی زیادہ ضرورت ہے کیونکہ شیخ کامل ہر آن خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ اور اسی کی رضا کے لیے مخلوق کی طرف بہ غرض ہدایت متوجہ ہوتا ہے۔ اس لیے توجہ مبذول کرانے کے لیے چنداں درخواست کی بھی ضرورت نہیں البتہ خود شیخ کی طرف متوجہ رہ کر اصلاح حال کا طالب رہے پھر بقدرِ اپنے ظرف کے اس گروہ پاک سے نفع اندوز ہوتا رہے گا۔

قدم در جستجوئے آدمی زن
خدا ہم در تلاشِ آدمی ہست

(اقبال)

ترجمہ: ''کسی مرد کی تلاش میں سفر کر کیونکہ اللہ کو بھی ایسے ہی مردوں کی چاہت ہے۔''

وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ط وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ

صاحبزادہ صدیق احمد شاہ
سیدا شریف

Marfat.com

ذکرِ محبوب رحمہ اللہ

ذکر اُس پری وش کا اور پھر ذکرِ بیاں اپنا
رقیب اپنا بنا آخر جو تھا رازداں اپنا

Marfat.com

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

(اقبال)

اولیاء راہست قدرت از الٰہ
تیر جَستہ باز گرداند زِ راہ

پیرِ کامل صورتِ ظلِ اِلٰہ
یعنی دیدِ پیر دیدِ کبریا

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

ہر کہ خواہد ہمنشینی باخدا
او نشیند در حضورِ اولیاء

(رومی)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برنویس احوالِ پیر و راہ داں ۔۔۔ پیر راہگزیں و عین راہ داں
پیر راہگزیں کہ بے پیر ایں سفر ۔۔۔ ہست پُر آفت و خوف و خطر
ہر کہ تنہا نادر ایں راہ را بُرید ۔۔۔ ہم بہ عون و ہمت مرداں رسید
گر نبا شد سایۂ پیر اے فضول ۔۔۔ بس ترا سرگشتہ دارد بانگِ غول
ظلِ او اندر زمیں چوں کوہ قاف ۔۔۔ روحِ اوسیمرغ بس عالی طواف
پس رہے را کہ ندید ہستی تو ہیچ ۔۔۔ ہین مر تنہا زِ راہبر سر مپیچ
اندر آور سایۂ آں عاقلے ۔۔۔ کش ستاند برد از راہ قافلے

در بشر رُو پوش کرد است آفتاب
فہم کن واللہ اعلم بالصواب

(رومی)

ترجمہ:

۱- پیر کے حالات لکھ اور راستہ جان، پیر کو قبول کر اور خود راستہ بن جا (دوسروں کے لیے)

۲- پیر کو اَپنا کیونکہ پیر کے بغیر یہ سفر بڑا خطرناک ہے۔

۳- اگر کوئی قلیل اس راستے کو اکیلا طے کرلے تو وہ بھی مردان حق کی مدد و ہمت کے ساتھ ہی ہوگا۔

Marfat.com

۴- اے احمق اگر مرشد کا سایہ میسر نہ ہو تو پھر تو منحوس آواز کی طرح حیران و پریشان پھرے گا۔

۵- ان کا سایہ زمین میں کوہ قاف کی طرح ہے، ان کی روح اونچی پرواز کرنے والے پرندے کی طرح ہے۔

۶- لہٰذا جس راہ کو تو نے دیکھا ہی نہیں اس پر چلنے کے لیے راہبر سے منہ نہ موڑ اور تنہا نہ چل۔

۷- اس عقل مند کے سائے میں اپنے آپ کو لا کہ جس سے قافلے کو راہ ملتی ہے۔

۸- سورج نے ایک انسان میں اپنے آپ کو گم کر لیا ہے اس بات کو سمجھ لے باقی اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

حلیہ مبارک:

قدِ اقدس موزوں و دراز، جسم مبارک بھاری بھرا ہوا، فربہ اندام، سینہ نور کا گنجینہ، کشادہ دست و پا مضبوط، ہر دو پائے مبارک کی دو دو انگلیاں متصل انگوٹھا قریباً نصف باہم پیوستہ موزوں، قوی ہیکل، جوان بارعب، موئے سر زمۂ گوش تک، گاہے دوش تک آویزاں، ریش مبارک سیاہ گنجان چہرۂ انور پر سجی ہوئی، ابروئے اقدس باریک خم دار، پیشانی نورانی فراخ ابھری ہوئی، بینی مبارک خوبصورت اور موزوں، رخسار پر انوار بھرے ہوئے، آنکھیں بادۂ وحدت سے مخمور، رنگ سرخ و سفید مثل دانہء انار۔

منشی شاہ دین صاحب نقشبندی قادری فیض یافتہ دربار شریف رتڑ چھتڑ المعروف مکان شریف، اعلیٰ حضرت سیدوی کا ابتدائی حلیہ مبارک یوں بیان فرمایا کرتے کہ اوائل میں قبل از زہد و ریاضت و مجاہدہ آپ کا چہرہ انور بہت ہی پُر رُعب اور پُر شکوہ تھا۔ کسی شخص کو جرأت نہ تھی کہ آپ کے روئے انور کو نظر بھر کر دیکھ سکے۔

لباس:

حضور سیدوی رحمۃ اللہ علیہ عموماً کرتہ گھٹنوں تک لمبا اور گاہے اس کے اوپر عالمانہ انداز کا سفید جُبہ

Marfat.com

کھلا تینوں والا زیب تن فرمایا کرتے اور سرما میں عمدہ گرم لباس زیب تن فرماتے۔ تہبند باندھتے عموماً سبز گاہے سفید و سرخ دھاریدار، پاجامہ پہنے ہوئے آپ کو کبھی نہیں دیکھا گیا البتہ اس کو پسند فرماتے۔ سر پر عالمانہ انداز کا عمامہ، گرما میں سفید اور سرما میں عموماً سبز مرینہ کا ہوتا۔ اعلیٰ قسم کا کمبل یا ہلکی سی دولائی ہوتی۔ مگر گرما میں بسبب زیادتی تپش ذکر واذکار، صرف تہبند اور کندھوں پر ہلکا پھلکا ململ کا دوپٹہ اور سر پر ناڑکی کلاہ اوڑھتے بلکہ سخت سردی میں آپ پسینہ میں شرابور ہو جاتے، گاہے پنکھا جھلواتے، تب کہیں آرام پاتے۔ شدید سردی میں بعض دفعہ کنٹوپ بھی پہن لیتے۔ آپ نے رنگین یا گیروا لباس کبھی نہیں پہنا بلکہ سنّت نبوی کے مطابق سفید لباس ہی پسند فرماتے۔

وطن:

آپ کا وطن سیداشریف ہے جو پاکستان کے ضلع گجرات [1] کی تحصیل پھالیہ میں اس سڑک پر ہے جو پھالیہ سے قصبہ قادر آباد کو جاتی ہے اور ساتویں میل پر واقع ہے۔ (سڑک اب پکی بن چکی ہے) حضور کے آباؤ اجداد اصل میں یہاں کے باشندے نہیں تھے بلکہ حسبِ روایت بزرگان خاندان، ان کا اصلی وطن بغداد شریف ہے۔ بغداد کو جب تاتاری تاخت و تاراج کر رہے تھے گویا ایک قیامت تھی جو اہلِ بغداد پر ٹوٹ پڑی تھی۔ ہزاروں اور لاکھوں جانیں تاتاریوں کی درندگی کی بھینٹ چڑھیں۔ سینکڑوں علماء اور حفاظ شہید کر دیے گئے۔ اسی دارو گیر میں یہ خاندان بھی ترک وطن کر کے مختلف مقامات پر قیام پذیر ہو کر زندگی کے ایام گزارتے ہوئے دہلی مقیم ہوئے اور شاہ عالم نامی کے دَور سے پرگنہ پانڈو وال کے قاضی مقرر کیے گئے۔ حکومت نے مولانا لطیف اللہ کو اس خدمت کے عوض 80 بیگھہ زمین دی۔ اس خاندان کے تین بزرگ یہاں اقامت گزیں ہو گئے۔ ان تینوں بزرگوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ حضرت لطیف اللہ، حضرت عبدالباری اور حضرت درویش محمد رحمہم اللہ تعالیٰ۔ یہ ہر سہ بزرگ اپنے زمانہ میں علم اور تقویٰ و

[1] اب ضلع منڈی بہاؤالدین ہے۔

Marfat.com

طہارت میں نہایت ممتاز اور قابل احترام سمجھے جاتے تھے۔ اب بھی ان تینوں بزرگوں کے مزارات اکٹھے چھوٹی پختہ اینٹوں کے اونچے چبوترے پر بنے ہوئے ہیں اور لوگ اب بھی ان کا احترام کرتے ہیں۔ مزارات اب شکستہ حالت میں ہیں اور قابل مرمّت بھی پہلے دو بزرگوں نے اپنی اولاد کو جو نصائح و وصایا فرمائے تھے جس میں اپنی اولاد کو تقویٰ اور پرہیزگاری کی وصیت کی ہے وہ ہمارے پاس موجود ہیں۔ فارسی نہایت فصیح و بلیغ ہے حضرت درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ فنِ کتابت میں مہارت تامہ رکھتے تھے ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی حمائل شریف کا ایک قلمی نسخہ ہمارے کتب خانہ میں موجود ہے اگرچہ بہت پرانا ہو گیا ہے تاہم بطورِ یادگار محفوظ چلا آ رہا ہے۔ اس گاؤں کے لوگوں نے بطورِ عقیدت مندی کافی زمین بھی بطورِ نذرانہ پیش کی تھی جو اب تک ان لوگوں کے پاس ہے۔ جنہوں نے اپنی بیٹیاں ان کے عقد میں دی تھیں۔ اسی خاندان کے بزرگ خواجہ فیض عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اس گاؤں سے ترکِ سکونت کر کے موضع سیدا میں بطورِ امامت قیام فرمایا۔ یہ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے موضع سیدا کو اپنا وطن بنایا۔ آپ ہی کے خوش نصیب صاحبزادے ہیں جن کا اسم گرامی خواجہ رکن عالم رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ جن کو اس وحید العصر فرید الدہر ہستی کے والد محترم ہونے کا فخر حاصل ہوا اور پھر اس یگانۂ روزگار ہستی کے طفیل یہ گاؤں سیدا شریف کے معزز نام سے مشہور ہوا اور یہاں سے فیض و برکات کے چشمے جاری ہوئے۔ وطن کے متعلق خود حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ بارہا اپنی مجالس میں ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا اصلی وطن بغداد شریف ہے اور اپنے محبوب مرشدِ کامل کے وصال کے بعد اس وحشت کی بنا پر جو اپنے محبوب شیخ کی جدائی پر پیدا ہوئی، اس اضطراب سے سکون کے لیے بغداد شریف کا سفر کیا اور وہاں پہنچ کر واپسی کا خیال بالکل نہ تھا مگر حکماً واپس آنا پڑا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہر لحاظ سے خاکِ بغداد کے ذرّہ ذرّہ سے مجھے پیار ہے۔ غرضیکہ سرزمینِ بغداد آپ کے آباؤ اجداد کا اصلی وطن ہے۔

Marfat.com

نسب:

اس معاملہ میں حضور قبلہ عالم اعلیٰ حضرت سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہی حجت ہے۔ آپ نے اپنی جملہ تصانیف میں اپنے آپ کو ہاشمی قریشی تحریر فرمایا ہے۔ آپ کا شجرہ نسب حضرت عباس علمبردار رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تک غالباً پینتیسویں یا چھتیسویں پشت میں جاملتا ہے۔ شجرۂ نسب بوجۂ اختصار تحریر نہیں کیا گیا۔ اس تمام علاقہ میں آپ کا کوئی جدی رشتہ دار موجود نہیں۔ سفرِ بغداد میں جس کی تفصیل اپنے مقام پر آئے گی آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے خاندان کی بقیہ نسل تاحال بغداد شریف میں موجود ہے۔ ہم ان سے ملے اور ایک عرصہ ان میں قیام کیا، ایک دوسرے کو مل کر بہت خوشی ہوئی نسبتِ نسبی کی وجہ سے گہری محبت قائم ہوگئی چنانچہ انہوں نے شجرۂ نسب لکھ کر دیا جس پر اس خاندان کے مورثِ اعلیٰ کی مہر لگی ہوئی ہے۔

ایک کشفی شہادت:

مولانا محمد دین صاحب ساکن موضع بھک جو اس علاقہ کے مشہور عالم اور طبیب تھے اب انتقال فرما چکے ہیں، مجھ سے ملنے آئے اور اعلیٰ حضرت سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات کا ذکر چھڑ گیا اور نسب کا بھی ذکر چلا۔ فرمانے لگے میں ایک روز آپ کی خدمت میں حاضر ہوا چونکہ آپ سے بے تکلفی تھی اس لیے میں نے عرض کیا کہ آپ کے پاس اپنے ہاشمی ہونے کا کیا ثبوت ہے؟ آپ نے مسکرا کر فرمایا آپ کیسا ثبوت چاہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا ولیوں سے ولیوں والا ثبوت ہی چاہیے۔ فرمایا کیسے؟ عرض کیا کہ حضرت عباس علمبردار رضی اللہ عنہ مجھ سے خود ملیں اور آپ کی تصدیق فرمائیں۔ آپ نے فرمایا میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے تصدیق کرا سکتا ہوں لیکن پھر آپ کو میرے نسب میں شک ہوا تو خسرانِ اخروی کا باعث ہوگا۔ مجھے شک تو پہلے بھی نہ تھا لیکن آپ کے یہ فرمانے پر شوق اور زیادہ ہوگیا کہ اگر ایسا ہوا تو زیارت سے مشرف ہو جاؤں گا۔ آپ نے ایک کلمہ تلقین فرمایا اور فرمایا رات کو یہ پڑھ کر باوضو سو جانا۔ چنانچہ میں نے آپ

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کی تعمیل کی۔ یہ بیان کرتے ہوئے موصوف کی آنکھیں اشکوں سے ڈبڈبا آئیں۔ پھر آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔ ذرا طبیعت تھمی تو فرمانے لگے میں سو گیا آنکھ لگتے ہی کیا دیکھتا ہوں ایک خوبصورت با ہیبت، کڑیل جوان کمر سے تلوار لٹکی ہوئی سفید گھوڑے پر سوار تشریف لے آئے۔ یہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ تھے اور اعلیٰ حضرت سیدوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے پیچھے سوار ہیں۔ ایک لمبا کاغذ ہاتھ میں تھامے ہوئے فرماتے ہیں کہ محمد دین! حضرت صاحب ہماری اولاد سے ہیں اور یہ ان کا شجرۂ نسب ہے۔ آنکھ کھل گئی صبح خدمت عالی میں حاضر ہوا۔ سامنے آتے ہی مسکرا کر فرمایا یقین آیا کہ نہیں اگر نہیں تو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے تصدیق کرا سکتا ہوں۔ میں نے قدم چومے کہ بس یہی کافی ہے۔ نسب کے متعلق اتنا لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھتا کیونکہ یہ اللہ والے کا تذکرہ ہے اور یہ نعمتِ فقر حسب ونسب کا ثمرہ نہیں بلکہ اعمالِ صالح کا ثمرہ ہے۔ اس راہ میں نام ونسب کی چنداں اہمیت نہیں تاہم حُسنِ عمل کے ساتھ عمدہ نسب بھی ہو تو اچھا ہے ؎

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی

کاندریں راہِ فلاں ابنِ فلاں چیزے نیست

ترجمہ: ''اے جامی عشق کی غلامی میں آ اور نسب کی بات چھوڑ کیونکہ اس راستے میں فلاں کا بیٹا ہونا کوئی وزن نہیں رکھتا۔''

الحمدللہ! نہ اس کی طلب اور نہ اس پر اعتماد۔ اصل مقصود توفیقِ حُسنِ عمل ہے اور اس کے کرم اور بندہ نوازی پر ہے۔ جناب سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

رُبَّ اَشْعَثَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ [1]

[1] صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل الضعفاء والخاملین، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۲/۳۲۹، ۳۸۳۔
الترغیب والترھیب، الترھیب فی المداومۃ علی العمل وان قل رقم الحدیث ۴۶ مصطفی البابی موسسۃ، ۴/۱۵۲۔
کنز العمال رقم الحدیث ۵۹۲۴، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۳/۱۵۴۔

Marfat.com

ترجمہ: ''بہت سے بکھرے بالوں والے دروازوں سے ہٹائے گئے اگر اللہ پہ قسم اٹھالیں تو اللہ ان کی قسم کو ضرور پورا فرماتا ہے۔''

(لیکن افسوس آج بہت کم ملیں گے جو اس نشۂ باطل سے سرشار نہ ہوں) اِلَّا مَا شَاءَ اللہ

وہاں ان افسانوں کو کون پوچھتا ہے

مجو، بہ محمل شاہی کہ در ولایتِ عشق
گدا، بہ تخت نشانند و پادشاہ گیرند

ترجمہ: ''شاہی سواری تلاش نہ کر کیونکہ عشق کی بادشاہی میں گداگر کو تخت پہ بٹھا کر بادشاہ بنا لیتے ہیں۔''

آپ کی ولادت، ایک خواب کی تعبیر:

حضور سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد اور میرے جدِ امجد خواجہ رکن عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اس ہستی کے اس عالم دنیا میں آنے سے پہلے ایک خواب دیکھا کہ ان کے پیٹ سے ایک آنت نکلی ہے اور اس آنت نے ایک بہتے دریا کے دھانے پر منہ رکھ دیا ہے اور دیکھتے دیکھتے اس آنت نے تمام دریا نگل لیا۔ اٹھے تو اس خواب کی تعبیر کے لیے اپنے شیخ حضرت خواجہ مولانا غلام نبی صاحب نقشبندی للّٰہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچ کر اپنا خواب بیان کیا آپ نے سن کر مبارک باد دی اور ایک سعادت مند فرزند پیدا ہونے کی بشارت دی کہ وہ دریائے علم و عرفاں کا شناور ہوگا۔ ظاہر و باطن کے علوم میں ایک خاص بلند مقام کا مالک ہوگا اور بھی کئی بزرگوں سے یہ خواب بیان کیا۔ سب نے یہی تعبیر بتائی کہ گلستانِ علم و عرفاں میں ایک پھول کھلنے والا ہے اور وہ آپ کا فرزند ارجمند ہوگا۔ چنانچہ تھوڑے عرصے کے بعد اپنی والدہ ماجدہ کی گود میں تشریف فرما ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نامِ نامی حضرت مریم بی بی رحمۃ اللہ علیہا جو اسمِ بامسمّٰی تھیں۔ نہایت متقیہ، پارسا، باکرامت بی بی تھیں۔ شب و روز درود شریف میں مشغول رہتی تھیں۔ ایک سو پانچ

Marfat.com

سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔ اس وقت میری عمر آٹھ سال کی تھی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ وہ درود شریف پڑھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے جاملیں۔ تو گویا حضرت مریم بی بی کی گود میں مسیحا نفس بچہ نے ظہور فرمایا۔ والدین نے آپ کا نامِ نامی واسمِ گرامی محبوب عالم رکھا۔

تعلیم و تربیت:

چھ سال کی عمر میں باقاعدہ ابتدائی تعلیم اپنے والدِ محترم کے زیرِ سایہ شروع ہوئی۔ ابتدائی نظم کی کتابیں اپنے قبلہ والد بزرگوار سے پڑھیں۔ سرکاری مدرسے میں آپ کو داخل کروانا مناسب نہیں سمجھا گیا۔ عرصہ تک یہی کیفیت رہی جب جی چاہا پڑھ لیا اور جب نہ چاہا نہ سہی۔ پابندی اور باقاعدگی نہ تھی۔ ادھر آپ کے جدِ امجد حضرت فیض عالم غفرلہٗ کا وصال ہو گیا جو آپ پر بے حد شفقت فرماتے تھے اور ہر وقت آپ کے لیے دعائے خیر کرتے۔ یکا یک علم کی پیاس جو فطرتِ سعید میں ودیعت کی گئی تھی بھڑک اٹھی اور تحصیلِ علم کا شوق غالب ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر دس سال سے تجاوز کر چکی تھی۔ چونکہ گھر میں رہ کر طبیعت کو سیری نہیں ہو رہی تھی گھر سے باہر قدم نکالا اور آپ قصبہ بھابڑہ تشریف لے گئے جو ضلع شاہ پور میں ہے جس کا صدر مقام سرگودھا ہے اور موضع سیدا شریف سے بجانب غرب سترہ کوس پر ہے۔ وہاں اس وقت حضرت مولانا سلطان محمود صاحب نقشبندی للّٰہی کا درس مشہور تھا۔ آپ نے اپنے قبلۂ معظم سے اجازت طلب کی اور آپ نے بکمالِ شفقتِ پدرانہ سرِ مبارک پر ہاتھ پھیرتے ہوئے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ بیٹا پردیس جاتے ہو وہاں ماں باپ کا سایہ نہ ہوگا کہ انہی پر ناز ہوتا ہے، اب کچھ بن کر واپس آنا۔ چنانچہ آپ روانہ ہوئے اور درس میں داخل ہو گئے۔ حضرت مولانا سے قافیہ تک صرف ونحو پڑھی۔ بعد ازاں موضع مِڈھ ضلع سرگودھا میں اوپر کی کتابیں شرح جامی تک تکمیل فرمائی۔ پھر لاہور شہر کی طرف رخ کیا جو ہر زمانہ میں علوم کا مرکز رہا ہے اور مسجد نیلا گنبد کے مدرسہ میں تقریباً ایک سال قیام فرما رہے۔ اس کے بعد لدھیانہ میں مولانا عبدالقادر صاحب کے پاس کچھ عرصہ ٹھہرے۔ آخر ہندوستان کی مشہور دینی

Marfat.com

درسگاہ دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور وہاں داخل ہو گئے۔ اس وقت دارالعلوم کے صدر مدرس مولانا محمود الحسن صاحب تھے جو علمِ حدیث میں شہرہ آفاق اور امامِ فن تھے۔ وہاں رہ کر تمام علوم معقول ومنقول حاصل کر کے سند حاصل کی۔ اس کے بعد گنگوہ تشریف لے گئے۔ جہاں مولانا رشید احمد صاحب کا درسِ حدیث عروج پر تھا اس میں شامل ہو گئے۔ وہاں سے خصوصی سندِ حدیث حاصل کی۔ علمِ فلسفہ اور ہیئت میں اس وقت ریاست رام پور کو جو مقام اور شہرت حاصل تھی وہ کسی اور مقام کو نہ تھی۔ اگرچہ یہ علوم بھی آپ حاصل کر چکے تھے مگر ان فنون میں خصوصی کمال حاصل کرنے کے لیے رام پور تشریف لے گئے اور پھر ان کی وہاں تکمیل کی اور امتیازی طور پر کامیاب ہوئے۔

وطن کو واپسی:

اب آپ کی عمر پچیس برس کے قریب پہنچ چکی تھی۔ گھر سے نکلنے کے بعد اب تک وطن تشریف لے جانا تو درکنار والدین کو اطلاع تک بھی نہ دی تھی کہ کہاں ہیں۔ تکمیلِ علوم کے بعد اچانک حُبِّ وطن غالب ہوئی، زیارتِ والدین کا شوق پیدا ہوا۔ اپنے آبائی گاؤں تشریف لائے۔ اتنی مدت کی جدائی کے بعد آپ کی شناخت مشکل ہو گئی۔ اپنے ہی وطن میں نہ آپ کسی کو پہچان سکے اور نہ کسی نے آپ کو پہچانا حتیٰ کہ آپ کے چھوٹے بھائی حضرت مولانا نور عالم صاحب نے آپ کو نہایت عمدہ لباس میں دیکھ کر سرکاری اہلکار خیال کیا الغرض جب حضور نے اپنے آبائی گھر میں قدم رکھا تو آپ کی والدہ محترمہ نے اپنی اوڑھنی درست کرتے ہوئے اور ڈانٹتے ہوئے فرمایا کون ہے جو بلا جھجک آگے بڑھتا چلا آ رہا ہے! تمہیں معلوم نہیں کہ گھر میں پردہ ہے۔ آپ کی والدہ صاحبہ نے بھی آپ کو سرکاری اہلکار سمجھتے ہوئے فرمایا اگر تمہیں نمبردار سے ملنا ہے تو اس طرف جاؤ۔ یہ طویل جدائی کا کرشمہ تھا۔ آپ نے بکمالِ ادب عرض کیا اماں جی! مَیں تو آپ کا جگر گوشہ ہوں۔ مائی صاحبہ نے فرمایا اچھا! تم ڈیوڑھی میں ٹھہرو، اگر تم وہی ہو تو پہچان لوں گی، مجھے اپنے بیٹے کی نشانی یاد ہے اگر درست نکلی تو مجھ جیسا خوش نصیب کون ہو گا! جب نشانی کی تصدیق

Marfat.com

ہو گئی پھر تو حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی ملاقات کا سماں بندھ گیا۔ عجب رقت خیز اور درد انگیز وقت تھا۔ ماں کی مامتا کا نظارہ قابلِ دید تھا۔ ماں بیٹے کی بلائیں لیتی اور آتشِ ہجر کے سلگتے ہوئے کوئلوں کی محبت کے سرد آنسوؤں سے بجھا رہی تھی۔ پھر تو ہر طرف سے مبارک بادی کا تانتا بندھ گیا۔ آپ صرف پندرہ روز زیارتِ والدین سے مشرف ہو کر واپس رام پور تشریف لے گئے۔

امتحان عہدۂ اِفتاء:

اب آپ نے واپس آ کر عہدۂ اِفتاء کے امتحان کا ارادہ کر لیا کیونکہ دینی اور دنیوی حیثیت سے یہ ایک بڑا منصب تھا۔ نصاب عہدۂ اِفتاء جو اس وقت وہاں پڑھایا جاتا تھا پڑھ کر امتحان دیا اور بفضلہٖ تعالیٰ اس میں اعلیٰ نمبروں میں کامیاب ہوئے۔ امتحان کے بعد آپ کو ''نائب مفتی'' کا عہدہ سپرد کیا گیا۔ یہ نواب کلب علی خان کا دورِ حکومت تھا۔ نواب صاحب بہت علم دوست اور علماء نواز آدمی تھے۔ اوقات عدالت کے علاوہ ان کے اکثر اوقات علماء کی مجلس میں بسر ہوتے تھے جن میں مسائل کی تحقیق ہوتی علماء کی قابلیت کا اندازہ لگایا جاتا۔ نواب صاحب مجلس علماء میں کوئی مسئلہ چھیڑ دیتے۔ جب تک اس مسئلہ کی تحقیق نہ ہو جاتی سلسلۂ گفتگو منقطع نہ ہوتا اور یہی حال مقدمات کی تحقیق کا ہوتا تھا۔ بعض دفعہ ایسا ہوتا اگر نواب صاحب کو بڑے مفتی صاحب کے کسی فیصلے پر اعتماد نہ ہوتا تو آپ کے سپرد کر دیتے اور آپ انتہائی کوشش کے ساتھ تحقیق کر کے مع شواہد و دلائل نواب صاحب کی عدالت میں بھیج دیتے۔ کئی بار ایسا ہوا کہ نواب صاحب نے برسرِ اجلاس آپ کی تحقیق کی تحسین کی اور انعام سے نوازا۔

آپ کا بیان ہے کہ بڑے مفتی صاحب (جو میرے استاد بھی تھے) کی تحقیقات اگرچہ کم درجہ کی نہ تھی۔ تاہم ایسے پاک طینت اور منصف مزاج تھے کہ انہیں میرے اس اعزاز کو دیکھ کر کبھی حسد پیدا نہیں ہوا بلکہ وہ اور زیادہ چاہنے لگے، بارہا ایسا ہوا کہ اگر آپ کے پاس کوئی الجھا ہوا مسئلہ آ جاتا تو اس کی تحقیق میرے سپرد کر دیتے۔ غرضیکہ نواب صاحب کو مجھ پر بہت زیادہ اعتماد ہو گیا تھا۔

Marfat.com

روحانی زندگی کا آغاز

گر تو سنگِ خارہٗ مرمر شوی
چوں بصاحبِ دل رسی گوہر شوی

(رومی)

ترجمہ: ''اگر تو ناکارہ و سخت پتھر ہے تو سنگ مرمر ہو جائے گا جب کسی دل والے کے پاس جائے گا تو موتی بن جائے گا۔''

علمِ ظاہر کی تکمیل کے بعد روحانی زندگی کا آغاز یوں ہوا کہ ریاست رام پور میں قدیم دستور کے مطابق ہر دو مفتی حضرات کے لیے سرکاری طور پر اعزازی حکم تھا جب سیر کے لیے جایا کریں تو پالکی میں سوار ہو جایا کریں اور دو نقیب پالکی کے آگے راستہ صاف رکھنے کے لیے رہا کریں۔ حسب معمول ایک بار پالکی میں سیر کے لیے تشریف لے جا رہے تھے کہ راستہ میں سڑک کے درمیان ایک مجذوب آ کر لیٹ رہا۔ ہر چند چوبداروں نے اسے ہٹانا چاہا مگر وہ نہ ہٹا۔ آپ نے کہاروں سے فرمایا کہ تم اس مجذوب سے ایک طرف بچ کر نکل چلو۔ وہ راستہ سے ہٹ کر چلنے لگے تو مجذوب پھر پالکی کے آگے آ لیٹا۔ آپ نے پھر کہاروں کو راستہ چھوڑتے ہوئے بچ کر نکلنے کا حکم دیا وہ پھر پالکی کے سامنے آ کر لیٹ گیا۔ الغرض چار پانچ مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ مجذوب کے بار بار اور بلا وجہ سدِ راہ ہونے سے طبیعت میں جلال آ گیا۔ کہاروں کو حکم دیا کہ مجذوب کو پیٹ کر راستے سے علیحدہ کر دو۔ چنانچہ کہاروں نے ایسا ہی کیا۔

دُعائے مجذوب:

جب مجذوب پٹ چکا تو اس نے تیز نگاہوں سے آپ کی طرف دیکھا اور ایک سرد آہ کھینچ کر

Marfat.com

دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور آپ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان الفاظ میں دعا کی ''اے اللہ یا تو اسے بندہ بنالے یا اِسے دنیا سے اٹھالے''۔ یہ کہہ کر راستہ سے الگ ہو گیا۔ پالکی آگے چلی گئی لیکن دل پر اسی وقت ایک خفیف سی چوٹ لگی اور حُبِّ الٰہی کی گرمی غیر معمولی طریقہ سے قلب میں محسوس ہونے لگی اور دنیاوی جاہ وجلال چاہنے والی خواہش کو آہستہ آہستہ مٹانے لگی۔ رہ رہ کر مشائخ کرام کی محبت دل میں جوش مارتی۔ بار بار یہی ولولہ پیدا ہوتا کہ جہاں تک ممکن ہو ان بکھیڑوں سے نجات پا کر سلاسلِ طریقت میں منسلک ہونا چاہیے۔

دارالافتاء سے استعفٰی:

یہ خیال ایسا غالب ہوا اور ایسی شدید ترین صورت اختیار کر گیا کہ استعفٰی دینے پر مجبور ہو گئے اور استعفٰی لکھ کر نواب صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا۔ نواب صاحب نے ہر ممکن طریقہ سے روکنا چاہا۔ ترقی اور رامپور میں مستقل سکونت اور رہائشی مراعات کا یقین دلایا۔ مگر اس جذبہ کے سامنے کوئی پیش نہ گئی۔ آپ نے اُن کی سنی اَن سنی کر دی۔ آخر کار مجبور ہو کر نواب صاحب نے استعفٰی منظور کر لیا۔ پھر آپ نے تلاشِ شیخ میں اسلامی ممالک کے سفر پر کمر ہمت باندھی تاکہ کوئی اللہ کا مقبول مل جائے تو کام بن جائے۔ چنانچہ آپ ترکی میں پہنچے اور سلطان ترکی کی فوج میں ملازمت اختیار کی۔ ایک جہاد میں شامل ہوئے، ایک ٹانگ پر گولی بھی لگی جس کا نشان موجود تھا۔ گویا سنّت جہاد تو پوری ہوئی مگر ابھی تک شیخ نہ ملا۔ مایوس ہو کر واپس ہندوستان آئے اور دہلی میں اس نیت سے قیام فرمایا کہ دہلی ہر زمانہ میں مرکزِ علماء اور صلحاء رہا ہے۔ وہاں رہ کر تلاش جاری رہے تو ضرور کامیابی ہو گی۔

قیامِ دہلی:

یہاں پہنچ کر اس خیال سے کہ تا حصولِ مقصد کسی کا دستِ نگر نہ ہونا پڑے۔ آپ نے مدرسہ حسین بخش میں ملازمت اختیار کر لی اور فراش خانہ کی ایک مسجد میں رہائش کا انتظام کر لیا۔ درسی کتب کے

Marfat.com

اسباق آپ کے سپرد کیے گئے۔ یہاں آپ کی ذہانت، جودت اور حاضر طبعی کے جوہر خوب کھلے اور طریقۂ تدریس یہ تجویز فرمایا کہ منطق والوں کو بائیں طرف، فلسفہ والی جماعت کو دائیں طرف، فقہ والوں کو سامنے اس طرح ایک ہی وقت میں تینوں جماعتوں کو سبق پڑھایا کرتے اور تینوں مضامین میں طلباء کو پوچھنے اور اعتراض کرنے کی اجازت تھی۔ آپ ان کا جواب بھی دیتے جاتے اور ہر مضمون کی تشریح اور تقریر بھی فرماتے۔ کئی ماہ تک آپ کا یہی معمول رہا۔ دوسرے اساتذہ کرام اس طریقہ کو دیکھ کر تعجب کرتے۔ آخر دہلی سے بھی طبیعت اچاٹ ہوگئی۔ دہلی چھوڑ کر کرنال تشریف لے گئے۔

قیامِ کرنال:

ہر سفر وحضر کا مقصد وہی طلب تھی جو آپ کو کہیں چین سے بیٹھنے نہ دیتی تھی اور جبینِ نیاز ایسے آستانے کی تلاش میں بے قرار تھی جہاں سب ارادتیں ختم ہو جائیں۔ کرنال میں حافظ رحیم بخش صاحب کی تحریک سے اہلِ کرنال نے ایک مدرسہ اسلامیہ جاری کیا تھا جس کے لیے انہیں کسی ماہر استاد کی ضرورت تھی۔ حُسنِ اتفاق سے حافظ صاحب کی آپ سے ملاقات ہوگئی، تعارف ہوا اور آپ کی سرگزشت سنی تو حافظ صاحب گرویدہ ہوگئے۔ مدرسہ میں آپ کو صدر مدرس رکھ لیا گیا۔ درس وتدریس میں مشغول ہوگئے۔ اب آپ کی دعاؤں، بیقراریوں اور بیتابیوں کے پورا ہونے کا وقت آ چکا تھا۔ شاید مقصود کے چہرے سے نقاب اٹھنے والا تھا۔ مشیّت ایزدی گھیر گھار کر اس آستانہ کے قریب لے آئی تھی جہاں کی خاک تاقیامت آپ کے لیے سجدہ گاہ بننے والی تھی۔ صرف ہاتھ بڑھانے کی دیر تھی اور جام منہ سے لگنے کو بیتاب تھا۔

توکلی آستانے پر حاضری:

جب آپ درس سے فارغ ہوتے اور خاص وعام میں جس سے بھی ملتے اور اس خیال پر گفتگو ہوتی تو وہ قطب العالم، غوثِ صمدانی، شہبازِ لامکانی، امّی فقیر خواجہ توکّل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ایک عجیب

Marfat.com

دلکش پیرائے میں کرتا۔ اگرچہ پہلے بھی آپ کے اوصافِ حسنہ بارہا سننے میں آئے تھے مگر کرنال پہنچ کر ہر روز نئے سے نئے عمدہ سے عمدہ حالات اور کرامات سننے میں آنے لگے۔ کوئی کہتا کہ شان فقر تو آج انبالہ شریف میں دیکھنا چاہیے، کوئی کہتا کہ شانِ ولایت تو آپ کے چہرۂ انور ہی سے صاف نظر آتی ہے۔ آپ ولیٔ کامل ہیں اور اس پر طرّہ یہ کہ جو لوگ زمرۂ مریدین میں داخل نہ تھے وہ بھی بے اختیار سر ہلاتے اور جھوم جھوم جاتے۔ پھر کوئی اور اپنا چشم دید واقعہ بیان کر کے اس کی تائید کرتا۔ غرضیکہ ہر جگہ آپ کا چرچا تھا۔ حضور شاہ صاحب انبالوی کے کمالات و کرامات سن سن کر نہایت شوق پیدا ہوا اور ملنے کو طبیعت نہایت بیقرار ہوئی کہ ایسے باکمال بزرگ کی زیارت سے ضرور مشرف ہونا چاہیے مگر آپ نے مناسب سمجھا کہ اپنے رفیق مولوی عبدالرحیم صاحب مسکینؔ اور حافظ فضل امام صاحب (مرحوم و مغفور) سے مشورہ کریں۔ انہوں نے کہا سنا تو ہم نے بھی ایسا ہی ہے مگر دیکھنے سے معلوم ہوگا کیونکہ فی زمانہ قائد بے مکائد کم اور بامکائد بہت ہیں لہٰذا بہت تامل کے بعد کوئی کلمہ مدح وذم نکالنا چاہیے کیونکہ۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نباید داد دست

ترجمہ: ''خبردار بہت سارے شیطان انسانوں کے روپ میں پھر رہے ہیں لہٰذا ہر کسی کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہیے۔''

جمعہ کی تعطیل ہونے کی وجہ سے جمعرات کی شام کو ہمراہ مولوی عبدالرحیم صاحب انبالہ شریف روانہ ہوگئے۔ گیارہ بجے رات کو شہر انبالہ شریف پہنچے۔ دونوں حضرات نو وارد اور بالکل ناواقف تھے نیز وہ وقت بھی ہر ایک کے سونے کا تھا۔ کوئی شخص ایسا نہ ملا جس سے شاہ صاحب کی قیام گاہ کا پتہ معلوم کر لیتے۔ دل متردّد تھا کہ اب کیا کیا جائے؟ جب آپ حضور کے مکان کے عین بالکل سامنے پہنچے تو ایک شخص مل گیا جس سے دریافت کرنے پر معلوم ہوگیا کہ یہی سامنے کا مکان آپ کا ہے جہاں لیمپ جل رہا

Marfat.com

ہے۔ جب ادھر کا رخ کیا تو دیکھا حضور کو آپ کا خادم میاں کریم بخش وضو کرا رہا ہے۔ پوچھا کہ شاہ صاحب کا مکان یہی ہے نیز آپ نے مسجد کا پتہ پوچھا۔ حضور شاہ صاحب انبالوی نے دستِ مبارک سے مسجد کی طرف اشارہ کیا۔ کیونکہ آپ وضو کے وقت کلام نہ فرمایا کرتے تھے۔ پھر آپ نے درویش سے پوچھا کیا شاہ صاحب مسجد میں نماز نہیں پڑھا کرتے؟

عالم کا معیارِ فقر:

حضرت سیدوی اپنے رفیق کے ساتھ مسجد کو روانہ ہوئے، نمازِ عشاء ادا کی۔ اس صورتِ حال سے کیا اثر ہوا۔ اس کا بیان خود حضور کی زبان سے سنیئے:

''لیکن دل متردد تھا کہ اس شخص کے اس قدر کمالات سنے تھے لیکن میاں صاحب کا یہ طریقہ تو خلافِ سنت ہے جبکہ مسجد بھی قریب ہے پھر مسجد میں نماز نہیں پڑھتے۔ یہ خطرہ ایسا بڑھا کہ ارادہ ہو گیا اب ان سے ملاقات کاہے کو کرنی ہے اور بار بار دل میں یہ خیال آتا کہ اب فقیر مخالفِ شریعت ہیں مطابق شریعت کوئی بھی نہیں رہا۔ بہت مایوسی ہو گئی، فرض نماز کا یہ حال ہے جو کہیں تفحص کیا تو اس سے بڑھ کر کچھ اور نظر آئے گا۔ بہتر یہ ہے سیدھے پھر کرنال صبح کی گاڑی پر سے چلے جائیں اور ملاقات کے واسطے وقت نہ کریں۔ اس خیال کو پختہ کر کے جب لیٹ گیا ممکن ہے اسے بھی بعض لوگ اتفاق سے تعبیر کریں لیٹتے ہی خیالات کا تار بندھ گیا کہ چلو مل ہی لیں، ملنے میں کیا حرج ہے۔ کبھی خیال آتا کیا ملنا ہے پھر تھوڑی دیر میں خیال پیدا ہوا کہ آئے بھی اور ملاقات بھی نہ کی یہ ٹھیک نہیں۔ کیا حرج ہے چلو ذرا سی دیر پاس بیٹھ آئیں۔ ابھی اسی ادھیڑ بن میں تھے کہ تردد ختم ہو گیا اور یکا یک طبیعت میں جوش پیدا ہوا اور دل ملاقات کے واسطے بھڑک اٹھا گویا مکڑی کی تمام رات کا بنایا ہوا گھر باز نے ایک ہی پر سے سارا توڑ دیا۔ کچھ سوجھ بوجھ نہ رہی حتیٰ کہ حضور کے پاس پہنچ گئے۔

Marfat.com

فراستِ ولی:

آپ خود ہی فرمانے لگے ''آ گئے ہو'' میں نے عرض کیا جی ہاں، فرمایا ہم نے تمہارے فکر کی وجہ سے نماز بھی ابھی تک نہیں پڑھی، تمہاری انتظار میں بہت ہی وقت گزر گیا ہے۔ (ذکرخیر)

ذکرِ خیر کے ابتدائی اوراق کے مطالعہ سے یہ امر بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ آپ نے حضرت سیدی قدس سرہٗ کے تمام خطرات کا خود بخود بہت ہی حلم اور نرمی سے جواب دینا شروع کیا۔ (ذکرخیر)

غرضیکہ آپ کا وہ فرمان کیا تھا کہ بجائے خود ایک اطمینان تھا جو قلب پر وارد ہو رہا تھا اور وہ خطرات جو کہ مانع از محبت ہو رہے تھے ان کا کوئی نام ونشان تک نہ رہا۔

مختصر سی صحبت کا اثر:

ارشاد: مگر تھوڑی ہی دیر کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حلاوتِ لسانی وہ الذ الاشیاء (زبان اور باتوں کی مٹھاس سب چیزوں سے زیادہ) معلوم ہوئی کہ یوں دل میں آتا تھا کہ آپ کی زبان فیضِ ترجمان سے باتیں سنتے ہی رہیں اور ہمارا یہ حال تھا کہ ایسی عاجزی نہ تو خدا کے سامنے کبھی دل میں آئی تھی اور نہ ہی کسی کی صحبت سے۔ چنانچہ آپ نے خدا کے سامنے خضوع وخشوع سے تقریر کی اور حاضرینِ مجلس پر ایسا اثر ہوا کہ ہر ایک کے دل میں اپنے خدا کے سامنے حالتِ خضوع گویا وارد ہوگئی اور ہر ایک عجز کے ساتھ خدا کی ذاتِ مقدس سے معذرت کرنے لگا۔ دل میں یہ آتا تھا کہ اسی لذت میں رہیں۔

لطفِ شاہاں بر ہر دِلے تاثیر کرد

ترجمہ: ''بادشاہوں کی مہربانی ہر دل پہ اثر انداز ہوتی ہے۔''

کی تصدیق ہو رہی تھی۔ (ذکرخیر)

یہ تو آپ کے کلام کا اثر تھا اور طعام کا اثر کیا تھا؟ اسے بھی ذکرِ خیر میں دیکھیے۔ ''اللہ اکبر! کیا لذت تھی۔ فقط زبان ہی کو لذت نہیں آئی بلکہ ایک قسم کا ایسے مفرح طور پر سرور وارد ہوا کہ بیان سے باہر

Marfat.com

ہے۔ اس لذت کی کیفیت بیان کرنے کی کہاں طاقت۔ مگر ہاں اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ حاشالِلّٰہ ایسی لذت جو کہ اس خشک روٹی اور مسور کی دال میں تھی اس کے مشابہ تو کیا بلکہ اس کا عشر عشیر بھی کبھی محسوس نہیں ہوا تھا اور اس لذت نے ہم پر سکر و سرور کی کیفیت وارد کر رکھی تھی'' پھر آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں کہ اس قدر صحبت سے یہ حالت معلوم ہوئی کہ حضرت مولانا روم کے اس شعر کی صداقت سامنے آ گئی۔ ؎

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

ترجمہ: ''اولیاء اللہ کی ایک لمحہ کی صحبت سو سال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔''

یہی دل چاہتا تھا کہ دنیا و مافیہا کو ترک کر کے ذکر میں مشغول ہو جاؤں اور اس وقت بندے کے دل میں ایک قسم کی حُسنِ عقیدت بدرجۂ کمال پیدا ہوئی۔

الغرض آپ حضور پرنور نمونۂ سلف متوکل علی اللہ خواجہ توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہزار جان سے فدا ہو گئے اور جو کچھ آپ چاہتے تھے اس سے بھی کہیں بڑھ کر حقیقت سامنے آئی۔ خدا طلبی کا جو شوق ازلی قلب مبارک میں جوش مارتا تھا جس کی وجہ سے آپ کو شیخ کامل کی تلاش ہوئی اس شوق کی تسکین کے لیے قلوب کو نور کی طرف لانے والے پاک خدا نے آپ کی رہبری فرمائی اور اس غیبی امداد سے سرزمین پاک انبالہ شریف کی جانب رخ کیا اور اس پائیدار نعمت سے دامن کو بھرپور کیا۔ جس نعمت کی طلب میں سلاطینِ دنیا کو تاج و تخت چھوڑنا اور ملک و مال کو خیرآباد کہنا آسان معلوم ہوتا ہے۔ وہ سلاطین جنہیں اس نعمت کا صحیح شعور ہوا۔

سلوک و تحصیلِ سلوک:

بازار ہائے عشق و محبت کے جاں فروش
لیکن کہ چل چلاؤ ہے دنیائے دون کا

Marfat.com

سیکھیں طریق وصل و لقائے خدائے پاک
دل بیچ کر خرید لیں سودا جنون کا

انبالہ شریف کی حاضری کے تاثرات کا نتیجہ تھا کہ کمالِ عقیدت کے ساتھ بیعت کے لیے درخواست پیش کی، حضور نے بیعت فرما لیا، اس کی تفصیل ذکرِ خیر میں ملاحظہ فرمائیں اور ایسی بے خودی اور محویت کی کیفیت طاری ہوئی کہ جس کی مدتوں سے تلاش تھی۔

نہ تو تو رہا نہ تو میں میں رہا جو رہی سو بیخبری رہی

جس کی بنا پر تمام مشاغل چھوٹ گئے۔ اس کی کیفیت کا ذکر آپ یوں بیان فرماتے ہیں (ذکرِ خیر) جب ہم ریل پر آئے تو مجھے ایک قسم کی غنودگی اور سکر کی حالت ہوگئی۔ میں نے اپنے ہمراہ مولوی عبدالرحیم صاحب سے کہا کہ مجھ پر نیند غلبہ کر رہی ہے۔ میں تو کپڑا بچھا کر سو جاتا ہوں۔ جب ریل آجائے تو مجھے جگا دینا مگر غلبۂ سکر اس قدر ہوا کہ طبیعت بے بس ہوگئی۔ آخر ریل کے آنے پر جس طرح ہو سکا سوار ہو گیا۔ مگر اس وقت قلب میں سے کچھ آواز ذکر کی آنے لگی۔ اور ایک عجیب قسم کی لذت اور محویت ہوگئی۔ ایک ہفتہ تک وہی حالت بدستور رہی۔ بعد ہفتہ جب ہوش آیا تو معلوم ہوا نمازیں قضا ہوگئی ہیں مگر جب نماز میں مشغول ہوتا تو وہی حالت سکر طاری ہو جاتی تھی۔ اسی طرح قریب تین ماہ کے ہوگئے۔ اسی لاچاری سے مجبور ہو کر نوکری سے استعفیٰ دے دیا اور انبالہ شریف چلا آیا۔ یہ وجہ فقیر کے گیارہ برس حضرت کی خدمت میں رات دن ٹھہرنے کی ہوئی۔'' (ذکرِ خیر)

غرضیکہ آپ نے تمام مشاغل پر صحبت و رفاقت شیخ کو ترجیح دی اور مجاہدہ و ریاضت اور خدمتِ شیخ میں مصروف ہوگئے۔

عاشقی چیست؟ بگو بندۂ جاناں بودن
دل بدست دگرے دادن و حیراں بودن

Marfat.com

ترجمہ: ''عاشقی کیا ہے، تو کہہ کہ محبوب کا غلام ہو جانا دل کو دوسروں کے ہاتھ میں دے کر
حیران پھرتے رہنا۔''

والا معاملہ ہو چکا تھا۔ خواجہ توکل شاہ قدس سرہٗ العزیز کے سامنے بڑے بڑے علماء کا گردنیں جھکا لینا اور پڑھے لکھے سمجھدار طبقے سے صاحب بصیرت علماء کا حلقہ بگوش ہو جانا اندھا دھند عامیانہ تقلید کے باعث نہ تھا بلکہ خوب جانچ پڑتال اور دیکھ بھال کے بعد اس جماعت کو کلی اطمینان ہوتا۔ تب کہیں جا کر غلامی کا طوق گلے میں ڈالتے اور دستگیری کی درخواست پیش کرتے اور اخروی سعادت سمجھ کر سلسلۂ بیعت میں منسلک ہوتے تھے۔ ایک امی فقیر کے سامنے علماء کے جھکنے اور غلامی اختیار کرنے سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ ان علوم کے آگے اور بہت آگے کوئی ایسی حقیقت ہے جو اہل علم کو جھک جانے پر مجبور کرتی تھی۔ پھر اپنی طرف کھینچ لیتی تھی اور اس کو مربی سمجھنے لگتے تھے اور اس نظر کیمیا اثر سے مسِ خام کندن بن کر چمکنے دمکنے لگتا تھا۔

نظر جنہاں دی کیمیا سونا کردے وٹ

اس نورِ توحیدی کی جس سے قبلہ حضور شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کا سینہ بھرپور تھا، دوسری جگہ مثال نہ ملتی تھی۔ نظر سے نظر ملتے ہی طالب کی کایا پلٹ جاتی۔ دنیا کی فنا حقیقت بن کر آنکھوں کے سامنے آ جاتی۔ دنیا سے دل سرد ہو جاتا۔ اکڑی ہوئی گردنیں خدا کے خوف سے جھک جاتیں۔ سیاہ اور بے رونق چہروں پر نورِ ایمان جھلکنے لگتا۔ چہرے دھلے دھلے معلوم ہونے لگتے اور ان کی یہ تابانی قبر تک ساتھ جاتی۔ وہ حجرہ کیا تھا ایک تربیت گاہ اور نور کی بھٹی تھی جس میں کنوئیں کی ٹنڈوں کی طرح ایک طرف سے نورِ ایمان سے خالی سینے لے کر لوگ داخل ہوتے اور دوسری طرف نورِ ایمان سے بھرپور ہو کر نکلتے حجرے میں داخل ہوتے تو آنکھیں خشک ہوتیں اور جب باہر نکلتے تو آنکھیں پرنم ہوتیں۔ جس بے حس دل پر وہ کمال والی بابرکت انگلی مس کرتی، دل کی سوئی ہوئی دنیا جاگ اٹھتی یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا کا منظر سامنے

Marfat.com

آجاتا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

بہت کی جستجو ہم نے خلیل اطراف عالم میں
نہ ایسا کوئی در دیکھا نہ ایسا کوئی گھر دیکھا

قیام انبالہ شریف اور تربیت:

حضور شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کی منشا سے مدرسہ اسلامیہ جاری کر دیا گیا۔ درس و تدریس اور اِفتاء کا کام قبلہ عالم اعلیٰ حضرت سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کیا گیا اور ساتھ ہی ساتھ آپ کی تربیت روحانی بھی جاری رہی۔ حسبِ ہدایت شیخ مکمل معمولات ذکر و فکر میں پابندیٔ اوقات کے ساتھ مصروف رہتے لیکن قارئین پر یہ امر واضح رہے کہ پیر و مرید ہو جانا کوئی مشکل کام نہیں۔ پیر و مرید کے لیے سب سے کٹھن منزل تربیت ہے۔ شیخ کامل کا کمال اور مرید کی صلاحیت و استعداد کا اس تربیت سے ہی پتہ چلتا ہے کیونکہ تمام مدارج قرب کا دارومدار تربیت پر ہے۔ تربیت دینے کی جس درجہ کی قابلیت شیخ میں ہوگی وہ اتنا ہی کامل ہوگا اور تربیت لینے کی جس درجہ کی صلاحیت مرید میں ہوگی اتنا ہی وہ مرید کامل ہوگا اگر حُسنِ اتفاق اور اللہ کے فضل سے دونوں میں مطابقت کامل طور پر پائی جائے اور جوڑ مل جائے تو پھر ایسا مرید اپنے شیخ کے کمالات کا مظہر اور کامل عکس ہوا کرتا ہے اور اپنے دوسرے ساتھیوں سے بہت ممتاز اور فائق ہو جاتا ہے۔ شیخ کامل فیوض القاء کرنے اور مرید صادق ان کو اخذ کرنے میں ہمہ وقت محسوس اور غیر محسوس طریقہ سے لگے رہتے ہیں۔ پھر ایسے مرید کو دنیا دیکھتی ہے۔ پیر و مرید کے اس مبارک جوڑے میں بفضلہٖ تعالیٰ کمال درجہ مطابقت تھی۔ القائے فیض اور اس کے اخذ کرنے کا اندازہ حضور قبلہ عالم سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب خیر الخیر کی مندرجہ ذیل عبارت سے لگایئے جس میں اس مقام کا ذکر ہے جب لطائف و مقامات سلوک طے کراتے ہوئے مرشد عالی مقام نے آپ کو دائرہ ولایت کبریٰ کا سبق دیا (خیر الخیر)

جب میرے قبلہ عالم پیر و دستگیر فداہ روحی نے مجھے توجہ اس پر دی تو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسا کہ پرنالہ

Marfat.com

شدت سے بہتا ہے۔ ایسا ہی بے رنگ نور کا ایک پرنالہ لطیفہ نفس پر گزرتا ہے اور وجودِ ہستی کا مثل نمک کے جو پانی میں پڑ کر گل جاتا ہے۔ ایسا معدوم ہوا کہ نام ونشان وجود کا نہ رہا اور زوال عین واثر تعین کا میسر ہو گیا اور میں نے اطلاق لفظ آناَ کا مشکل جانا کہ موردِ ''آناَ'' کے واسطے کہیں جگہ نہ پائی۔ پھر ایسا معلوم ہوا کہ دریائے عدم کے نیچے چلا گیا ہوں اور دریا ناپید کنار ہے۔ اس میں معدوم ہو گیا ہوں اس ولایت میں فنا کی حقیقت میسر ہوتی ہے۔ (خیر الخیر)

اب ذرا تربیت گاہ توکلی کی مجلس کا منظر اور اس کی کیفیت ملاحظہ فرمایئے اور اندازہ لگایئے کہ کس درجہ کی تربیت اور کتنی بلند تربیت گاہ تھی۔ فرماتے ہیں ''میں نے اپنے پیر قطب العالم حضرت خواجہ توکل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مجلسِ مبارک کو دیکھا ہے اس میں یہ حالت ہوتی تھی کہ کسی کو چوں و چرا یا آواز بلند کلام کرنے کی جرات وہمت نہ ہوتی تھی اور استغراق تمام حاضرین کو ایسا ہوتا تھا کہ ان کے سر پر چڑیاں بیٹھ جاتیں تو ان کو مطلق خبر نہ ہوتی تھی اور اگر آپ نماز میں ہوتے تو جس قدر لوگ جماعت میں ہوتے تھے اگر بارش بھی ہو جاتی تو مطلقاً کسی کو خبر تک نہ ہوتی تھی۔ نماز میں فنا کا یہ حال تھا علاوہ نماز کے تھوڑی دیر بھی آپ کے پاس بیٹھنے میں اس قدر فیضان حقیقتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا وارد ہوتا تھا کہ ذکر قلبی ولسانی اور درود خوانی بے اختیار و بلا ارادہ شروع ہو جاتے تھے اور اکثر کو زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میسر ہو جاتی تھی۔ کبھی کبھی آپ اس وقت تبسم کر کے فرمایا کرتے کہ اب تو ہمارا گھر ہی حقیقتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں ہو گیا ہے۔

علمی وذہنی تربیت:

ارشاد: مَیں ایک مرتبہ کرنال گیا اور قلندر صاحب کے مزار پر فاتحہ پڑھنے کی غرض سے پہنچا۔ وہاں ایک رنڈی مجھ سے پہلے ریوڑیاں قبر پر چڑھا کر باہر نکلی تھی۔ میں اندر پہنچا تو بعد فاتحہ مجاور نے ان میں سے کچھ ریوڑیاں بطورِ تبرک مجھے دیں۔ مجھ پر چونکہ سکر کی ایک حالت تھی۔ میں نے وہ ریوڑیاں

Marfat.com

لے کر پلے باندھ لیں جب واپس انبالہ شریف پہنچا تو وہ ریوڑیاں حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں پیش کیں اور عرض کیا کہ حضور! میں قلندر صاحب کے مزار پر گیا تھا وہاں سے یہ تبرک ملا تھا۔ آپ نے فرمایا رنڈیاں بزرگوں کی قبروں پر شرینی چڑھا جاتی ہیں اور پھر وہ لوگوں میں تبرک بن کر تقسیم ہوتا ہے۔ تب مجھے یاد آیا کہ واقعی یہ رنڈی کا چڑھایا ہوا تبرک تھا۔ چنانچہ حسب ارشاد میں نے باہر پھینک دیں۔ بعدازاں مجھے بہت نصیحت فرمائی کہ صاحبِ نسبت کو ہر چیز جو ہاتھ میں آ جائے نہیں کھانی چاہیے بلکہ سوچ سمجھ کر کھانا چاہیے۔ خدا کا شکر ہے کہ میں نے اس میں سے نہ کھائی۔

ارشاد:

ایک روز حضور شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے دریافت فرمایا مولوی صاحب! آپ وعظ کیوں کہتے ہیں؟ عرض کیا ہدایت خلق کے لیے۔ آپ نے فرمایا: اچھا آئندہ وعظ نہ کہنا تا اجازتِ ثانی۔ عرصہ دراز کی تربیت اور اصلاح کے بعد پھر آپ نے ایک روز دریافت فرمایا مولوی صاحب! اب اگر آپ کو وعظ کہنے کی اجازت دی جائے تو وعظ کس لیے کہو گے؟ جواب میں عرض کیا۔ اللہ کی رضا کے لیے۔ فرمایا: اب اجازت ہے۔ چنانچہ پھر وعظ میں بے پناہ تاثیر پیدا ہوگئی اور وعظ سننے سے لوگوں کے دلوں میں تغیر ہونے لگا۔ آپ نے فرمایا: انبالہ شریف میں اس قدر نمازی ہو گئے کہ مساجد میں جگہ نہ ملتی تھی۔ ذکر کا شوق ایسا بیدار ہوا کہ ایک آنہ کی تسبیح چار آنہ کو ملنے لگی اور لوٹے نہ ملتے تھے اور مجالس وعظ میں بے پناہ ہجوم ہونے لگا۔

ارشاد:

ایک روز میں حدیث شریف پڑھ رہا تھا، ابن عمر رضی اللہ عنہما کی وہ روایت تھی جس کا مضمون یہ تھا کہ ایک بار ابن عمر مکہ شریف حج کے واسطے تشریف لے گئے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سنّت کے اس قدر پابند تھے کہ جس

Marfat.com

جگہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے تھے وہیں آپ بیٹھے اور جس جگہ حضور ﷺ نے پیشاب کیا تھا، وہیں پیشاب کیا۔ اگر پیشاب نہ بھی آیا تو صرف بیٹھ گئے۔ حضور نے سن کر فرمایا: مولوی صاحب یہ کیا پڑھ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا حضور یہ حدیث ہے۔ فرمایا یہ حدیث نہیں یہ تو بے ادبی ہے۔ اس میں تو پابندیٔ سنّت کا اظہار ہے فرمایا پابندیٔ سنّت اس کا نام نہیں۔ یہ تو ظاہراً بے ادبی ہے کہ جس جگہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوں وہاں بیٹھے اور جہاں آپ نے پیشاب کیا وہاں پیشاب کرے۔ یہ تو صریح بے ادبی ہے۔ پابندیٔ سنّت کے یہ معنی ہیں جس طریقے سے رسول اللہ ﷺ نے کوئی کام کیا ہو اسی طریقہ سے کرے یہ نہیں کہ اسی جگہ کرے۔ اچھا کسی کتاب میں دیکھنا یہ حدیث تو معلوم نہیں ہوتی۔ مجھے اس بات کا خیال رہا۔ آخر ایک روز موضوعات علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ میں دیکھا تو پہلے یہ حدیث نکلی اور لکھا کہ یہ موضوع ہے اور خوارج نے بنائی ہے میں نے پھر عرض کیا کہ حضور آپ نے کس طرح معلوم کیا؟ فرمایا رسول اللہ ﷺ کے کلام کا نور عرش تک جاتا ہے اور اس میں نور تھا ہی نہیں۔

ارشاد:

ایک روز میں نے عرض کیا حضور میرے واسطے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی محبت عطا فرمائے۔ حضور شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دستِ مبارک اٹھا کر دعا کی۔ اے خداوندا! ان کو اتنی محبت عطا فرما جسے یہ اٹھا سکیں۔ پھر ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ سے اگر اسکی محبت کی دعا مانگنی ہو تو اتنی محبت کی دعا مانگنی چاہیے جس کو برداشت کر سکے کیونکہ اگر برداشت سے زیادہ محبت مل جائے تو فقیر بڑی بڑی آزمائشوں میں مبتلا ہو جاتا ہے اور بڑے بڑے سخت مصائب پیش آتے ہیں اور اب مصائب میں پوری استقامت نہ ہونے سے پریشانی کا خوف ہے پھر فرمایا یہ وہی تو ہے جسے آسمان اور زمین نہیں اٹھا سکے۔

(ذکرِ خیر)

الغرض آپ ایک ایسے مربی کے زیرِ تربیت تھے جہاں طالب کی ذہنی، علمی اور ظاہری و باطنی

Marfat.com

تربیت کا پورا پورا خیال رکھا جاتا تھا۔ بطورِ مثال ایک دو واقعات عرض کیے گئے ہیں۔ اب اظہارِ شریعت میں آپ کی جرأت کے ایک دو واقعات عرض کیے جاتے ہیں۔

ارشاد:

شہر انبالہ میں جب پہلی بار مرض طاعون پھیلا تو بحکم سرکار تمام رؤسا اور معززین شہر مدعو ہوئے اور ہم بھی اس اجلاس میں شامل تھے تو اس اجلاس میں ڈاکٹر صاحب نے صفائی کے متعلق ہدایات دیتے ہوئے کہا کہ فینائل کا مکانات، بیت الخلاء، گزرگاہوں اور نالیوں وغیرہ میں چھڑکنا فرض عین سمجھنا چاہیے بلکہ ہر ایک شخص کے پاس فینائل کی گولیوں کا موجود رہنا نہایت ضروری اور حفظِ ماتقدم از بس ناگزیر اور مفید ہے۔۔۔ لفظ فرض عین سے آپ کی طبیعت جوش میں آ گئی اور نہ رہا گیا۔ ڈاکٹر صاحب کی تقریر کے بعد آپ کھڑے ہو کر یوں گویا ہوئے کہ ڈاکٹر صاحب تو اپنے فرض منصبی سے فارغ ہوئے۔ اب یہ خاکسار بحیثیت مفتیٔ اسلام انبالہ شریف بخدمت احباب اسلامیہ کچھ عرض کرتا ہے۔

مسئلہ استعمالِ فینائل:

فینائل کا استعمال فرض عین ہے تو کس طرح؟ یاد رکھیے کہ فینائل سخت ترین بدبو ہے جس کی موجودگی تکمیل ارکان اسلام کے لیے مضر ہے۔ لہٰذا بحکم شرع متین کوئی مسلمان نہ تو فینائل اپنے پاس رکھے اور نہ گھروں میں چھڑکے اور بجائے اس کے اشیائے طیب الرّائحہ اور عمدہ وعطریات وغیرہ کا استعمال بمطابق شرع شریف جائز اور زیادہ تر مفید ثابت ہو گا باقی عام صفائی کے متعلق ڈاکٹر صاحب کی تقریر سے ہمیں اتفاق ہے۔ آپ کے اس برمحل اظہار حق سے حاضرین نہایت خوش ہوئے لیکن ڈاکٹر صاحب نہایت رنجیدہ خاطر ہو کر کہنے لگے کہ اب تو آپ مجرم ہیں نہ صرف میں بلکہ سرکار مدعی ہے کیونکہ ہم لوگ بحکم گورنمنٹ عالیہ بغرض رفاہِ عام یہ کام اور انتظام کر رہے ہیں۔ اس کے جواب میں آپ نے

Marfat.com

بکمال متانت ارشاد فرمایا کہ ''ڈاکٹر صاحب! بلحاظ دنیا تو ہم مجرم ہیں لیکن الحمدللہ کہ بلحاظ تقویٰ و عقبیٰ ہم مجرم نہیں۔ہم کارِ تبلیغ سے فارغ ہوئے۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ○

یاد رکھیے! دنیا کی نسبت دین کا چھوڑنا بدترین جرم سمجھتے ہیں۔گھبرائیے نہیں جو فرض آپ کے ذمہ تھا وہ آپ نے ادا کیا۔جو فرض بذمہ خاکسار تھا بندہ نے ادا کیا وہ ذاتِ عالی قبول کرے۔اس جواب سے ڈاکٹر صاحب اور بھی رنجیدہ خاطر ہوئے اور کہا کہ مولوی صاحب آپ تو پرواہ ہی نہیں کرتے۔لہٰذا رپورٹ بخدمت صاحبِ ضلع ارسال کرنی پڑے گی۔چنانچہ رپورٹ ارسال کر دی گئی۔جس پر آپ کی طلبی عدالت میں ہوئی۔عدالت میں سوال و جواب اس خوبی سے ہوئے کہ صاحب ممدوح حیران رہ گئے۔جن میں سے چند سوال و جواب نمونتہً ہدیہ ناظرین ہیں۔

س: (ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر جو انگریز تھا) مولوی صاحب! آپ نے جرمِ مداخلت بے جا کی جرأت کیوں کی؟

ج: صاحب! مداخلت بے جا تو نہیں کی بلکہ بجا کی ہے۔کیونکہ ڈاکٹر صاحب نے اپنا فرض منصبی ادا کیا اور ہم نے فرض عین شرعی پورا کیا۔

س: کیا آپ کا فرض خلافِ سرکار گورنمنٹ عالیہ ہے؟

ج: صاحب! خلافِ گورنمنٹ عالیہ کو میں نہیں سمجھتا۔البتہ مرضیاتِ الٰہی کی مخالفت کو گناہ عظیم سمجھتا ہوں۔

س: کیا حکمِ گورنمنٹ خلافِ حکم خدا ہے؟

ج: ہاں صاحب! اگر خلافِ حکمِ خدا نہ ہوتا تو خاکسار مجرم نہ ٹھہرتا۔یقیناً خلافِ شریعت اور خلاف حکم خدا ہے۔

Marfat.com

س: کس طرح اور کیا اختلاف ہے؟

ج: سنئیے! ہمارے ہاں بدبو کا استعمال شرعاً ممنوع ہے اور خوشبو مشروع اور فینائل بدبو ہے۔

س: کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں؟

ج: ہاں، بفضلِ خدا۔ بدلائل عقلی و نقلی۔ جس طرح سے آپ چاہتے ہیں۔ ہر طرح سے ثابت کر سکتے ہیں۔

س: کیا آپ مفتیٔ شرع ہیں؟

ج: ہاں صاحب بلا شک و شبہ۔ دیکھیے یہ تمغہ جات موجود ہیں۔

صاحب بہادر تمغہ جات دیکھتے ہی اپنی کرسی سے اٹھے اور برابر بیٹھنے کیلئے کرسی پیش کی اور معافی مانگ کر بکمال ادب تشریف لے جانے کی اجازت دی۔

Marfat.com

غیرتِ اسلامی؟

ارشاد:

فرمایا کہ ایک دن ہم مدرسہ توکلی میں بیٹھے درس وتدریس میں مشغول تھے عیسائیوں کا ایک گروہ مدرسہ کے پاس سے گزرا۔ ایک طالب علم نے کہا کہ حضور یہ دولڑکیاں جو انکے ہمراہ جارہی ہیں خاندانِ سادات سے ہیں۔ اس وباء میں ان کے والدین مرض طاعون کا شکار ہو چکے ہیں۔ اب یہ پادری لوگ انہیں عیسائی بنانے کے لیے گرجا لے جارہے ہیں۔ یہ بات سنتے ہی ہم سے برداشت نہ ہوسکا اور فوراً حکم دیا کہ ان سے لڑکیاں چھین لو۔ چنانچہ خود بمعہ طلبا اٹھے اور دو سیّدلڑکیاں اُن سے چھین لائے۔ بنابریں ان پادریوں نے ایک رپورٹ بخدمت ڈپٹی کمشنر دائر کردی اور صاحب بہادر جان گئے کہ یہ کام سوائے مفتی صاحب کے اور کسی کی ہمت کا نہیں۔ پادری کو ڈانٹا کہ ضرور تمہاری طرف سے زیادتی ہوئی ہوگی۔ ورنہ اس پیر پادری کو ہم جانتے ہیں کہ وہ بے جا اور نامناسب دخل دینے والے نہیں۔ ہم انہیں کچہری میں بلا کر بلاوجہ تکلیف نہیں دے سکتے البتہ خود ان کی خدمت میں حاضر ہو کر اصل واقعہ معلوم کرتے ہیں کہ کیا ہے؟

لڑکیاں تو حضور شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیج دیں۔ ادھر ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر بمعہ میم صاحبہ اپنی گاڑی پر سوار ہو کر آئے۔ بپاس ادب کچھ فاصلہ پر گاڑی سے اتر کر پیادہ پا آئے اور نہایت تپاک اور کشادہ پیشانی سے ملے اور کہا مفتی صاحب اب آپ کی ایک اور شکایت ہمارے پاس پہنچی ہے۔ کیا اس میں آپ کی طرف سے زیادتی ہے؟

جواباً ارشاد فرمایا: صاحب بہادر، اب آپ کے پادری صاحبان بھی دیگر مذاہب میں بے باکانہ

Marfat.com

اور بے جا مداخلت کرنے لگے ہیں۔ دو لڑکیاں قوم سادات کی کہ جن کی غلامی اہل اسلام کے لیے باعث سعادت ابدی ہے۔ ان کے والدین انہی ایام میں بمرض طاعون انتقال کر چکے ہیں۔ آپ کے پادری انہیں اغوا کر کے لے جا رہے تھے۔ ہماری غیرت اسلامی سے یہ گوارا نہ ہو سکا کہ یہ ایسی بے جا حرکت کریں اور ہم خاموش رہیں۔ ایسے امور میں ہمیں جان تک کا بھی دریغ نہیں۔ اس لیے لڑکیاں ان سے چھین کر اپنی حفاظت میں لے لیں کیونکہ ان لڑکیوں کو کیا خبر تھی کہ ہمارا دین بگاڑا جا رہا ہے۔ ان لوگوں نے طرح طرح کے لالچ دے کر ان لڑکیوں کو داخلِ صلیب کرنا چاہا اور ہم نے بچا لیا۔ صاحب! اصل معاملہ تو یہ ہے آگے آپ صاحبِ اختیار حاکم ہیں۔ ہاں البتہ اگر ہم آپ کے مذہب یا کسی اور مذہب میں فریب سے کام لیں تو پھر ہم مذہباً اور قانوناً مجرم ہیں۔ آپ فرمایئے صاحب بہادر! غلطی پر ہم ہیں یا کہ پادری صاحبان؟

صاحب بہادر تو پہلے بھی آپ کی گفتگو سن چکے تھے مگر میم صاحبہ متعجب ہوئیں اور اس جرأت سے خوش ہو کر ہاتھ ملانے آگے بڑھیں۔ لیکن آپ فرماتے ہیں کہ ہم نے ہاتھ آگے نہ بڑھایا اور کہا کہ میم صاحبہ مذہب اسلام میں ہاتھ ملانا تو درکنار نظر بھر کر دیکھنا بھی ناروا ہے۔ آپ سمجھ ہی لیجئے کہ یہ مسکین آپ کی اس عنایت سے ممتاز اور سرفراز ہو ہی چکا۔ میم صاحبہ وہیں کی وہیں رہیں اور حیران ہو کر صاحب بہادر سے انگریزی زبان میں آپ کے تقویٰ اور پابندیٔ شریعت حقہ کی تعریف کرتی رہیں۔ پھر صاحب بہادر نے پوچھا کہ ان لڑکیوں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا ان کا نکاح دو ہشیار متشرع اور برسرِ روزگار سیّد لڑکوں سے کر دیا جائے گا۔ چنانچہ میم صاحبہ نے ایک سو روپے کا چیک نذر کرتے ہوئے کہا لیجئے مفتی صاحب! اس کارِ خیر میں ہمارا تھوڑا سا حصہ شامل کیجئے۔ چنانچہ چند دنوں کے اندر ہی ان لڑکیوں کی شادی کا خاطر خواہ انتظام کر دیا گیا اور حضور شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کو بروقت نکاح خوانی، اس معرکہ کی خبر ہوئی تو حضور اس جہاد پر نہایت خوش اور شاداں ہوئے اور

Marfat.com

دعائے سعادت مندی دیتے ہوئے بعد نکاح اپنے حجرہ شریف میں چلے گئے اور کافی مدت تک حضور اس کا تذکرہ کرتے رہے۔

شوقِ خدمت:

علاوہ علمی خدمات اور دیگر اور ادو وظائف کے بدنی خدمت کا بے انتہا شوق رکھتے تھے۔لنگر شریف کے لیے اپنے ہاتھوں سے لکڑیاں اور پانی سر پر لایا کرتے تھے۔خالی اوقات میں مہمانوں کو روٹی کھلانے کی خدمت بھی آپ کے سپرد تھی۔غرضیکہ دربار عالی کی کسی خدمت سے گریز نہ فرمایا کرتے۔

محبوب ومحبّ:

جہاں اللہ تعالیٰ نے قطبُ العالم خواجہ توکل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حُسنِ صورت اور حُسنِ سیرت کے بے مثال جوہر سے نوازا تھا۔ وہاں قبلہ عالم اعلیٰ حضرت سیدوی رحمۃ اللہ علیہ بھی فطرتی صلاحیتوں اور جوہر استعداد سے مالا مال تھے۔ چنانچہ آپ کے اخلاقِ حسنہ اور اعلیٰ استعداد اور استقامت علی الطریقت کی بنا پر حضور کو خاص انس تھا اور پیر و مرید کے ربط سے گزر کر محبوب ومحب بن چکے تھے اور خصوصاً مسائل میں آپ پر کامل اعتماد تھا۔ بڑے بڑے جید علماء آپ کی مجلس مبارک میں بغرض استفادہ وتحقیق مسائل حاضر ہوا کرتے۔ جب کسی مسئلہ کی تحقیق مقصود ہوتی تو تمام علماء کے مقابلے میں آپ کی رائے کو ترجیح دیتے اور آپ کے فتویٰ پر اطمینان کا اظہار فرماتے۔ جب تک آپ سے نہ سن لیتے مطمئن نہ ہوتے اور اس خاص لگاؤ کا اظہار اس وقت ظاہر ہوتا جب مسئلہ پوچھنے کے لیے بلانا ہوتا۔ اس وقت عجیب پیارے انداز سے فرمایا کرتے۔ ''بلاؤ ہمارے مولوی صاحب کو!'' قربان جایئے اس انداز پر، کیا ہی گہری اور پیاری نسبت ہے، اس انداز پر مر مٹنے کو طبیعت چاہتی ہے۔

بطورِ مثال ایک واقعہ:

ایک دفعہ خود ڈپٹی کمشنر انبالہ جو انگریز تھا آپ کے کمالاتِ ولایت کا شہرہ سن کر مع چند اہلکاروں

Marfat.com

اور مسلمان عملے کے بغرضِ زیارت حاضر دربار ہوئے مگر جب تک آپ نے حضور سیدوی سے مسئلہ ملاقات دریافت نہ فرمالیا حجرہ شریف میں آنے کی اجازت نہ دی۔ فرمایا ''بلاؤ ہمارے مولوی صاحب کو'' چنانچہ آپ حاضر ہوئے۔ آپ نے مسئلہ ملاقات مومن وکافر دریافت فرمایا۔ آیا ہمارے لیے جائز ہے؟ آپ نے عرضِ خدمت کی کہ سیّدالمرسلین ﷺ خود کفار یہود و نصاریٰ کی مجالس میں تشریف لے جاتے اور تبلیغ دین فرماتے پس آپ بھی جب تک غیروں سے مجتنب رہیں گے دین حق کی تبلیغ کس طرح فرماسکیں گے جب آپ نے یہ مؤثر تقریر کی تو حضور شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کمال خوش ہوئے اور ملنے کی اجازت فرمائی۔ صاحب بہادر نے حصولِ اولاد کے لیے دعا کی درخواست پیش کی تو حضور انبالوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم کافر ہو اور ترقیٔ کفار کے لیے دعا کرنا ہمارا کام نہیں یا وعدہ کرو اگر اللہ تعالیٰ نے لڑکا دیا تو اسے داخلِ اسلام کریں گے۔ ایسا نہ کرو گے تو سنِ بلوغت کے بعد داغِ مفارقت اٹھانا ہوگا جس پر اس نے مسکراتے ہوئے اقرار کیا۔ اس واقعہ سے حضرت سیدوی رحمۃ اللہ علیہ پر کامل وثوق اور حضور انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کی حد درجہ احتیاط اور تقویٰ اور تبلیغ اسلام کے ساتھ گہرا لگاؤ ثابت ہو رہا ہے۔

نقل ہے ایک دفعہ کوئی شخص کسی عمدہ کپڑے کی صدری حضور شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں نذر لایا۔ حضور نے سائیں عبدالکریم عرف مغلی شاہ مرحوم کو عطا فرمادی۔ انہوں نے اس کو پہنا تو مولوی صاحبان نے ان کو تنگ کیا کہ ریشمی ہے اس سے نماز نہیں ہوتی اس لیے اس کا پہننا منع ہے۔ چنانچہ انہوں نے یہ حال حضور سے عرض کیا۔ حضور نے فرمایا ''ہمارے مولوی صاحب'' سے دریافت کرو۔ وہ میرے پاس لائے اور کہا اس کا پہننا جائز ہے یا نہیں۔ میں نے اس کو رکھ لیا اور اس کے ایک دو دھاگے نکال کر آگ میں جلائے تو اس سے دھواں نکلا وہ صدری ٹسر کی تھی۔ میں نے سائیں عبدالکریم کو واپس دے دی کہ لو پہن لو جائز ہے۔ انہوں نے پہن لی، حضور نے مغلی شاہ مرحوم سے پوچھا ہمارے مولوی صاحب نے کیا کہا؟ انہوں نے عرض کیا حضور! مولوی صاحب نے تو اس کا پہننا جائز بتایا ہے۔

Marfat.com

فرمایا خیر۔ دوسرے مولوی صاحب نے حضور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پھر اس کی بابت عرض کیا کہ اس کا پہننا ناجائز ہے۔ حضور نے فرمایا اس کے ریشم ہونے کی کیا دلیل تمہارے پاس ہے؟ انہوں نے عرض کیا حضور یہ صاف دکھائی دے رہی ہے۔ حضور نے بلا کر مجھ سے پوچھا اس کا پہننا جائز ہے یا نہیں؟ میں نے عرض کیا جائز ہے۔ فرمایا کیا دلیل ہے۔ میں نے عرض کیا اس کو جلا کر جو دیکھا تو اس میں سے دھواں نکلا اور ریشم میں دھواں نہیں ہوتا۔ پھر جو سب نے تحقیق کیا تو وہ ٹسر ہی نکلی۔ حضور بہت خوش ہوئے اور ان مولویوں کو تنبیہ فرمائی کہ مسائل میں بلا تحقیق اور صحیح معلومات کی مخالفت نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ حلال و حرام وہم و خیال سے نہیں بلکہ قانونِ الٰہی کے تحت ہیں۔

عصیاں سے کبھی ہم نے کنارا نہ کیا
پر تو نے دل آزردہ ہمارا نہ کیا
ہم نے تو جہنم کی بہت کی تدبیر
لیکن تیری رحمت نے گوارا نہ کیا

Marfat.com

مجاہدہ

ہے تابود راہِ پُر نیشتر
در و سُود بازار گاں بیشتر

ترجمہ: ''اگرچہ یہ راستہ بہت پر خطر ہے لیکن اس میں بازار والوں سے زیادہ منافع ہیں۔''

وہ تزکیہ جس سے تمام اعمال میں حسن و پاکیزگی پیدا ہو کر قبولیت کا درجہ حاصل ہوتا ہے اس کے لیے مجاہدہ شرط ہے۔ جب یہ اصول مسلّم ہے کہ ہر کام میں کامیابی جدوجہد پر موقوف ہے تو پھر طریقت میں مجاہدہ سے انکار کی ضرورت نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا فِیْ دِیْنِنَا اَوْ مَحَبَّتِنَا

ترجمہ: ''جو لوگ ہمارے دین کے حاصل کرنے یا دین کے پھیلانے یا ہماری ذات بابرکات سے محبت، کے لیے مشقت اور تکلیف اٹھاتے ہیں۔''

لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط (سورۃ العنکبوت آیت:۶۹)

ترجمہ: ''ہم ضرور دکھا دیں گے انہیں اپنے راستے۔''

وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ○ (سورۃ العنکبوت آیت:۶۹)

ترجمہ: ''اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ (ہر وقت) محسنین کے ساتھ ہے۔''

یہاں تک کہ وہ اس کی معیّت کے حامل ہو جائیں گے جس کی استقامت دین کے لیے ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی معیّت محسنین کے ساتھ لازمی امر ہے:

وَجَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ط (سورۃ الحج آیت:۷۸)

ترجمہ: ''اور (سر توڑ) کوشش کرو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جس طرح کوشش کرنے کا حق ہے۔''

Marfat.com

آیاتِ بالا کا مفہوم وہی ہے جو اہل مجاہدہ لیتے ہیں۔ یاد رکھیئے! سیاق و سباق سے جہاد بمعنی قتال صحیح نہیں بیٹھتا۔ ہاں عام کر لیا جائے جس کے اندر وہ جہاد بھی شامل کر لیا جائے تو حرج نہیں۔ بہر حال دین کے لیے یا قرب ذات کے لیے ریاضت و مشقت اٹھانا ضروری ہے۔ اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

حدیث پاک:

إِنَّا رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْأَصْغَرِ إِلَى الْجِهَادِ الْأَكْبَرِ ط ①

ہم واپس لوٹے جہادِ اصغر سے جہاد اکبر کی طرف، سے بھی اس امر کی تصدیق ہو رہی ہے۔ مجاہدہ کو جہاد اکبر کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ قتال کچھ نہیں۔ یہ کیسے کہا جا سکتا ہے جب قرآن پاک اور احادیث اس کی اہمیت پر گواہ ہیں۔ سیّد المرسلین ﷺ کا مقصد اس وقت یہ تھا کہ مسلمان کسی وقت بھی جہاد سے فارغ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جنگ ہوتی ہے کچھ دنوں اور مخصوص وقت میں! لیکن یہ مجاہدہ ہے عمر بھر اور ہر وقت! اس صورت سے اس جہاد کے مقابلہ میں اسے اکبر فرمایا گیا کیونکہ یہ جہاد ہر وقت ہے۔ نیز جہاد بالنفس بنیاد ہے تمام دین کی عمارت کی۔ اگر اسے نظر انداز کر دیا جائے تو دین کی تمام عمارت اکھڑ جاتی ہے بخلاف جہاد بمعنی قتال کے۔ اوّل تو یہ سب پر فرض نہیں اور اگر یہ کسی وقت امتِ مسلمہ سے نکل بھی جائے تب بھی تمام دین نہیں گرتا بلکہ دین کا ایک ستون گرے گا جو اسلام کو اپنی صحیح صورت میں نہ رہنے

① احیاء العلوم الفائدۃ السابعۃ التجارب قبل کتاب آداب السفر، مطبعۃ المشہد الحسینی القاہرۃ، ۲/ ۲۴۴۔

اتحاف السادۃ المتقین الفائدۃ السابعۃ التجارب، دار الفکر بیروت، ۶/ ۳۷۹۔

اتحاف السادۃ المتقین، کتاب عجائب القلب بیان امثلۃ القلب مع جنودہ الباطنۃ، ۷/ ۲۱۸۔

احیاء العلوم کتاب شرح عجائب القلب، بیان امثلۃ القلب، مطبعۃ المشہد الحسینی، ۳/ ۷۔

کشف الخفا، رقم الحدیث ۱۳۶۰ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱/ ۳۷۵۔

الاسرار المرفوعۃ، رقم الحدیث ۴۸۰، ۴۸۱، دار الکتب العلمیہ بیروت، صفحہ ۱۲۷۔

تاریخ بغداد، رقم الترجمۃ ۷۳۴۵، واصل بن حمزۃ دار الکتاب العربی بیروت، ۱۳/ ۴۹۳۔

Marfat.com

دے گا اور اگر یہ عمر بھر کا جہاد و مجاہدہ نہ رہے تو پھر دین کے اندر رہتا ہی کیا ہے؟

مجاہدہ کی حیثیت:

جہاد اور مجاہدہ دین کے اندر دو ضروری امور ہیں ان کے بغیر دین کسی صورت میں مکمل نہیں رہ سکتا۔ جہاد بمعنی قتال دین کا پہرے دار ہے اور جہاد بمعنی مجاہدہ بالنفس یہ دین کی جڑ ہے یہ جڑ جتنی مضبوط ہوگی اتنا ہی یہ شجر طیبہ زیادہ ثمر آور ہوگا۔ اگرچہ مجھے یہ تسلیم ہے صوفیاء میں سے بعض احباب مجاہدہ میں اصل اسلامی طریقے سے چوک گئے ہیں تاہم وہ طریقہ کے بدل دینے کے ہی گنہگار ٹھہرائے جا سکتے ہیں لیکن آج علمی دنیا کے علمبردار تو مجاہدہ اور اصلاح کے سرے سے ہی منکر ہیں۔

کمالاتِ انسانی کی تکمیل:

حقیقت یہ ہے کہ ذوقِ توحیدی کی تکمیل اور انسان کو انسانی کمالات کی انتہا تک پہنچانے کے لیے جب تک انسان کو مجاہدہ کی بھٹی میں نہ ڈالا جائے گا اس کی تکمیل ناممکن ہے جس یقین اور استقامت کی اس راہ میں ضرورت ہے وہ بغیر مجاہدہ پیدا نہیں ہو سکتے۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے ایسے حضرات کے لیے جن کو امامت کبریٰ کے مرتبۂ جلیلہ پر فائز کرنا تھا۔ مجاہدہ ہی تجویز فرمایا اور مجاہدہ کی بھٹی کے اندر تربیت دے کر کمالات کی انتہا تک پہنچایا۔ قرآنی مطالعہ سے اس بات کی تصدیق ہو جائے گی۔ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مجاہدہ کی کیفیت دیکھنے کے لیے سورۃ مزمل شریف کا مطالعہ ضروری ہے۔ یہ بہت تفصیل چاہتا ہے مگر اختصار کے پیشِ نظر اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ قطبُ العالم حضور شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی قبلہ عالم اعلیٰ حضرت سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کو مجاہدہ کی بھٹی میں ڈالا تاکہ حجابات اٹھ کر مشاہدہ جمال ذات میں محو اور مستغرق ہو جائیں۔ آپ کے مجاہدہ کی جھلک تو ذکرِ خیر اور خیر الخیر اور آپ کی دیگر تصانیف کے مطالعہ سے نظر آ جاتی ہے۔ سب سے بڑا مجاہدہ تو یہ ہے کہ آپ نے اپنے شیخ کامل کی تعلیم کو اسم اعظم سمجھ کر

Marfat.com

حرزِ جان بنالیا اور یہ حقیقت ہے اور میں یہ بیان کرنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتا کہ شیخ کامل کا فرمان وارشاد اور محبت ہی اسم اعظم ہے۔

محبت پیر کی بس کیمیا ہے
محبت پیر کی حُبِ خدا ہے

مجاہدہ کی ایک کٹھن منزل:

مربی کامل شیخ کی حضوری میں رہنا یہ کوئی آسان اور معمولی بات نہیں۔ قبلہ عالم اعلیٰ حضرت سیدوی قدس سرہ' کو اپنے شیخ سے ایسا ربط پیدا ہو چکا تھا جس کی انتہا عشق اور والہیت تک جا پہنچتی ہے۔ آتشِ عشق قلب سے گزر کر روح میں سرایت کر چکی تھی اور اس وارفتگی نے آپ کے دل سے سب کچھ محو کر دیا تھا۔ نہ گھر کی یاد رہی، نہ وطن کی محبت ستاتی۔ نہ ایک منٹ الگ ہونے کو طبیعت چاہتی۔ غرضیکہ ارادت کی قلم نے ہر چیز کی محبت پر نفی کا خط پھیر دیا اور شیخ کی ذات میں گم ہو گئے اور یہ طریقت کا بہت بڑا مقام ہے۔ جہاں سے توحید کی راہیں پھوٹتی ہیں۔ اور یہ آواز اندر سے نکلتی ہے۔

ایہہ صورت راہ دسے بے صورت دا
تو بہ راہ کہ عین حقیقت دا
پر کم نہیں بے سوجھت دا
کوئی ورلیاں موتی لے تریاں

اس کامل ربط نے آپ کو اپنے پیر دستگیر قطبُ العالم حضرت انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کی مزاج شناسی، ادا شناسی اور رمز شناسی کا وہ ملکہ عطا فرمایا تھا کہ گیارہ سال کی شب و روز کی حضوری میں کوئی حرکت حضور کے خلافِ مزاج سرزد نہیں ہوئی۔ غرضیکہ آپ شیخ کے پاس رہے ہی نہیں بلکہ شیخ کی حقیقت کے اندر جذب ہو گئے۔ رہنا کچھ اور ہے، جذب ہونا کچھ اور۔ اور یہ بہت دشوار گزار راستہ ہے مگر آپ نے اسے طے

Marfat.com

کیا۔ میرے نزدیک اس سے بڑھ کر اور کوئی مجاہدہ نہیں۔ گیارہ سال کی حضوری اور تعلیم و تربیت اور مجاہدات کے بعد پیر دستگیر قبلۂ عالم متوکّل علے اللہ خواجہ توکّل شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خلافت سے سرفراز فرمایا اور بطورِ خرقہ خلافت اپنی دستار مبارک اور اپنا کرتہ عطا فرمایا جواب تک بطورِ تبرّک ہمارے پاس موجود ہے لیکن بعد خلافت تربیت کی ایک نہایت کٹھن منزل کی کٹھالی میں آپ کو ڈالا جس کا واقعہ یوں ہے۔

نقل:

از حضرت مولانا حکیم احمد اسلام صاحب شاہ آبادی جو قبلہ عالم اعلیٰ حضرت سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کے نہایت مخلص خلیفہ تھے اور مؤلّف کے شفیق استاد۔ واضح رہے! مقامات طریقت میں سے سب سے اونچا مقام ہے تفویض و تسلیم یعنی تمام معاملاتِ ظاہری اور باطنی کی تدبیر سے قطعاً دست بردار ہو کر اپنے آپ کو مالک حقیقی کے حوالے کر دینا اور خود بے فکر ہو کر بیٹھ رہنا۔ اس مقام پر اسباب سے نگاہ اٹھ جاتی ہے اور صرف مسبّب پر لگ جاتی ہے۔ اسباب کا عدم و وجود نگاہِ سالک میں یکساں ہو جاتا ہے۔ مدح و ذم، ایلام و انعام دونوں اس کی نگاہ میں محبوب ہو جاتے ہیں کیونکہ دونوں کو ایک ذات سے دیکھتا ہے۔ بقول حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ

موحد چہ دریائے ریزی زرش
چہ تلوار ہندی نہی برسرش
بسو دائے جاناں زجاں مشتغل
بذکرِ حبیب از جہاں مشتغل

ترجمہ: ''اے توحید پرست! کیا تو نے سونے کو پانی کی طرح بہا رکھا ہے اور ھندی تلوار اس کے سر پہ رکھی ہوئی ہے، محبوب کے عشق میں جان کی بھی پرواہ نہیں، محبوب کے ذکر کی وجہ سے جہاں سے بھی گذر گیا ہے۔''

Marfat.com

یہی وہ مقام ہے جہاں سالک کو اطمینانِ قلب نصیب ہوتا ہے۔ قبلہ عالم پیر دستگیر حضور انبالوی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک بار کسی نے سوال کیا کہ توکّل میں آپ کا کیا مقام ہے؟ فرمایا جیسے بیٹا باپ کی گود میں بیٹھ کر ہر چیز سے بے فکر ہو جاتا ہے۔ اگر تمام جہان ہمارا مہمان ہو جائے تب بھی قلب پر اتنی پراگندگی نہ آئے گی جتنی ماش پر سفیدی۔ حضور انبالوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے محبوب کو بھی اسی مقام پر پہنچانا چاہتے تھے تاکہ یادِ الٰہی میں کوئی فکر حجاب نہ بن جائے حضور شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اور مولوی عبدالرحیم صاحب۔۔۔ مسکین کو ارشاد فرمایا کہ ہم تم دونوں کو سرہند شریف حضور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک پر بھیجنا چاہتے ہیں اور وہاں چالیس روز خلوت میں قیام کرنا ہے اور یادِ الٰہی میں مشغول رہنا۔ ایک ایک چھٹانک کچے چنے دے کر فرمایا صرف اسی پر اکتفا کرنا اور کہیں سے کوئی چیز لے کر نہیں کھانی اور نہ کسی سے امید رکھنا، ہاں اگر غیب سے کوئی چیز آئے تو وہ کھا لینا، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگی۔

سرہند شریف کو روانگی:

حضور نے اجازت فرمائی اور دونوں حضرات سرہند شریف پہنچے اور حسبِ ارشاد ذکرِ الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ مولوی عبدالرحیم صاحب نے چنے صرف تین دن میں ختم کر دیئے، چھٹانک چنے ہوتے ہی کیا ہیں؟ ایک دو وقت تو فاقہ برداشت کیا آخر بھوک سے مجبور ہوئے، رات کو چھپ کر شہر کی طرف نکل گئے تاکہ کھانے پینے کی کوئی چیز مل جائے تو فاقہ کو دور کر سکیں۔ جب باہر نکلے رات کا کافی حصّہ گزر چکا تھا، کتوں نے بھونکنا شروع کر دیا، لوگوں نے سمجھا کوئی چور ہے، شور مچ گیا کہ پکڑو چور ہے، آپ بھاگ کر خانقاہ میں آ گئے۔ صبح ہوتے ہی اہل شہر خانقاہ میں پہنچے۔ حضرت سجادہ سے کہا کہ رات کو ایک چور خانقاہ میں آ گھسا ہے، قدوقامت سے خانقاہ کا درویش معلوم ہوتا ہے، حضرت سجادہ نے سب کو بلایا، لوگوں میں سے کسی نے کہا غالباً یہ صاحب معلوم ہوتے ہیں۔ حضرت سجادہ نے فرمایا بھائی یہ تو درویش ہیں جو

Marfat.com

انبالہ سے آئے ہوئے ہیں اور یادالٰہی میں مشغول ہیں۔لوگوں کے چلے جانے پر آپ نے مولوی صاحب کو بلا کر پوچھا کہ حضرت کیا واقعہ تھا؟ مولوی صاحب نے صحیح صحیح عرض کر دیا۔آپ نے فرمایا تو شہر میں جانے کی کیا ضرورت تھی؟ آپ لنگر سے کھانا کھالیتے۔اچھا آئندہ جب تک یہاں ٹھہریں کھانا لنگر سے دووقت مل جایا کرے گا چنانچہ مولوی صاحب مطمئن ہو گئے اور چالیس دن یوں پورے کیے۔

اب حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا حال سنیئے۔جب چنے ختم ہو گئے اور بھوک نے ستایا تو باہر نکلنے کو تھے کہ حضور شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت یاد آ گئی کہ اگر غیب سے کوئی چیز آ گئی تو کھالینا یہ تو آپ بھی جانتے تھے کہ ایک چھٹانک چنے چالیس روز تک کام نہیں دے سکتے۔وصیت یاد آتے ہی مطمئن ہو گئے، ڈھارس بندھ گئی اور یادالٰہی میں مشغول ہو گئے۔سات وقت فاقوں میں گزر گئے،اب جسمانی طاقت جواب دینے لگی، کھڑے ہوتے تو پاؤں لڑکھڑاتے اپنے آپ کو اپنی دستار سے ستون کے ساتھ باندھ لیا تاکہ تعمیل حکم جاری رہے۔

میں رہوں یا نہ رہوں ، تیرا سنگِ در رہے

جب فاقہ سے غشی آنی شروع ہوئی اور ضعف بڑھ گیا۔اچانک آپ کے دماغ میں گرم گرم پلاؤ کی بھینی بھینی خوشبو پہنچی۔آنکھ کھلی تو کیا دیکھتے ہیں کہ غیب سے چاندی کا ایک طاش پلاؤ سے بھرا سامنے رکھا ہے۔شیخ کے ارشادِ پاک کی تصدیق ہو گئی۔کئی روز کا فاقہ تھا۔جلدی سے بندھن کھول کر کھانا تناول فرمایا اور باقی دن غیب سے ہی سامان خورد ونوش آجاتا اور آپ تناول فرمالیتے۔چالیس دن بعد دونوں حضرات انبالہ شریف حاضر ہوئے۔آپ نے دیکھتے ہی حضرت سیدوی کی پیٹھ پر تھپکی دی اور فرمایا شاباش! اللہ تعالیٰ نے آپ کی تربیت اپنے ذمے لے لی ہے۔مبارک ہو اور آج لنگر سے کھانا نہ ملے گا مربی حقیقی خود انتظام کرے گا۔یہ گویا اس تربیت کا ایک تتمہ تھا۔اعلیٰ حضرت سیدوی انبالہ شریف کی ایک مسجد میں چلے گئے، تمام دن فاقہ سے گزرا، بعد نماز مغرب مسجد سے نکلے تو ایک شخص حاضر ہوا عرض کیا کہ

Marfat.com

حضرت صبح سے آپ کی تلاش میں ہوں اب پتہ چلا ہے کہ آپ مسجد میں ہیں۔ گھر چلئے! کھانا تیار ہے۔ آپ اس کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ کھانا کھایا اور سب اہل خانہ بیعت ہوئے اور تیس روپے نذرانہ پیش کیا۔ ابھی دروازہ سے باہر ہی نکلے تھے کہ ایک اور شخص ملا، اس نے بھی اسی طرح درخواست کی اور اس کے ہمراہ تشریف لے گئے اور سب گھر والے بیعت ہوئے اور پندرہ روپے نذرانہ پیش کیا۔ سیدھے خدمت عالی میں حاضر ہوئے، آپ دیکھتے ہی مسکرا اٹھے اور فرمایا: ہمارے مولوی صاحب آ گئے۔ اس مسکراہٹ میں کتنی حقیقتیں پنہاں تھیں؟ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ پھر وہ سب رقم لنگر شریف میں پیش کر دی یہ اس معاملہ کا ظہور تھا جس کے لیے سرہند شریف بھیجے گئے تھے۔ اور پھر توکل میں وہی معاملہ ہو گیا جو پیر دستگیر قبلہ عالم حضور انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کا تھا۔ مقاماتِ عالیہ کے حصولِ وصول کے بعد بھی پیر دستگیر قبلہ عالم کی حضوری کو نہیں چھوڑا اور مجاہدہ وریاضت میں مشغول رہے۔

نقل:

(از حافظ فضل احمد صاحب مرحوم ساکن رسول نگر) حضرت قبلہ شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق حضور سیدوی بہت عرصہ دریا میں کھڑے ہو کر ذکرِ الٰہی میں مشغول رہے، بدن کا حصہ پانی میں رہا اس کا گوشت مچھلیوں نے کھا لیا اور اس کے نشان اس حصہ بدن پر خصوصاً پنڈلیوں پر موجود تھے۔ لیکن ذکرِ الٰہی کی ایسی محویت تھی کہ ان چیزوں کا خیال تک نہ تھا بعض دفعہ ایسا ہوتا کہ پانی کے کسی مقام پر ذکر میں مشغول ہو گئے تو وارداتِ ذکر کی تپش سے پانی گرم ہو جاتا، پانی نکلوا دیتے اور ٹھنڈا پانی اور بھروا دیتے، پھر وہی حال ہوتا۔ غرضیکہ شیخ کی صحبت اور شدید مجاہدات اور ریاضاتِ شاقہ سے وہ وقت آیا کہ حقیقی توحید وعرفاں کا چشمہ اندر سے ابل پڑا۔ علم استدلالی انکشافی رنگ میں سامنے آ گیا اور تمام رازہائے سربستہ منکشف ہونے لگے۔ علوم توحیدی نے دل کو گھیر لیا۔ جیسا کہ حضرت نے اپنی تصنیف تنویر الابصار کے ابتدا میں بیان فرمایا ہے۔

Marfat.com

نسبتِ چشتیہ کی تکمیل:

تنویر الابصار کے صفحہ اوّل کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے پیر دستگیر، روشن ضمیر، حضور شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد مختلف مشائخ سے استفادہ فرمایا جن میں سے صرف خواجہ مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسند آرا گولڑہ شریف کی ملاقات کا پتہ چل سکا ہے جو درج ذیل ہے:

اس سفر میں حافظ فضل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن رسول نگر آپ کے ہمراہ تھے۔ اس وقت گولڑہ شریف کا مسندِ ارشاد شباب پر تھا اور مقبولیتِ عامہ وخاصہ حاصل تھی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ جب گولڑہ شریف پہنچے تو ایک خادم دروازہ سے چند قدم آگے کھڑا تھا۔ اس سے کہا! ہم نے حضرت سے ملنا ہے۔ اس نے پوچھا! آپ کہاں سے آئے ہیں؟ ہم نے کہا! سیدا شریف ضلع گجرات سے۔ خادم نے کہا میں آپ ہی کے لیے کھڑا ہوں، مجھے حضرت کا حکم ہے کہ ایسا جوان جب بھی آئے فوراً بلا روک ٹوک میرے پاس لے آؤ چنانچہ حضور نہایت عزت واحترام اور بہت ہی تپاک سے ملے، معانقہ فرمایا اور بٹھایا۔ چند روز کے قیام میں ہر قسم کے موضوع پر گفتگو ہوئی۔ ایک روز حضرت قبلہ پیر صاحب نے فرمایا کہ حضرت میرے پاس عرب وعجم، شام ومصر کے علماء آتے رہتے ہیں۔ توحید وجودی کا ایک مسئلہ سب کے سامنے پیش کیا مگر پوری تسلی آج تک کوئی نہ کر سکا (یاد رہے کہ حضرت قبلہ گولڑوی فقر میں توحیدی مسلک رکھتے تھے) مجھے امید ہے کہ آپ ضرور تسلی کریں گے۔ حضور سیدوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حضور گرامی قدر کا تبحر علمی مسلّم ہے، آپ کے سامنے کسی مسئلہ پر عرض کرنا کوئی آسان کام نہیں بلکہ دلیری اور گستاخی ہے اور پھر جس مسئلہ پر عرب وعجم کے علماء عاجز رہے وہاں یہ پنجابی کیا بیان کرے گا۔ آخر آپ کے اصرار پر تعمیل حکم کرتے ہوئے کم وبیش ایک گھنٹہ اس مسئلہ پر تبصرہ فرمایا۔ حضور قبلہ پیر صاحب ایسے محو ومدہوش اور ہمہ تن گوش ہو کر سنتے رہے اور حق ہو کے نعرۂ تحسین سے داد دیتے رہے اور بے ساختہ بول اٹھے ماشاء اللہ سبحان اللہ اور اپنی زبان میں یہ فقرہ ادا فرمایا:

Marfat.com

''شاہ صاحب ماںھاں دی ایہہ گنجھل اج تک سوا تساڈے کسے نئیں کھولی۔''

پھر ایک صبح کو فرمایا:

''ماںھاں نے اج تساڈا پیر ویکھیا وے۔ ماںھاں نے عرب وعجم دی سیر کیتی اے پر ایسا کامل شیخ نئیں ویکھیا۔''

سُبْحَانَ اللہِ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ۔

پھر آپ نے اس خوشی اور محبت میں خانوادۂ چشت اہلِ بہشت کا خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ میرے قبلہ عالم حضور سیدوی رحمۃ اللہ علیہ نے عذر کیا کہ غریب نواز! پہلا ہی بار کافی ہے مگر آپ نے اجازت فرما ہی دی۔ دلائل الخیرات، مسبعات عشر کی اجازت فرمائی اور ایک تعویذ کی اجازت فرمائی غالباً یہ قبلۂ عالم گولڑوی کا معمول تھا۔ حضرت قبلہ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے رخصت کرتے وقت چند قدم ہمراہ تشریف لا کر نہایت پیار سے الوداع کیا اور وعدہ لیا کہ ایک بار پھر یہاں آیئے مگر پھر آپ نہ جا سکے۔ تعویذ یہ ہے:

یا ۲۰ وَدُوْدُ

۷	۲	۹
۸	۶	۴
۳	۱۰	۵

Marfat.com

جدائی کا صدمہ

گوری سووے سیج پر مکھ پو ڈالے کیس
چل خسرو گھر اپنے اندھیر بھیو چو دیس

دل کا سودا ہونے کے بعد گیارہ سال کا عرصہ دراز گزرنے پر آخر وہ وقت آ گیا جب قطب الاقطاب، شہنشاہِ ولایت، سلطانِ اقلیم سلوک وطریقت' حبیب الرحمن خواجہ توکل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے مخلص خدام، روحانی فرزندوں کو داغِ مفارقت دے کر واصل باللہ ہوئے اور انہیں غم والم میں تڑپتا چھوڑ گئے۔ بلبلانِ چمنستانِ طریقت کے لیے خزاں کا سماں بندھ گیا۔ جس کی دید عشاق کے لیے ہر درد کا درماں تھی، جس کا پاک چہرہ قبلہ گاہ عاشقاں تھا اب وہ سامنے نہ رہا۔ شیخ کی حضوری کے مزے نہ رہے۔

روئے گل سیر ندیدیم کہ بہار آخر شد

ترجمہ: ''ہم پھول کا چہرہ پوری طرح نہ دیکھ سکے کہ موسم بہار ختم ہو گیا۔''

دل بیقرار ہو گیا، بے تابیاں حد سے بڑھ گئیں، ایک وحشت تھی جو چین نہ لینے دیتی تھی۔ آخر بے قرار دل نے بغداد شریف پہنچنے کا فیصلہ کیا تاکہ حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کے فیوضات سے اس وحشت کا علاج کریں۔ چنانچہ پیر دستگیر حضور شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کی قبرِ انور کو بوسہ دیا، آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی، داڑھی مبارک تر ہو گئی، ہچکیاں بندھ گئیں، قبر پاک کو کلاوہ میں لے کر دل کو تسلیاں دیتے، جدائی کی بھی تاب نہ تھی لیکن ٹھہرنا بھی محال تھا۔ فراق ووصال کی عجیب گھڑیاں تھیں کہ سفرِ بغداد پر روانہ ہوئے۔

سفرِ بغداد:

دل پر غم کے بادل چھائے ہوئے تھے، کسی چیز کا ہوش نہ تھا، نہایت بے سروسامانی کی حالت

Marfat.com

میں بمبئی پہنچے۔ رات کو ایک مسجد میں ٹھہرے، کوئی چور آیا اور مسجد کا سامان چرا کر رفو چکر ہو گیا، آپ کو نووارد دیکھ کر چور سمجھ لیا گیا اور حوالہ پولیس کر دیا۔ اُف کیسا مصیبت کا وقت تھا کہ بے یار و مددگار بحالت غریب الوطنی گرفتارِ بلا ہوئے مگر زبان پر مُہر خاموشی لگی تھی اور دل یادالٰہی میں مشغول تھا۔ کسی وقت مسکرا اٹھتے۔ سپاہیوں کی نگرانی میں ہتھکڑی لگے ہوئے ایک وسیع چوک میں پہنچے۔ دیکھا کہ بے پناہ ہجوم ہے، شوروغوغا برپا ہے، سپاہی ہجوم کو ہٹاتے ہوئے اندر داخل ہوئے تاکہ تفتیش حال کریں۔ معلوم ہوا کہ دو مولوی صاحبان سورۃ الم نشرح کے حقائق و معارف پر مناظرہ بلکہ مجادلہ کر رہے ہیں اور ہاتھا پائی پر تیار ہیں۔ آپ ان کے نفسِ مضمون سے واقف ہونے پر کچھ دیر تک صبر و تحمل سے سنتے رہے مگر پھر آپ کی غیرت اسلامی کو بہت جوش آیا اور اس انداز سے خطاب فرمایا کہ تمام لوگ دم بخود رہ گئے اور ہمہ تن گوش ہو کر سنتے رہے۔ اس وقت نقشہ یہ تھا کہ سر و پا برہنہ۔ لباس صرف ایک صدری اور ایک تہبند۔ علماء آپ کی حقائق۔۔۔۔ بھری تقریر سے کچھ ایسے متاثر ہوئے کہ نہایت اعزاز کے ساتھ مسند پر لے گئے۔۔۔۔ سپاہیوں کا کوئی پتہ نہ تھا کہ کہاں گئے اور ہتھکڑیاں کب اتر گئیں۔ تقریر کی جاذبیت نے راہ چلتے لوگوں کو متوجہ کر لیا۔ ایک گھنٹہ مسلسل حقائق و معارف سورۃ الم نشرح بیان فرمائے۔ لوگوں پر یہ کیفیت طاری تھی کہ دستاریں اور کپڑے آپ پر نثار کر رہے تھے جب تقریر ختم ہوئی تو کپڑوں کا ڈھیر لگا تھا اور لوگ نہایت عزت و احترام سے آپ کے گرد جمع تھے۔

غیبی امداد:

دورانِ تقریر ایک شریف اور معزز خاتون بند فٹن میں سوار پاس سے گزر رہی تھی۔ جاذبیت بیان سے ایسی متاثر ہوئی کہ ضروری سمجھا ایسے صاحبِ اثر مردِ خدا کو اپنے گھر میں دعوت دینی چاہیے۔ چنانچہ اپنی باندی کے ذریعہ درخواست پیش کر دی کہ براہِ ذرہ نوازی غریب خانہ پر قدم رنجہ فرمائیں تاکہ ہم اہل خانہ آپ کے فیوضات سے مستفیض ہو سکیں۔ اعلیٰ حضرت سیدوی نے دعوت قبول فرمالی۔ وہ خاتون خود

Marfat.com

اور اس کے خاندان کے اکثر معززین داخلِ سلسلہ ہوئے۔ پھر آپ نے اپنی اصل منزل کا ارادہ فرمایا۔ اس خاتون نے اپنا جہاز مع چند خادموں کے تیار کر دیا۔ چند روز میں بصرہ کی بندرگاہ پر جا اترے۔ اہل جہاز نے خاتون کے حکم کے مطابق عرض کیا کہ جب واپسی کا ارادہ ہو ہم خادم حاضر خدمت ہو جائیں۔ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ عزیزو! اپنے آقا کو ہماری طرف سے کہہ دینا، اب ہماری انتظار نہ کرے۔ کیونکہ واپسی کا سفر خشکی کے راستے طے کرنے کا ارادہ ہے۔ اپنے بندوں کا وہ خود نگہبان ہے اور بے سامانوں کا وہی سامان اور سہارا ہے۔

اولیاء اطفال حق اند اے پسر
ظاہر و باطن زِ ایشاں با خبر

(رومی)

ترجمہ: ''اولیاء، اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہیں جو ان کے ظاہر و باطن سے باخبر ہے۔''

اہل جہاز کو رخصت کر کے اور خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے پا پیادہ بغداد شریف کی جانب عازمِ سفر ہوئے۔

واقعہ اژدھا اور حفاظتِ الٰہی:

جب آپ ساحلِ بصرہ سے عازم بغداد شریف ہوئے تو ایک بے آب و گیاہ اور لق و دق صحرا میں تنہا بے یار و مددگار اللہ کے بھروسہ پر اپنی منزل کے خیال میں مستغرق چلے جا رہے تھے کہ اچانک تھوڑے فاصلہ پر ایسا نظر آیا کہ ایک مہیب اژدھا اتنا بڑا جیسے دیوار ہوتی ہے نہایت تیزی کے ساتھ دوڑا چلا آ رہا ہے جس کا منہ ایک دروازے کی طرح کھلا ہے، جس میں سانس کی کشش کے ساتھ خود بخود چھوٹے موٹے جانور کھنچے چلے جاتے ہیں اور منہ کے شعلوں کی لپیٹ میں آ کر بھسم ہوتے جاتے ہیں۔ کچھ عجب نہ تھا کہ اس کی ہیبت سے آپ کا طائر روح قفسِ عنصری سے پرواز کر جاتا۔ مگر سلطان العارفین

Marfat.com

شیخ امت۔۔۔۔حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح جنہوں نے جلتے ہوئے تنور میں اور اژدھا کے منہ میں اپنا بازو ڈال دیا تھا مخلوق الٰہی ہونے کے لحاظ سے ایک کنبہ سمجھا۔ البتہ ایک قسم کی حیرت ضرور ہوئی اور اس کے لیے ایک حیلہ ضرور کیا جس کا ظہور اس طرح ہوا۔

اعلیٰ حضرت سیدوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بلائے ناگہانی کو دیکھا تو یوں محسوس ہوا گویا آپ کے جسم کو جھٹکا لگا اور اس طرح تین بار جھٹکے لگے۔ اس وقت آپ اللہ کریم جل جلالہ اور مشائخ عظام کی طرف متوجہ ہو گئے۔ بفضلہٖ تعالیٰ اور بہ برکت مشائخ عظام دائرہ امام شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کا القا ہوا فوراً انگلی کے اشارے سے بمعہ شرائط دائرہ بنایا۔ دائرہ کا بنانا ہی تھا کہ اژدھا اپنے ہی دمِ آتشیں سے جل کر راکھ ہو گیا۔ اس طرح وہاں کی مخلوق بھی اس مصیبت سے چھوٹ گئی، انہوں نے سکھ کا سانس لیا اور یہ معلوم کر کے کہ فلاں مردِ خدا کے طفیل اس بلا سے رہائی ملی۔ لوگ کشاں کشاں جوق در جوق آ کر زیارت سے مشرف ہوئے۔

دربارِ غوث رحمۃ اللہ علیہ پر حاضری:

منازل سفر طے کرتے ہوئے آستانہ عالیہ پر پہنچے۔ بعد ادائے نوافلِ شکرانہ نہایت ادب و احترام اور عجز و انکسار کے ساتھ سلامِ شوق پیش کیا اور حاضری قبول ہونے کی درخواست پیش کی۔ چنانچہ حاضری قبول ہونے کا ظہور یوں ہوا کہ صاحب مسندِ عالیہ کو عالم رویاء میں حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ارشاد ہوا حضرت محبوب جو آج ہی ہندوستان سے آئے ہیں وہ حقیقت میں ہمارے بھی محبوب ہیں۔ ان کی آسائش کا خیال رکھا جائے اور ہمارے خاص کتب خانہ میں بھی اجازت باریابی دی جائے اور ہماری فلاں فلاں کتب و وظائف ان کو دے دی جائیں۔ انہوں نے پوری پوری تعمیل ارشاد کی۔ آپ اکثر اعتکاف اور یاد الٰہی میں مشغول رہتے۔ اس قیام سے نسبت قادریہ عالیہ پورے طور پر حاصل ہو گئی گو اجازت حضور شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہو چکی تھی۔ مگر اس حاضری سے ظاہری و باطنی عطیات اور برکات و مقاماتِ قادریہ میں وصولِ کامل ہوا اور حضور غوثِ

Marfat.com

اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے براہ راست تعلق پیدا ہو گیا اور اسی قیام میں حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے کتب خانہ میں نہایت عمدہ اور مفید کتابوں کا مطالعہ فرمایا۔ خصوصاً حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندِ روحانی شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ''حقائق شیخ اکبر'' کا کامل مطالعہ فرمایا جو بوجہ اَدَقّ ہونے کے بہت کم لوگ سمجھتے ہیں اور اسی سفر میں اپنے خاندان کے افراد سے بھی ملاقات فرمائی۔ لیکن وہ معاملہ جس کے لیے وحشت و حیرت طاری تھی بقول آپ کے کہیں حل نہ ہوا۔ آخر پیر دستگیر روشن ضمیر قبلہ عالم خواجہ توکل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت نے رہنمائی فرمائی اور اطمینان نصیب ہوا۔ اس سلسلہ میں آپ کا ارشاد درج ذیل ہے:

ارشاد:

جس روز پیشوائے کامل کا وصال ہوتا ہے اس روز ہر ایک مرید پر خواہ وہ نزدیک ہو یا دُور، حاضر ہو یا غائب ہر مرید کی عقیدت ومحبت یا حصولِ مقامات کے موافق پیر کی نسبت سے ایک خاص فیضان جس کو حقیقت شیخ سے موسوم کرتے ہیں سب مریدوں پر پڑتا ہے اور یہی فیضان عمر بھر بلکہ قیامت تک اور بہشت تک مرید کے تمام معاملات کا کفیل رہتا ہے بشرطیکہ مرید اس کی نگہداشت سے کسی وقت بھی غافل نہ ہو۔ جو مرید اس کی حفاظت پوری طرح رکھے اس کے تمام معاملات کی کل سیدھی ہو جاتی ہے اور جو مرید اس فیضان کی طرف متوجہ نہ ہو اور دوسرے کاموں میں مشغول رہے اور پیشوا کے حضوری کے مزے اور عافیت تلاش کرے وہ طرح طرح کی الجھنوں اور تکلیفوں میں پھنس کر ہمیشہ مبتلائے رنج و آلام رہتا ہے اور اس کے تمام معاملات درہم برہم ہو جاتے ہیں۔ پھر کسی وظیفے اور کسی عمل سے بھی اس کی کوئی کل ٹھیک نہیں بیٹھتی۔ ہم نے اس غلطی میں سات برس نہایت پریشانی میں گزارے۔ بغداد شریف تک پھرے مگر کہیں بات نہ بنی۔ آخر خدا تعالیٰ نے اپنا فضل واحسان کیا کہ حضرت پیر دستگیر مرشد کامل خواجہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک نے یہ معاملہ کھولا اور ہم اس طرف متوجہ ہو گئے۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس روز سے معاملہ بالکل بدل گیا ہے۔

Marfat.com

آستانۂ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر ایک شخص سے ملاقات

مزارِ عالی کے پاس ایک شخص کو دیکھا جو عرصۂ دراز سے آنکھیں بند کیے رونے میں مصروف رہتا جس کے رخسار کثرتِ گریہ سے گل گئے تھے اور لوگ اس کا یہ حال دیکھ کر ولی سمجھتے تھے اور اس کا نہایت احترام کرتے۔ ایک روز حضور نے اس سے بکمالِ شفقت دریافت فرمایا کہ اے مردِ خدا! تیرا رونا یادِ الٰہی کے باعث تو نہیں سچ بتا کہ تیرے اس رونے کا کیا سبب ہے؟ وہ شخص اتنا سنتے ہی مؤدب ہو بیٹھا اور اس طرح گفتگو شروع کی کہ اے مردِ خدا! آج تک جس نے مجھے دیکھا ولی جانا اور میرا رونا خوفِ الٰہی کے باعث سمجھا لیکن آپ نے چونکہ حقیقتِ حال کو پہچانا ہے اس لیے اپنا اصل معاملہ آپ کے سامنے عرض کرتا ہوں ممکن ہے کہ آپ کی دعا سے میری بھی عقدہ کشائی ہو جائے۔

میرا قصہ یہ ہے کہ میں ایک غریب الوطن ہوں، حج بیت اللہ شریف کے لیے گھر سے نکلا تھا اور منازل سفر طے کرتے ہوئے زیارت بیت اللہ شریف سے مشرف ہو کر وہیں سکونت اختیار کر لی اور لوگوں کو پانی پلانے کی خدمت اپنے ذمہ لے لی۔ ایک بار ایسا ہوا کہ تین نقاب پوش عورتیں پانی پینے کے لیے آئیں، میں نے پانی دیا، ایک عورت نقاب اٹھا کر جو پانی پینے لگی اچانک اس کے حُسنِ بے مثال پر جو نظر پڑی تو بے خود ہو کر آنکھیں گڑی کی گڑی رہ گئیں۔ عورت نے غیرت میں آ کر زور سے ایک طمانچہ مارا کہ میں بے ہوش ہو گیا۔ آنکھ کھلی تو نہ مکہ معظمہ تھا اور نہ ہی وہ مقام اپنے آپ کو ایک وادی میں پایا جو ارد گرد پہاڑوں سے گھری ہوئی تھی اور مَیں مُصلّے پر بیٹھے ہوئے تھا اور سامنے ایک تسبیح رکھی تھی۔ حیران رہ گیا جب غور سے دیکھا تو اسی وادی میں تین مُصلّے بچھے ہوئے ہیں اور ان پر وہی تین عورتیں بیٹھی ہوئی یادِ الٰہی میں مشغول ہیں۔ میں بھی یادِ الٰہی میں مشغول ہو گیا۔ بھوک ستانے لگی لیکن سوچ رہا تھا کہ یہاں کھانے پکانے کا تو مطلقاً کوئی سامان ہی نہیں، کیا بنے گا۔ ابھی اس ادھیڑ بن میں تھا کہ اچانک چار طشت کھانوں سے بھرے ہوئے تھے ہم چاروں کے مصلوں پر رکھے گئے۔ جب ہم کھانا کھا چکے تو طشت غائب

Marfat.com

ہو گئے۔ جب شام کے کھانے کا وقت ہوا پھر اسی طور سے آ موجود ہوئے اور ہم نے کھانا کھایا اور وہ حسبِ دستور سابق غائب ہو گئے غرضیکہ یہ حال بارہ (۱۲) سال رہا اور اس عرصہ میں ربوبیّت کا مظاہرہ ہوتا رہا لذتِ طعام ظاہر کرنے کیلئے لفظ نہیں مل سکتے جو اظہار کروں۔ اچانک شوقِ وطن بھڑک اٹھا اور اہل وعیال کی یاد نے ستایا۔ ایک روز صبح کا کھانا کھا کر اس خیال سے ایک طشت چھپالیا کہ اسے بیچ کر زادِ راہ بنالوں گا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شام کو غیب سے کھانا نہ آیا۔ اب ان تینوں عورتوں نے ایک دوسرے کی طرف تیز نگاہ سے دیکھا کیونکہ اس عرصہ میں مَیں نے ان کو بولتے ہوئے نہ دیکھا تھا ان کے دیکھنے کا مطلب یہ تھا کہ کھانا بغیر کسی خیانت کے بند نہیں ہوا، کسی نے ہم میں سے ضرور خیانت کی ہے۔ ان میں سے ایک عورت نے مجھے اس زور سے طمانچہ رسید کیا کہ مَیں بے ہوش ہو گیا جب میری آنکھ کھلی تو مَیں نے اپنے آپ کو نواحی بغداد میں ایک جنگل میں لیٹے ہوئے پایا۔ اٹھا اور اپنے کیے پر ندامت سے رونے لگا۔ نامعلوم وہ کیا بھید تھا؟ اب سوائے اس کے کہ درِ غوث پہ پڑا رہوں اور کوئی چارۂ کار نہ دیکھا اور بس! حضور نے فرمایا یہ تمہاری خوش نصیبی ہے کہ تم گرے تو آستانۂ غوث پر گرے ورنہ مردانِ خدا کی غیرت دین ودنیا کی تباہی کا باعث ہوتی ہے، وہ رجال الغیب تھے جن کے بارہ میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے اگر کوئی مصیبت کا وقت آن پڑے تو یَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِيْ[1] ''اے اللہ کے بندو میری مدد کرو'' کہہ کر پکارو تو وہ مدد کو پہنچتے ہیں یہ بڑے کمال اور قوتوں کے مالک ہوتے ہیں۔

اب گھبراؤ مت۔ آپ نے اس کو اپنی توجہات سے نوازا اور قریباً تین ماہ تک اس کی تربیت و تکمیل میں مشغول رہے۔ حضور کی تربیت اور حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ سے صاحب کمال بن گیا۔ حتیٰ کہ اجازت خاصہ سے سرفراز فرمایا اور وہ مطمئن ہو کر رشد و ہدایت میں مصروف ہو گیا۔

---

[1] المعجم الکبیر رقم الحدیث ۲۹۰ دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۵، ۶۱، ۱۷ / ۱۱۸۔
مجمع الزوائد باب مایقول اذا انفلتت دابۃ الخ، دار الکتاب بیروت، ۱۰ / ۱۳۲۔

Marfat.com

سفر بغداد سے واپسی:

ڈیڑھ سال بغداد شریف میں آستانہ غوثیہ پر قیام فرما رہے۔ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے کرم سے اعلیٰ حضرت سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کی قبولیت کا ظہور وہیں سے شروع ہو گیا۔ لوگ جوق در جوق اللہ کا نام سیکھنے آتے اور سلسلہ میں داخل ہوتے۔ پھر واپسی کا سفر خشکی کے راستے اختیار فرمایا۔ جس میں بخارا، ایران، کابل کی سیاحت کا خوب موقعہ ملا۔ مقاماتِ مقدسہ، مزاراتِ اولیاء اللہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ خصوصاً خواجۂ بزرگ حضرت خواجہ محمد بہاؤالدین بخاری المعروف شاہِ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے فیوضات عالیہ سے دامن مراد بھرتے ہوئے عرصۂ دراز کے بعد سیدا شریف تشریف فرما ہوئے اور ذکرِ الٰہی کے ساتھ ساتھ مخلوقِ خدا کو فیض پہنچانے میں مصروف ہو گئے اور اس غیر معروف بستی سے ہدایت کے چشمے بہہ نکلے۔ تشنگانِ طریقت جوق در جوق دور دور سے آ کر فیض حاصل کرنے لگے۔

تلقین و تربیتِ خدّام:

ہیں کہ اسرافیل اندر اولیاء
مردہ را زیشاں حیات است و نما
کار پاکاں روشنی و گرمی است
کارِ دوناں حیلہ و بے شرمی است
از حدیثِ شیخ جمعیت رسد
تفرقہ آرد زِ دل اہل حسد

ترجمہ: ”اسرافیل کی طرح اولیاء میں اثر ہے مردہ کو ان سے زندگی و نشوونما ہے نیکوں کے کام میں روشنی اور گرمی ہے اور کمینوں کے کام میں حیلے بہانے اور بے شرمی ہے۔ بزرگ کی بات سے دل جمعی ملتی ہے، حاسدوں سے دلوں میں کدورت آتی ہے۔“

Marfat.com

مؤلف اس کوچہ سے چونکہ نا آشنا ہے۔ اس لیے لکھتے ہوئے قلم رکتا ہے مگر اپنے بزرگوں سے سنی سنائی اور خاصانِ خدا کی تحریروں میں دیکھی بھالی باتوں کا خلاصہ اس حقیر کے فہم میں جو کچھ آیا ہے تمہیداً ہدیۂ ناظرین ہے۔ بات یہ ہے کہ انبیاء و اولیاء جو خلاصۂ کائنات ہوتے ہیں اور مخلوق کی ہدایت پر معمور ہوتے ہیں۔ جن صفات کی اس راہ میں ضرورت ہوتی ہے۔ ان سے متصف اور مزّین ہو کر تشریف لاتے ہیں ان کی ہدایت فن تاریخ و شعر منطق و فلسفہ کی محتاج نہیں بلکہ یہ چیزیں ان کے نزدیک افسانہ کا حکم رکھتی ہیں۔ اگرچہ بطریق تمثیل کبھی کبھار اُس سے بھی کام لے لیتے ہیں۔ ان کی ہدایت کئی طریقوں سے ہوتی ہے۔ فیض صحبت، خرقِ عادت ہمت نزول برکت، وفور شفقت، ان طریقوں سے فیض غیبی کا اثر لوگوں کے دلوں میں پہنچتا ہے اور ان لوگوں کے دلوں میں جو اس فیض سے متاثر ہوتے ہیں تغیر نفسی ہونے لگتا ہے یعنی اس حالت میں جوان کے آنے سے پہلے تھی انقلاب اور تبدیلی شروع ہو جاتی ہے۔ اُسی کا نام نسبت ہے اور طبیعت کی کج روی دور ہو کر راست روی کا جذبہ ابھرنے لگتا ہے۔ یہ تغیر عقائد، اخلاق، معاملات غرضیکہ زندگی کا ہر شعبہ شروع ہو جاتا ہے اور پھر پوری زندگی پر حاوی۔۔۔ ہو جاتا ہے۔ جوں جوں اس شخص کی حالت میں تغیر ہوتا ہے اسی نسبت سے اس ہستی کی عظمت، ادب و محبت دل میں بڑھتی چلی جاتی ہے اور یہ عظمت و محبت وہ کچھ کرتی ہے جو بیان سے باہر ہے۔

<u>برکت و شفقت:</u>

فیض صحبت کی تشریح اختصار کے مدِ نظر ترک کرتے ہوئے صرف برکت اور شفقت کی مختصر تشریح پر اکتفا کرتا ہوں۔ جہاں ان حضرات کی صحبت فیضِ غیبی پہنچنے کا مؤثر ذریعہ ہے جو اُن کے ساتھ ہوتی ہیں۔ برکت کے معنیٰ یہ ہیں کہ انبیاء اور اولیاء کے وجود آفتاب کی مانند سمجھیں۔ جب آفتاب کی روشنی دنیا میں پھیلتی ہے تو رات کی تاریکی کافور ہو جاتی ہے جو چیز آفتاب کے سامنے بے حجاب آتی ہے اس کی تابش سے منور اور بہمہ وجوہ ظلمت سے پاک ہو جاتی ہے اور جو چیز گھر کے اندر ہے اگرچہ اصل روشنی سے محروم

Marfat.com

ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ رات کی تاریکی اس سے دور ہے سو اس برکت سے ہر سعادت مند کے دل میں خود بخود طلب حق کا جوش اور اس سیدھی راہ پر چلنے کا عزم بالجزم پیدا ہو جاتا ہے۔ اس طرح سعادت مند لوگ انسانی حقیقت سے آگاہ ہو جاتے ہیں۔ شفقت وہ جذبہ ہے جو انبیاء و اولیاء کو مخلوق کے حق میں ان کی ہدایت کے لیے دعا و التجا میں توجہ قلبی اور انتہائی رغبت کے ساتھ مصروف رکھتا ہے۔ یہ جذبہ شفقت نیک و بد بھلے برے سب کے لیے یکساں ہوتا ہے اور یہ ان کی ذات کا خاصہ ہے۔ اس کا اظہار کبھی دعا کی صورت میں اور کبھی توجہ کے رنگ میں ہوتا ہے۔ طریقہ خواہ کوئی ہو قانون الٰہی ہے کہ مقبول دعا اور قوی توجہ تغیر و تبدل میں بہت بڑا اثر رکھتی ہے۔ قوی توجہ کا جوش میں آنا خود ایک حکم ربانی ہوتا ہے۔ آپ میں ان صفات کا ظہور خصوصی طور پر جلوہ گر تھا۔ وفور شفقت کا نتیجہ تھا کہ آپ نے انتہائی توجہ قلبی کے ساتھ بارگاہِ ایزدی میں نہایت عاجزی کے ساتھ سر بسجود ہو کر دعا کی ''یا الٰہ العالمین صدقہ رحمۃ للعالمین اپنے قریب تک پہنچنے کا کوئی نہایت آسان طریقہ عطا فرما کیونکہ تیری مخلوق ہمت میں نہایت کمزور ہو چکی ہے۔ وہ بسبب کم ہمتی کے اس نعمت سے محروم نہ رہ جائیں عمریں کم ہیں، سستی اور گمراہی عام ہے لہٰذا تیرے طالبین کے لیے تیرا خاص انعام درکار ہے۔ اس لیے اے رحیم، اے کریم! اے صاحبِ لطفِ عمیم! تو ہی اپنے کمزور بندوں کا کارساز اور بندہ نواز ہے۔ اس مشکل میں یاور بن اور تمام طالبین کے لیے طریقت اور عرفان آسان فرما! یہ پرَتوِ شفقت تھا اُس شفقت کا جس نے سید المرسلین ﷺ کو اپنی امت کی بخشش کے واسطے غارِ حرا میں تین دن اور تین رات سر بسجود رکھا۔ پندرہ روز کے بعد اعلیٰ حضرت سیدوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دعا قبول ہو گئی اور ہمیں بارگاہ الٰہی سے:

مُسَهِّلُ الطَّرِيقَةِ عَلَى الْخَلِيقَةِ[1]

کے خطاب سے نوازا گیا۔ اس کی بدولت ہزارہا مخلوق نہایت آسان طریقہ سے فیض یاب

[1] راستے کو مخلوق پہ آسان کرنے والا۔

Marfat.com

ہوئی۔ نہ صرف آپ کے سلسلہ میں بلکہ دیگر سلاسل میں بھی۔ آپ کی تعلیم کی کچھ جھلک زیرِ عنوان معمولات میں دکھانے کی کوشش کی جائے گی اور معاملہ تو وہی بتلا سکتے ہیں جن کو پیش آیا ہو۔

آپ کو تعلیم طریقت میں ملکہ راسخہ پیدا ہو چکا تھا۔ چنانچہ تعلیم و تربیت میں تامل اور تذبذب نام کو نہ تھا۔ کامل کے کسی کام میں جھجک نہیں ہوا کرتی۔ اس کو اپنے فن پر پورا اعتماد ہوتا ہے تلوار کا دھنی خواہ کسی طرح وار کرے۔ سیدھا ہی پڑے گا، کوئی وار اوچھا نہ پڑتا تھا بلکہ ٹھیک نشانہ پر بیٹھتا۔ جو سامنے آ گیا بچ کر نہیں گیا۔ تیغ بازی کمال پر تھی۔ آپ تعلیم طریقت میں اس بات کے بھی محتاج نہ تھے کہ سالک کو ہمیشہ سلوک کے کسی خاص مقام سے شروع کرائیں بلکہ جہاں سے چاہتے شروع کرا دیتے، نیچے سے اوپر یا درمیان سے جیسا چاہتے ویسا کرتے۔ آپ سلوک کے تابع نہ تھے بلکہ سلوک آپ کے تابع تھا چنانچہ آپ کا ارشاد ہے کہ تمام سلوک گڑیوں کا کھیل ہے اور بات سلوک سے آگے نکل کر بنتی ہے۔ 'خیر الخیر' میں ایک مقام پر فرماتے ہیں:

''اے طالبِ مولا! سلوک طے کرنے کے بعد تیرے مجاہدات کا وقت ہے۔''

کبھی کبھی ارشاد فرماتے:

''دل تو چاہتا ہے کہ چند گھنٹوں میں یہ راستہ طے کرا دوں مگر طالبین کی استعداد کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔''

سلوک پورا کرنا اور کرانا ایک معمولی بات تھی۔ تعلیم میں شفقت کا ہمیشہ خیال غالب رہتا۔ کسی طالب کو کبھی مایوس اور بددل نہ ہونے دیتے کیونکہ بددلی، سستی اور مایوسی اس راہ میں بڑی مہلک چیزیں ہیں۔ حکایات صالحین سنا کر نیز دیگر دلنشین طریقوں سے گرتے کو تھام لیتے، ڈھارس بندھ جاتی، یوں ہی ہنستے کھیلتے یہ راستہ طے کرا دیتے۔ کبھی اپنی مجالس میں خوش طبعی سے طالبین کو خوش وقت کرتے۔

متقدمین کا کلام اور اکابر اولیاء کے مسلّم واقعات طالبین کے سامنے اس حکمت کے ساتھ بیان

Marfat.com

کرتے کہ طالبین انہی حالات اور انکشاف کو معتبر جانیں جن کی نظیر سابقین سے ملتی ہے خصوصاً یہ مسئلہ اکثر مجالس اور مواعظ میں بطورِ عقیدہ بیان فرماتے کہ خدا کی محبت اور رسول اللہ ﷺ کی محبت میں کسی قسم کی تفریق نہیں ہے اور نہ ہی ان دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے پر مقدّم ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ کی محبت عین اللہ تعالیٰ کی محبت ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت عین رسول اللہ ﷺ کی محبت ہے اور اس کی تائید میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ کا یہ مکتوب شریف بیان فرماتے۔ اور بیان کرتے کرتے یہ حفظ ہو چکا تھا گویا اس کا بیان کرنا آپ کا معمول بن چکا تھا۔

Marfat.com

مکتوب شریف

جلد اول دُرُّ المعرفت (یک صد پنجاہ و دویم)

بسیادت ونقابت پناہی شیخ فرید صدور یافتہ دربیان آنکہ اطاعتِ رسول ﷺ عین اطاعت حق است۔

سُبۡحَانَہٗ وَمَا یُنَاسِبُ ذٰلِكَ قَالَ اللّٰہُ سُبۡحَانَہٗ مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰہَ ۚ (سورۃ النساء آیت:۸۰)

حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ اطاعتِ رسول راعین اطاعت خود فرمود پس اطاعت خدائے عزوجل کہ درغیر اطاعتِ رسول باشد اطاعت او نیست سبحانہٗ۔ واز برائے تاکید وتحقیق ایں معنی کلمۂ قدآورد تا بوالہوسی درمیان ایں دو اطاعتِ جدائی پیدا نہ کند ویکی را بر دیگری نہ گزیند۔ ودرجائے دیگر حضرتِ حق سبحانہٗ تعالیٰ شکایت می کند۔ ازحال جماعتے کہ درمیان ایں دو اطاعت تفرقہ می نمائیند:

کَمَا قَالَ سُبۡحَانَہٗ یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یُّفَرِّقُوۡا بَیۡنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیَقُوۡلُوۡنَ نُؤۡمِنُ بِبَعۡضٍ وَّنَکۡفُرُ بِبَعۡضٍ ۙ وَّیُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یَّتَّخِذُوۡا بَیۡنَ ذٰلِكَ سَبِیۡلًا ۝ اُولٰٓئِكَ ہُمُ الۡکٰفِرُوۡنَ حَقًّا ۚ (سورۃ النساء آیت:۱۵۰،۱۵۱)

آرے بعضے مشائخ کبار قدس اللہ تعالیٰ اسرارھم درسکرِ وقت وغلبہ حال سخناں گفتہ اند کہ مؤذنِ تفرقہ اند میانِ ایں دو اطاعت ومشعر باختیار محبت یکے بر دیگرے۔ منقول است کہ سلطان محمود غزنوی درایام بادشاہتِ خود نزدیک بخرقان فرود آمدہ بود۔ ازآں جا وکلائے خود را بخدمت شیخ ابوالحسن خرقانی فرستاد والتماس نمود کہ حضرت شیخ بدیدن او را بیایند وبو کلائی خود گفت کہ اگر از شیخ توقفے

Marfat.com

فہم کنید۔ آیت کریمہ:

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ

(سورۃ النساء آیت:۵۹)

برخواندند چوں وکلاء از شیخ توقف فہمیدند۔ کریمہ مذکورہ را برخواندند شیخ در جواب فرمود کہ چنداں گرفتار اَطِيْعُوا اللّٰهَ ام کہ شرمندۂ اَطِيْعُو الرَّسُوْلَ ام وبا اطاعتِ اُولِي الْاَمْرِ چہ رسد۔ حضرت شیخ اطاعتِ حق را سبحانہٗ درغیر اطاعتِ رسول او دانست۔ ایں سخن از استقامت دور است ومشائخ مستقیم الاحوال ازیں قسمِ سخنان تنزّہ مے مانند ودر جمیع مراتب شریعت وطریقت وحقیقت اطاعت حق سبحانہ را در اطاعتِ رسول اومی دانند و اطاعتِ حق سبحانہ کہ درغیرِ اطاعتِ رسول اوست علیہ الصلوٰۃ والسّلام عین ضلالت می انگارند ونیز منقول است کہ شیخ مہنہ وشیخ ابوسعید ابوالخیر مجلسے داشتند وسید اجل از اکابرِ ساداتِ خراسان نیز درمجلسِ ایشاں نشستہ بودند۔ اتفاقاً درآں اثناء مجذوبی مغلوب الاحوال پیدا شد۔ حضرت شیخ اورا بر سید اجل تقدیم دادند۔ سید را ناخوش آمد بسید فرمودند کہ تعظیم شما بواسطہ محبتِ رسول است علیہ الصلوٰۃ والسلام وتعظیم ایں مجذوب بواسطہء محبت حق سبحانہٗ ایں قسم تفرقہ را نیز اکابر مستقیم الاحوال تجویز نمی نمایند وغلبۂ محبت حق را سبحانہٗ بر محبتِ رسول او علیہ الصلوٰۃ والسّلام از سکرحال مے دانند وجز فضولی نمی انگارند۔ امّا ایں قدر ہست کہ در مقام کمال کہ مرتبۂ ولایت است۔ محبت حق سبحانہٗ غالب است ودر مقامِ تکمیل کہ نصیبی از مقام نبوت است محبت رسول غالب

ثَبَّتَنَا اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ عَلٰى اِطَاعَةِ الرَّسُوْلِ الَّتِيْ هِيَ عَيْنُ اِطَاعَةِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ۔

ترجمہ: "مکتوب ایک سو باون، سیادت وبزرگی کی پناہ والے شیخ فرید کے نام صادر فرمایا۔ اس بیان میں کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت عین اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور جو اس کے

Marfat.com

مناسب ہے۔''

فرمایا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے، جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی تو بالتحقیق اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو عین اپنی اطاعت فرمایا ہے۔ پس اللہ عزوجل کی وہ اطاعت جو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے خلاف ہو اللہ سبحانہ کی اطاعت نہیں اور اسی معنی کی تاکید و تحقیق کے واسطے اللہ سبحانہٗ کلمہ قد لایا ہے تاکہ کوئی بوالہوس ان دونوں اطاعتوں کے درمیان تفرقہ پیدا نہ کرے اور ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ دے اور دوسری جگہ اللہ تعالیٰ اس جماعت کے حال کی شکایت کرتا ہے جو ان دونوں اطاعتوں کے درمیان تفرقہ کرتے ہیں جیسا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتا ہے:

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝

(سورۃ النسآء آیت: ۱۵۰-۱۵۱)

ترجمہ: ''وہ ارادہ کرتے ہیں کہ تفرقہ ڈالیں اللہ اور اس کے رسول کے درمیان اور کہتے ہیں کہ ایمان لاتے ہیں ہم بعض پر اور انکار کرتے ہیں بعض کا اور وہ ارادہ کرتے ہیں اس بات کا کہ اسکے درمیان ایک راستہ بنالیں، یہی لوگ پکے کافر ہیں۔''

ہاں بعض بڑے بڑے مشائخ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم نے غلبۂ سکر اور غلبۂ حال میں ایسی باتیں کہی ہیں جو ان دونوں اطاعتوں کے درمیان جدائی ہونے کی اطلاع کرنے والی ہیں اور ایک کی محبت کو دوسرے کی محبت پر اختیار کرنے کی خبر دیتی ہیں۔ چنانچہ منقول ہے کہ سلطان محمود غزنوی اپنی بادشاہی کے زمانہ میں ''خرقان'' کے نزدیک آ کر اترا، وہاں سے اپنے وکیلوں کو شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا اور التماس کی کہ حضرت شیخ اس (سلطان) کی ملاقات کے واسطے تشریف لائیں اور اپنے وکیلوں کو کہا کہ اگر شیخ کی طرف سے کسی قسم کا توقف سمجھو تو آیت:

Marfat.com

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ۚ

(سورۃ النسآء، آیت:۵۹)

پڑھ کر سنا دینا یعنی اطاعت تم کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول اللہ ﷺ کی اور اطاعت کرو صاحبِ حکومت کی اپنے میں سے۔ جب وکیلوں نے شیخ کی طرف سے توقف معلوم کیا تو آیت کریمہ مذکور پڑھی۔ شیخ نے جواب میں فرمایا میں اَطِیْعُوا اللّٰہَ میں اس قدر گرفتار ہوں کہ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ سے شرمندہ ہوں پس صاحب حکومت کی اطاعت کا تو مرتبہ ہی کیا ہے؟ حضرت شیخ نے حق سبحانہ وتعالیٰ کی اطاعت کو غیر اطاعت رسول اللہ ﷺ میں جانا۔ یہ بات استقامت سے دور ہے اور مشائخ مستقیم الاحوال اس قسم کی باتوں سے پاک رہتے ہیں اور شریعت، طریقت، حقیقت کے تمام مراتب میں حق سبحانہٗ تعالیٰ کی اطاعت کو اس کے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی وہ اطاعت جو غیر اطاعت رسول اللہ ﷺ میں ہو اس کو عین گمراہی شمار کرتے ہیں۔ اسی طرح یہ حکایت بھی منقول ہے کہ شیخ مہنہ شیخ ابوسعید ابوالخیر کے ہاں مجلس منعقد تھی اور اکابر سادات خراسان میں سے سیّد اجل بھی ان کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اتفاقاً اسی وقت ایک مغلوب الحال مجذوب اس مجلس میں آیا۔ حضرت شیخ نے اس مجذوب کو سیّد اجل پر تقدیم دی۔ سیّد صاحب کو اچھا معلوم نہ ہوا۔ انہوں نے سیّد صاحب کو فرمایا کہ تمہاری تعظیم رسول اللہ ﷺ کی محبت کی وجہ سے ہے اور اس مجذوب کی محبت حق سبحانہٗ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے ہے۔ اس قسم کے تفرقہ کو بھی مستقیم الاحوال بزرگ جائز نہیں سمجھتے اور جو رسول اللہ ﷺ کی محبت سے غالب جو اس کو سن کر حال کے سبب سے جانتے اور محض بیہودگی شمار کرتے ہیں۔ البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ مقامِ کمال میں بڑھ کر ولایت کا مرتبہ ہے اللہ تعالیٰ کی محبت غالب ہوتی ہے اور مقامِ تکمیل میں جو کہ نبوت کا حصہ ہے رسول اللہ ﷺ کی محبت غالب ہوتی ہے۔ ثابت قدم رکھے اللہ تعالیٰ ہم کو رسولِ اکرم ﷺ کی اطاعت پر جو کہ عین حق سبحانہ وتعالیٰ کی اطاعت ہے۔

Marfat.com

اتباعِ سنّت کا بے حد خیال رکھتے اور فرماتے یہ مجدّدی سلسلۂ طریقت ہے یہاں بے ہوشی اور جہالت کا دخل نہیں، سوجھ بوجھ کی ضرورت ہے۔ طالب کو اعمال دستِ غیب تسخیر وغیرہ کی طرف ہرگز نہ جانے دیتے بلکہ

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ط (سورۃ الطلاق، آیت:۳)

کا درس ہوتا تھا۔ توکلی نسبت کا خاصہ بھی یہی ہے۔ یہ امر بھی واضح رہے کہ ہر طالب کے ساتھ ایک جیسا معاملہ نہ تھا بلکہ ہر ایک کی استعداد کے مطابق معاملہ ہوا کرتا تھا اور اس روحانی پیشوا کے سامنے کسی کی استعداد چھپی نہ رہتی تھی۔ طبائع کے اختلاف کی بنا پر اپنا اپنا رنگ تھا اور اپنے اپنے انداز کسی کے حالات کچھ تھے اور کسی کے کچھ! کسی پر وارداتِ غیبیہ کا ہجوم تھا، کسی پر اطمینان وسکون کے ساتھ حضور واستقامت۔ کوئی وجد و حال میں سرگرم ہوتا اور کسی پر جزع وفزع اور گریہ وزاری طاری ہوتی۔ کوئی سکر وتحیر میں مست اور کوئی اضطراب وحزن میں مبتلا اور مستانہ وار گرفتار۔ کسی کو ذکر جہر بتایا جارہا ہے اور کسی کو ذکرِ خفی کی تلقین۔ کسی کو سلوک مجدّدیہ طے کرایا جاتا اور کسی کو ویسے ہی اللہ کا نام بتا دیا جاتا۔ یہ مختلف احوال نہ کسی کی سمجھ میں آسکتے ہیں اور نہ ہی مؤلف تشریح پر قادر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کوئی محدود طرز اور مقرر روش نہ تھی جس کو من وعن بیان کرسکیں البتہ آپ کے فیضان میں جوش وخروش بہت ہی کم طبائع پر پیدا ہوتا تھا اور اگر ہوتا بھی تو چند روز کے بعد سکون پیدا ہو جاتا۔ آپ کی نسبت پر چونکہ نسبتِ صدیقی وتوکلی کا غلبہ تھا اس لیے خود بھی گمنامی اور سادگی پسند فرماتے تھے اور اپنے متوسلین میں بھی اسی کو زیادہ پسند کرتے چنانچہ آپ کے خلفاء بھی اکثر اسی رنگ میں رنگے گئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ آج بھی بے تکلف زندگی اور درویشانہ سادگی ان کا شعار ہے۔ تجرد اور ترکِ تعلقات کا رنگ آپ کو پسند نہ تھا۔ متوسلین میں سے اگر یہ حالت کسی پر طاری ہوتی تو آپ اس کے سلب کی کوشش فرماتے۔

اور طالبین پر حالتِ تعلیم میں نورِ نسبت عجیب وغریب مثالوں میں ظہور کرتا، بدن پر لرزہ پڑ جاتا،

Marfat.com

کبھی مثلِ برق کے اور کبھی دوسری آوازوں میں اس کا احساس ہوتا۔ کبھی طالب ہر عضو سے اسمِ ذات کی آواز محسوس کرتا۔ بعض اشغال میں بال بال سے ذکر جاری ہو جاتا۔ کبھی قلب سے ذکر اسم ذات بچہ کی سی آواز میں سنائی دیتی اور بلند استعداد اور قوی ہمت طالبین کے حال اور سیر قدمی ونظری کی کیفیات تو ایسی تھیں جو بیان میں آ ہی نہیں سکتیں۔ بعض ایسے طالبین بھی ہوتے جن کو تمام سلوک میں اُن حالات میں سے کچھ بھی پیش نہ آتا۔ ان کا حال دریا کی اس روانی کی طرح تھا جس میں تموّج نہ ہو۔ تاہم ان کی عقیدت میں کچھ فرق نہ آتا۔ غرضیکہ سب خدام کو تمام سلاسل کے اولیاء اللہ سے حُسنِ ظن رکھنے کی تلقین کرتے۔ تربیت میں جمالی رنگ بہت غالب تھا۔ البتہ اگر کبھی ضرورت سمجھتے تو جلال سے بھی کام لیتے۔ امراض روحانی کے علاج میں عوارضِ مرض پر نظر ہونے کی بجائے منشاء مرض یعنی علت مرض پر توجہ زیادہ رہتی۔

نقل:

ایک روز آپ حجرہ شریف سے چہل قدمی کے لیے باہر نکلے۔ خان محمد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ تھا۔ سامنے سڑک پر ایک شخص عمدہ لباس پہنے عمدہ گھوڑی پر سوار جا رہا تھا۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا خان محمد! یہ سوار جو جا رہا ہے پیر ہے کاش کہ اس کا باطن بھی ٹھیک ہوتا تو صحیح پیر بن جاتا۔ خان محمد نے فوراً عرض کیا ''میرے پیر کے سامنے ایک شخص گزر جائے اور خالی چلا جائے''۔ خان محمد کے منہ سے یہ بات کچھ اس انداز سے نکلی کہ آپ کی طبیعت میں جوش آ گیا۔ شفقت کا جذبہ ابھر آیا۔ خان محمد نے چہرہ کے تیور دیکھتے ہوئے عرض کیا کہ حضور! اسے بلا لاؤں؟ آپ نے فرمایا: ''وہ پیر ہے بلانے سے نہیں آئے گا، واپس چلو خود ہی آ جائے گا۔'' آپ حجرہ شریف میں تشریف لے آئے۔ اس کی گھوڑی چلنے سے رک گئی۔ ایڑی لگائی، بہتیرا مارا مگر آگے چلنے کا نام نہ لیتی تھی۔ آخر اس نے تنگ آ کر لگام ڈھیلی چھوڑ دی تاکہ جس

Marfat.com

طرف چلے ادھر ہی سہی۔ گھوڑی جو چلی حجرہ شریف کے سامنے آ کر رکی۔ سوار اترا، آپ نے تین دن اسے اپنے پاس رکھا۔ تمام سلوک طے کرایا اور اجازتِ بیعت فرما کر رخصت کیا اور فرمایا جاؤ اب ٹھیک ہے۔ چہرہ نورِ ایمان کی چمک سے نکھار پر تھا اور دل میں خدا کی یاد تھی۔

عشق کرم دا قطرہ ازلی تئیں مَیں دے وَس ناہیں
ہکناں لبھدیاں عمر گنوائی ہکناں دے وِچ راہیں

نقل:

ایک بار اعلیٰ حضرت سیدوی رحمۃ اللہ علیہ نے سرہند شریف اور انبالہ شریف کے اعراس مقدسہ سے واپس تشریف لاتے ہوئے امرتسر قیام فرمایا جناب کے خلیفہ عالی قدر میاں حسن علی صاحب قریشی ساکن چونڈہ دیوی ضلع امرتسر جو ابھی تک مرید نہ ہوئے تھے امرتسر ہی حاضرِ خدمت ہوئے۔ عرض کیا حضور! میری تمام عمر حبسِ دم، ذکرِ قلبی ولسانی میں گزر گئی مگر کچھ ہاتھ نہ آیا۔ اعلیٰ حضرت سیدوی نے فرمایا۔ بابا! خداوند تعالیٰ نے انسان کو بڑا اعلیٰ مرتبہ عطا فرمایا ہے بلکہ اشرف المخلوقات ٹھہرایا ہے وہ کسی صورت میں مرد کی کمائی ضائع نہیں کرتا، بابا! تمہارے خزانے میں سب کچھ موجود ہے۔ اگر کوئی صاحبِ ہمت مردِ کامل اس فیضان کو برمحل مقامات کی طرف راستہ کر کے لوٹا دیوے تو ابھی سب کچھ سمجھ میں آ جائے۔ بابا جی نے اس پر نہایت عاجزی سے عرض کیا کہ فی زمانہ حضور سے بڑھ کر صاحبِ کمال اور کون ہے، آپ ہی یہ احسان فرمائیں۔ اس پر ارشاد فرمایا اگر یہی منشاء ہے تو مبارک ہے لو ابھی لوٹا دیتے ہیں۔

''ایتھے نہیں ادھار سودا نقداں دا''

مگر افسوس کہ تم نے دکان عصر کے وقت کھولی ہے اگر بکری زیادہ ہو تو کام بنے۔ حاضرین عصر کے وقت دکان کھولنے کا اشارہ بابا جی کی ضعیف العمری کو سمجھتے رہے لیکن اصل میں ان کا اشارہ خود آپ

Marfat.com

کے جلدی وصال فرمانے کی طرف تھا اور ایسے ہی ظہور میں آیا۔ الغرض حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے سعادت مند باباجی کی پیشانی پر اپنی بابرکت کمال والی انگلی لطیفہ نفس پر رکھ کر دائرہ ولایتِ کبریٰ کا سبق دیا اور توجہ اتحادی وارد کی۔ باباجی نے دوہائی مچادی کہ حضرت میری پیشانی جل گئی۔ حضور قبلہ عالم نے ارشاد فرمایا ”بلّے بلّے بابا بڑا تکڑا ہے جو اس قدر فیضان برداشت کرلیا۔ اس قدر دل گردے والا شخص ہندوستان میں کم دیکھنے میں آیا ہے۔“

باباجی جب تک رہے فرماتے تھے کہ ہر روز جب بعینہٖ وہ وقت آتا ہے جب کہ حضور قبلہ عالم نے میری پیشانی پر انگلی مبارک رکھی وہاں درد محسوس ہونے لگتا ہے۔ اسی مجلس میں جناب حاجی الحرمین مولوی ولی محمد صاحب امرتسری معہ چند احباب حاضر خدمت ہوئے اور کسبِ فیض کے لیے عرض کیا تو آپ نے اُن سب کو باباجی کے سپرد کر کے فرمایا کہ انہی سے سبق لے لینا۔ آپ کی ایک نظر کیمیا اثر نے اس قابل بنادیا کہ بڑے بڑے اہل علم آپ سے فیض حاصل کریں۔

مغرور جید عالم کی حاضری:

مولانا جمال الدین صاحب ایک جید عالم مفتی کی اچھرہ (لاہور) آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی۔ پھر وہ کسی وقت سید اشریف حاضر ہوئے اور آپ کی چارپائی کے برابر اپنی چارپائی بچھوا کر بیٹھے، دیگر خدام کو یہ بات ناگوار گزر رہی تھی مگر آپ نے منع فرمادیا کہ ان کو مت کچھ کہو۔ آخر عالم جو ٹھہرے۔ ایک رات تو یوں بسر ہوئی دوسری رات چارپائی دور جا بچھائی۔ تیسری رات نیچے بستر کیا۔ پھر ایسے گرویدہ ہوئے کہ بیعت ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے چند معمولات تلقین فرمائے پھر وہ چلے گئے۔ کچھ مدت بعد پھر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ جناب! فیض تو ایک خیال ہی ہوا۔ خیال رہا تو فیض رہا۔ خیال نہ رہا تو کچھ نہ رہا۔ محض خیال کی کیا حقیقت ہے۔ آپ نے صرف ایک تیز نگاہ سے ان کی طرف دیکھا۔ انہوں نے شور مچادیا۔ بس حضور! یہ خیال نہیں۔ ایک حقیقت ہے اور بالکل حقیقت ہے۔

Marfat.com

پوچھنے پر مولوی صاحب نے بتایا کہ جب آپ نے نظر کی تو میری پیشانی میں ایک نور داخل ہوا اور مجھے یوں محسوس ہوا کہ میری پیشانی ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی ہے بس اس کے بعد تادم زندگی ادب واحترام قائم رہا۔ مولانا میرے بھی استاد تھے۔ ایک سال لاہور میں ان کے پاس قیام کیا تھا۔ جب آپ کا نام آتا تو رو پڑتے اور فرماتے ایسا شفیق پیر نہ ملے گا اور اپنی تربیت کے عجیب وغریب واقعات سنایا کرتے۔

اعلیٰ حضرت سیدوی رحمۃ اللہ علیہ بعض اوقات کسی طالب کی استعداد کا اظہار بھی فرمایا کرتے۔ چنانچہ منشی کرم الٰہی صاحب ساکن رسول نگر کے بارہ میں فرمایا کہ یہ ازلی (محفوظ) ہے اور حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو پہلی بار دیکھ کر فرمایا کہ یہ ازلی سعید ہیں۔ اب ان کا انتقال ہو چکا ہے جب کتاب لکھی گئی تو زندہ تھے۔

حضور کا جلال:

حضور کے حاضر باش درویش میاں غلام حیدر صاحب ساکن موضع دھریکاں خورد جو ایک نہایت سمجھدار اور معاملہ فہم خادم تھے۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ کو ان سے بہت محبت تھی اور ان سے بہت خوش تھے۔ ایک بار مویشیوں کی حویلی میں حضور کی گھوڑی بندھی تھی۔ حویلی کے دروازے کھلے تھے۔ کوئی گھوڑا گلی سے گزرتا ہوا حویلی میں داخل ہوا۔ حضور آرام فرما رہے تھے۔ شور جو ہوا تو حضور کی آنکھ کھل گئی۔ آپ حویلی میں تشریف لائے تو غلام حیدر اس وقت حویلی میں موجود تھا۔ حضور نے اپنا جوتا اتار کر اسے مارنا شروع کر دیا۔ مارتے مارتے جوتا آپ کے ہاتھ مبارک سے گر گیا۔ غلام حیدر نے جوتا اٹھا کر پھر آپ کے ہاتھ میں دے دیا۔ مارتے مارتے پھر دوبارہ جوتا آپ کے ہاتھ سے گر گیا اس نے پھر اٹھا کر آپ کے ہاتھ میں دے دیا۔ آپ کا غصہ اسی وقت جاتا رہا۔ آپ نے غلام حیدر سے پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ عرض کیا حضور! اس لیے کہ ایک تو جوتا اٹھانے میں آپ کو تکلیف نہ ہو اور دوسرے مارنے میں دیر نہ ہو۔ آپ اس کی بات سے اس قدر خوش ہوئے کہ سینے سے لگا لیا۔

Marfat.com

اخلاق:

اخلاق کا لفظ بظاہر بہت مختصر اور عام فہم ہے مگر حقیقت میں بہت جامع ہے۔ اگر اس کی جامعیت پر نظر ڈالی جائے تو صدیقیت تک کا اعلیٰ درجہ حاصل کرنے کے لیے جن مراحل سے گزرنے کی ضرورت ہے وہ سب اس لفظ میں موجود ہیں۔ مرتبہء ولایت تک پہنچنے کے لیے جس تہذیب اور اصلاح کی حاجت ہے وہ سب خلق میں داخل ہے چونکہ عام لوگ خلق کو ایک معمولی چیز سمجھتے ہوئے اہمیت نہیں دیتے۔ اس لیے مختصری تشریح عرض کیے دیتا ہوں۔

صوفیا کا حال ہے اخلاق کا سنوارنا اور ہمیشہ خدا کی طرف دل کو متوجہ رکھنا۔ جس کا نام اصطلاحِ نقشبندیہ میں دوامِ حضور ہے۔ تصوّف کی حقیقت ہے اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے مزّین ہونا اور اپنے ارادہ کو ترک کر کے ہمہ تن اللہ تعالیٰ کی رضاء کے حصول میں لگ جانا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے {تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللهِ ط} صوفیا کے اخلاق وہی ہیں جو جناب رسول اللہ ﷺ کے اخلاق ہیں۔ حسبِ فرمان الٰہی کہ ''بیشک تم بڑے خلق پر پیدا کیے گئے ہو'' اور جو کچھ احادیث میں آیا ہے اس پر عمل اخلاق صوفیا میں داخل ہے۔ صوفیا کے اخلاق کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔ اپنے آپ کو کمتر سمجھنا مخلوق کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنا۔ خلقت کی ایذا کو برداشت کرنا۔ غیظ وغضب کا چھوڑ دینا۔ ہمدردیٔ خلق اور خیر خواہی۔

ایثار:

یعنی مخلوق کے حقوق کو اپنے حقوق سے مقدم رکھنا' سخاوت کرنا' درگزر اور خطا کا معاف کرنا' خندہ روئی' نرم مزاجی' تصنع اور تکلف کا چھوڑ دینا' خرچ کرنا' بلا تنگی اور بغیر اتنی فراخی کہ احتیاج لاحق نہ ہو، خدا پر بھروسہ رکھنا۔ تھوڑی سی دنیا پر قناعت کرنا۔ پرہیز گاری، جنگ وجدال اور عتاب نہ کرنا مگر حق کے ساتھ۔ بغض وکینہ اور حسد نہ رکھنا۔ عزّ وجاہ کا خواہشمند نہ ہونا۔ وعدہ پورا کرنا۔ بردباری دور اندیشی۔ بھائیوں کے ساتھ موافقت ومحبت رکھنا۔ اغیار سے علیحدہ رہنا۔ محسن کی شکر گزاری۔ سیر چشمی۔ دلیری غیّور۔ دشمن

Marfat.com

نوازی۔ راست بازی۔ استقامت میں پختگی۔ غیرت۔ تقویٰ اور خوفِ الٰہی میں چور۔ حُبّ فی اللہ کے مقام میں راسخ اور معاملۂ رضا و تسلیم میں نہایت مہذب ہونا۔ قطع علائق میں بے باک ہونا ان کا شیوہ ہوتا ہے۔ طریقت کے تمام مباحث جو سینکڑوں ضخیم کتابوں کے اندر اولیاء اللہ نے ان چودہ صدیوں میں جمع کیے ہیں ان کا لبِّ لباب یہی ہے جو اوپر چند سطور میں بیان ہوا ہے۔ پہلے بزرگ انہی اخلاق سے انسان کو مہذب بنانے کے لیے اور برے اخلاق چھڑانے کے لیے محنتیں کرایا کرتے تھے تا کہ یہ کام آسان ہو جائے مگر متأخرین نے خصوصاً ہمارے مشائخ قدس اللہ اسرارھم نے یہ طریقہ پسند کیا ہے کہ ذکر کی اس قدر کثرت کرائی جائے کہ یہ برے اخلاق ذکر کے نیچے دب جائیں اور ذکر تمام باتوں پر غالب آ جائے۔ برے اخلاق تو بہت ہیں مگر اکثر بزرگوں نے دس میں محصور کر دیے ہیں۔ پھر ان دس کا خلاصہ تکبر بتایا ہے۔ اگر یہ دور ہو جائے تو باقی خود بخود دور ہو جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے بہت سے لوگوں کے لیے یادِ خدا سے جو ثمرات مرتب ہونے چاہئیں انہیں نہیں ہوتے۔

ذکر کُن ذکر تا ترا جان است
پاکیٔ دل زِ ذکرِ رحمان است

ترجمہ: ''جب تک تیرے اندر جان ہے ذکر کر تا رہ دل کی پاکی اللہ کے ذکر میں ہے۔''

حکایت:

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کوئی شخص بیس سال رہا، ایک روز عرض کرنے لگا کہ حضرت اتنی مدت میں مجھے تو کچھ آپ سے حاصل نہیں ہوا۔ وہ شخص اپنی قوم کا سردار اور برادری میں ممتاز تھا۔ آپ سمجھ گئے کہ اس کے دل میں بڑائی ہے۔ فرمایا: اچھا ایک کام کرو۔ اخروٹوں کا ایک ٹوکرا بھر کر خانقاہ کے دروازے پر بیٹھ جاؤ اور پکارو کہ جو شخص میرے ایک جوتا مارے گا اس کو ایک اخروٹ دوں گا اور جو دو مارے گا تو اس کو دو دوں گا۔ اسی طرح زیادہ کرتے جاؤ۔ جب یہ کام کر لو اور اخروٹوں کا ٹوکرا خالی

Marfat.com

ہو جائے گا تب میرے پاس آؤ۔ اس شخص نے کہا: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ مجھے تو یہ کلمہ ہی کافی ہے لیکن یہ کام تو حضرت مجھ سے نہ ہو سکے گا۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ وہ مبارک کلمہ ہے کہ اگر ستر برس کا کافر ایک مرتبہ صدق دل سے پڑھ لے تو واللہ مومن ہو جائے مگر اس وقت تو اس کے پڑھنے سے کافرِ طریقت ہو گیا ہے جا نکل جا تجھے مجھ سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

بہر حال کبر مجموعہ ہے تمام برائیوں کا لیکن ہمارے مشائخ قدس اللہ اسرارھم نے اس کے لیے خدمت وصحبتِ شیخ اور ذکر تجویز فرمایا ہے۔

Marfat.com

حضور رحمۃ اللہ علیہ کے عادات

اخلاق:

اعلیٰ حضرت سیدوی رحمۃ اللہ علیہ اخلاق عالیہ سے پورے طور پر متصف اور جامع اخلاقِ حسنہ تھے۔ اُس میں کوئی مبالغہ نہیں، میں یہ نہیں کہتا کہ آپ معصوم تھے۔ مگر شیخ کامل کی صحبت، مجاہدہ اور ریاضتِ شاقہ نے آپ کو کندن بنا دیا تھا۔ حُسنِ صورت، حُسنِ سیرت کے کمال امتزاج نے اعلیٰ حضرت سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کو مجسم پیکر اخلاق اور سرتا پا کمال اور ہر عضو اور رواں رواں ایسا حسین بنا دیا تھا کہ عمر بھر ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے سے بھی سیری نہ ہوتی تھی۔ آپ کے محاسن بیان کریں تو کیا کریں ؎

فدا ہوں آپ کی کس کس ادا پر
ادائیں لاکھ اور بیتاب دل ایک

آپ کا جمال پیچھے نہ ہٹنے دیتا تھا اور جلال آگے نہ بڑھنے دیتا تھا ہر وقت جمالِ مشاہدۂ ذات میں مستغرق رہنے کی وجہ سے یہ اخلاق طبیعت ثانیہ بن چکے تھے اور آپ سے ان کا ظہور بے تکلف ہوتا تھا۔ سنتِ نبوی پر عمل ایک عادت بن چکی تھی۔ خلاف ہونے پر طبیعت بے چین ہو جاتی تھی۔

توکّل:

اس نسبت کا خاصہ ہی توکّل ہے۔ سلسلہ عالیہ کی تربیت ہی توکّل پر ہے۔ جن کی ابتداہی توکّل پر ہو تو ان کی انتہا کہاں ہوگی۔ اُس کا کیا پوچھنا۔ بہر حال شاہ توکّل کے طفیل یہاں بھی توکّل اپنے شباب پر تھا۔ زندگی کے تمام معاملات ظاہری و باطنی میں سوائے مولائے حقیقی کے کسی پر نظر نہ تھی۔ اسباب کا وجودو

Marfat.com

عدم نگاہ عالی میں یکساں تھا۔ اگر اسباب مہیا ہو گئے یا کیے گئے تو ان کو مؤثر بھی سمجھا ہی نہیں گیا۔ اگر غور کریں تو یہاں کا قیام آپ کے متوکّل علی اللہ ہونے کی بڑی قوی دلیل ہے کیونکہ اس علاقہ میں سوائے توکّل کے اور کوئی ایسا سہارا نہ تھا جس کے باعث آپ یہاں ٹھہرتے۔

چند مخلصین نے بعض مصالح کی بنا پر زمین خریدنے کے لیے بار بار عرض کی جو اس ماحول کے عین مطابق تھی مگر ہر بار یہی جواب ملتا کہ یہ فساد کی جڑ ہے کیا کرنی ہے۔ لیکن جب حالات دیہہ کی بنا پر مخلصین نے بے حد مجبور کیا تو مان گئے اور زمین خریدنی شروع کر دی مگر وہ تمام گاؤں میں نکمّی تھی اور بوجہ نکمی ہونے کے بہت سستی تھی۔ مخلصین نے عرض کیا! حضور! یہ زمین اچھی نہیں۔ فرمایا زمین بری نہیں ہوتی آدمی کی قسمت بری ہوتی ہے۔ سو آج وہ زمین سب زمینوں سے اچھی ہے۔

نقل:

ایک بار حضور قبلہ عالم انبالہ شریف کے عرسِ پاک کی شرکت کے لیے تیار بیٹھے تھے۔ مخلصین جن کو حضور کے ہمراہ جانا تھا اجازت طلب کر رہے تھے۔ حافظ عبداللہ صاحب ساکن موضع بوہت بھی آئے اور حضور قبلہ عالم سے اس انداز میں ہمراہ چلنے کے لیے عرض کیا کہ حضور مجھے بھی خدمت کے لیے ہمراہ چلنے کی اجازت فرمائی جائے تا کہ آپ کو سفر میں کوئی تکلیف نہ ہو۔ یہ بات سنتے ہی آپ کو جوش آ گیا۔ فرمایا حافظا! تیرے پیچھے ہم نے نمازیں پڑھیں ہیں۔ تمہاری یہ بات سن کر خیال ہوا ہے کہ وہ نمازیں لوٹالی جائیں۔ خدمت کے خیال سے تیرا یہ سفر سراسر توکّل کے خلاف ہے گویا تم ہمراہ ہو گے تو آرام ہو گا ورنہ نہیں۔ لہٰذا تمہیں ساتھ جانے کی اجازت بھی نہیں۔

اسی ایک واقعہ سے اندازہ لگایئے کہ توکّل میں آپ کا کیا مقام تھا اور کئی واقعات توکّل مختلف ابواب میں گزر چکے ہیں۔

Marfat.com

زُھد:

دنیا سے آپ کا دل سرد ہو چکا تھا۔ اپنے آپ کو دنیا میں ایک مسافر ہی سمجھتے تھے۔ جس کی مثال آپ کا وہ کچا حجرہ تھا جس میں اس عظیم المرتبت ہستی نے زندگی گزار دی۔ جس کا مختصر نقشہ یہ تھا۔

چھت بہت نیچا۔ پیلو کے درخت کا ایک بہت بڑا بے ڈھنگا شہتیر پڑا ہوا تھا اور اس کی کڑیاں پتلی اور کمزور جس میں چڑیوں کے اکثر گھونسلے بنے ہوئے تھے اگر کوئی کڑی ٹوٹتی تو اسے بدلنے کی بجائے اس کے نیچے لکڑی کا ایک ستون کھڑا کر دیا جاتا تاکہ وہ نہ گرے۔ چنانچہ ایسے کئی ستون حجرہ شریف میں موجود تھے۔ دروازے کا صرف ایک ہی تختہ تھا اور وہ بھی اس طرز کا جس کو پنجابی میں کھڑک کہتے ہیں یعنی دروازے کے چوکھٹے میں تین تین انچ چوڑی اور دو ڈھائی فٹ لمبی تختیاں جڑی ہوئی تھیں۔ اور ہر ایک تختی کے درمیان تین تین انچ کی کھلی دراز تھی۔ یہ حجرہ مسجد کی دائیں طرف واقع تھا۔ اسی کو صاف کر لیا گیا تھا۔ موسمِ گرما میں نیچے ریت ڈال دی جاتی اور پانی کا چھڑکاؤ کر دیا جاتا تھا۔ ایک طرف صف بچھی رہتی۔ جس پر خدام بیٹھتے تھے۔ موسمِ سرما میں ایک خوشبودار گھاس ڈال دیا جاتا تھا جو اس وقت یہاں عام پایا جاتا تھا۔ اب وہ گھاس کہیں نظر نہیں آتا۔ بارہا خدام نے حجرہ کو پختہ اور عمدہ بنانے کے لیے عرض کیا مگر تاحیات اس کی اجازت نہ ملی۔ رہائشی مکان بہت مختصر لیکن نہایت باپردہ تھا جس کی دیواریں کچی تھیں اور اوپر سے پکی۔ مخلصین عرض کرتے کہ حضور اگر اجازت فرمائیں تو تمام مکان پختہ بنا دیا جائے ورنہ کم از کم نیچے سے تو پکے ہوں مگر اس طرف کوئی توجہ ہی نہ تھی۔ باوجود وسعت کے لنگر خانے عمدہ اور وسیع مکان نہ بنائے اور نہ باغات لگوائے لنگر اور گھر میں زیادہ تر مٹی کے برتن استعمال ہوتے تھے۔ طالبین اور حاضرین کے لیے کوئی تکلف نہ ہوتا تھا البتہ یہ تاکید ہوتی تھی کہ خوب پیٹ بھر کر کھاؤ، گاہے گاہے کسی مصلحت کے پیشِ نظر کسی کے لیے پُر تکلف کھانے کا انتظام بھی کر دیتے مگر طالبین کو لنگر کی سادہ روٹی کھانے کی تاکید ہوتی۔ ارشاد فرماتے جن کو فیضِ باطنی حاصل کرنا ہو ان کو لنگر کا کھانا ہی کھانا چاہیے۔ اس

Marfat.com

سے نورِ باطنی میں ترقی ہوتی ہے۔تکلف دنیا والوں کے لیے ہوتا ہے جن کا فیض باطنی میں کوئی حصہ نہیں۔ چنانچہ ایک بار مولوی فتح محمد اور مولانا حبیب اللہ صاحب گجراتی سید اشریف حاضرِ خدمت ہوئے۔قصبہ پٹی ضلع لاہور کے ایک رئیس بھی وہاں موجود تھے جو کسی دنیوی غرض کے لیے حاضر ہوئے تھے۔اس کے لیے گھر سے پر تکلف کھانا آیا۔اس نے ان کو بھی کھانے میں شریک ہونے کے لیے مجبور کیا، فوراً اس وقت حضور قبلہ عالم تشریف لے آئے اور ان دونوں کو اشارتاً منع فرما دیا۔غرضیکہ آپ کی زندگی میں دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طرف توجہ کامل طور پر پائی جاتی تھی۔

قناعت:

نقل: از حضرت خلیفہ اصغر علی صاحب رادوری المعروف جرنیل صاحب! یہ حضور کے ایک ہی ایسے خلیفہ تھے جو ہر لحاظ سے حضور قبلہ عالم کی چلتی پھرتی ایسی تصویر تھی کہ ان کو دیکھ کر حضور قبلۂ عالم یاد آ جاتے تھے۔

حضرت جرنیل صاحب ایک شب آپ کو سہلا (ملکیاں) رہے تھے کہ بے ہوشی طاری ہوگئی کیا دیکھتے ہیں کہ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا دربار لگا ہوا ہے۔حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ بھی وہاں تشریف رکھتے ہیں اور حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے فرما رہے ہیں کہ اگر آپ چاہیں تو آپ کے لنگر میں صبح و شام نہایت عمدہ سے عمدہ کھانے پکا کریں۔آپ نے جواباً عرض کیا۔حضور! میرے پیر و مرشد کے لنگر میں دال پکتی تھی۔حضور اسی سنّت پر قناعت کرنے کا ارادہ ہے۔حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''شاباش! ایسا ہی چاہیے''۔اسی وقت آپ نے ہوں ہوں فرما کر بیدار کر دیا اور فرمایا جرنیل کچھ دیکھا ہے عرض کیا حضور! یہ دیکھا ہے۔فرمایا ٹھیک ہے۔

ایثار:

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۭ (سورۃ الحشر آیت:۹)

Marfat.com

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ○

(سورۃ الدہر آیت: ۸)

کا منظر ہر وقت نظر آتا تھا۔ گھر میں اتنا سالن پکانے کی ہمیشہ تاکید ہوتی کہ اگر محلہ والوں کو بھی ضرورت ہو تو ان کو بھی پورا آسکے۔ اگر کوئی تقریب ہوتی تو طعام وغیرہ سے ہمسایوں کو کبھی محروم نہ رکھتے۔ غیر مسلم ہمسایوں کو خشک سامان پہنچا دیا جاتا۔ کئی کئی یتیموں کی بیک وقت لنگر سے ہر قسم کی پرورش کی جاتی۔ علماء، سادات کا احترام خصوصی طور سے کیا جاتا جن کے لیے آپ ضرورت سمجھتے ان کو کپڑا و نقدی بھی دے دی جاتی۔ تقریب عرس پر آنے والے مہمانوں کی تواضع حلوے سے کی جاتی تھی۔ آپ کی زندگی میں بھی اور بعد میں بھی ایک عرصہ تک تواضع کا یہ طریقہ قائم رہا۔ اگر کوئی سائل آتا تو اس کو جو مناسب سمجھتے عطا کرتے مگر طاق عدد کا لحاظ ضرور رکھتے۔ جب ہم دونوں بھائیوں کا ختنہ کرایا تو محلّہ کے جتنے یتیم تھے سب کے ختنے کرادیئے اور تاصحت ان کی تیمارداری کے مصارف آپ ادا فرماتے رہے۔ جب کوئی شخص ملنے آتا تو بغیر کھانا کھائے جانے نہ دیتے۔ اگر کھانے کا وقت نہ ہوتا تو جو کچھ حاضر ہوتا اس سے تواضع کر دی جاتی۔ یتیم، بیوگان اور نادار لوگوں کی نذر قبول نہ فرماتے اگر ہوسکتا تو ان کی اور خدمت کرتے۔ ڈوم، میراثی اور دیگر اس قماش کے لوگوں کا بھی نذرانہ قبول نہ فرماتے۔

خطاؤں سے درگزر:

اس معاملہ میں بھی عموماً رحم و کرم کا مظاہرہ ہوتا۔ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ط کی صفت جلوہ گر تھی۔ کسی خادم سے ناراضگی ذاتی بناء پر تو ہوتی ہی نہ تھی البتہ تربیت کے پیشِ نظر کوئی نہ کوئی ایسی صورت ہو جاتی۔ تربیت میں اگرچہ جمالی رنگ غالب تھا مگر اس راہ میں جلال کی بھی ضرورت ہے۔ جب کسی خادم سے ناراض ہوئے اور وہ معافی کے لیے دروازے پر آجاتا تو اس کو ضرور معاف فرما دیتے۔ جب مؤلّف کی ولادت ہوئی تو تقریب عقیقہ پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وہ خدام بھی حاضر ہوئے جن کے متعلق یہ خیال تھا کہ

Marfat.com

آپ رحمۃ اللہ علیہ ان سے کبھی راضی نہ ہوں گے لیکن جب وہ حاضر ہوئے اور معافی طلب کی تو آپ نے فرمایا کہ آج ہمیں اس قدر خوشی ہے کہ ہم نے اس خوشی میں سب کو معاف کر دیا اور سب کو گلے سے لگا لیا۔ پھر اس رنجش کا ذکر کبھی زبان پر نہیں آیا گویا کہ کبھی رنجش ہوئی ہی نہ تھی۔

والدہ ماجدہ سے محبت:

حضور کو اپنی والدہ ماجدہ سے بے پناہ محبت تھی۔ تا زندگی اپنی والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا کو اپنے ساتھ بٹھا کر دونوں ماں بیٹا کھانا تناول فرماتے اور سفر سے جب واپس آتے تو ایسی نرم غذائیں جن کے کھانے میں تکلیف نہ ہو ہمراہ لاتے۔ یہ معمول آخر وقت تک قائم رہا۔

بھائی سے محبت:

آپ کے برادر حقیقی صرف ایک ہی تھے جن کا نام نامی خواجہ نور عالم رحمۃ اللہ علیہ تھا جو عرصہ پانچ سال سے وفات پا چکے ہیں۔ چونکہ آپ کے ہاں اولادِ نرینہ نہ تھی۔ نرینہ اولاد زندگی کے آخری ایام میں ہوئی تو حضرت نور عالم رحمۃ اللہ علیہ تمام عمر بھائی اور بیٹوں والی محبت کے مرکز بنے رہے۔ ان کی جدائی اور ناراضگی کو برداشت نہ کر سکتے تھے۔ ہر اچھی اور عمدہ چیز کے وہ مستحق سمجھے جاتے تھے۔ ان کی شادی کے موقع پر دونوں گاؤں کو دعوت میں شریک کیا۔ پھر آبائی مکان میں ان کو الگ کر دیا اور گزارے کے لیے پچیس روپے ماہوار اور بارہ من گندم سالانہ وظیفہ مقرر فرما دیا اور پارچات اس کے علاوہ عنایت فرماتے اور کچھ زمین بھی خرید کر ان کے نام لگوائی۔

اہلِ خانہ پر اخلاقی اثر:

حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی دو اہلیہ محترمہ تھیں۔ آپ کا پہلا عقد تو اسی علاقہ میں ہوا اور دوسرا عقد قصبہ شاہ آباد ضلع کرنال خاندانِ سادات میں ہوا جو حضور شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایمائے باطنی پر ہوا۔

Marfat.com

اس مؤلف کی والدہ محترمہ وہی ہیں جو اپنی دعاؤں سے میرے سر پر سایہ فگن ہیں۔ دین و دنیا میں انہی کی دعاؤں پر آس لگائے بیٹھا ہوں۔ میری ولادت کی بشارت حضور شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ نے ہی دی تھی اور میرا نام بھی انہی کا تجویز کردہ ہے۔ بڑے مائی صاحبہ سے تین صاحبزادیاں اور ایک صاحبزادہ جناب شیر عالم صاحب موجود ہیں۔ یہ رشتہ بہت نازک ہے مگر آپ کا اخلاقی اثر یہ تھا کہ آپ کی زندگی میں اور بعد میں بھی ایک ہی مکان میں یہ کنبہ رہا لیکن آج تک کسی کو کانوں وکان خبر نہ ہوئی کہ ان میں سوکن کا رشتہ ہے یا آپس میں ماں جائی بہنیں ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ثم اَلْحَمْدُ لِلّٰہ بڑے مائی صاحبہ عرصہ ہوا وصال فرما چکے ہیں ایک سال ہوا میری والدہ مکرّمہ بھی وصال پا چکی ہیں۔

خدّام سے شفقت:

حضور سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ اور عنایات ظاہری، باطنی ہر ایک حاضر خدمت ہونے والے کے حال پر ایسی تھی کہ ہر شخص یہ سمجھتا تھا کہ مجھ سے زیادہ کسی کے ساتھ محبت و تعلق نہ ہوگا، کیوں نہ ہو! کاملین جو متخلق باخلاق اللہ ہیں ان کی یہی صفت ہوتی ہے۔ آفتاب کو اپنے فیض پہنچانے میں کسی سے بخل نہیں ہوتا۔

شکر فیض تو چمن چوں کند اے ابرِ بہار
کہ اگر خارو اگر گل ہمہ پروردۂ تست

ترجمہ: ''اے بہار کے بادل جب چمن تیرے فیضان کا تذکرہ کرتا ہے پھر وہ کانٹا ہے یا پھول سب کچھ تیرا ہی پالا ہوا ہے۔''

نقل:

ایک بار منشی عباس علی صاحب جو حضور قبلہ عالم کے منظورِ نظر اور مخلص خادم تھے۔ حضور کے زمانۂ حیات میں عرس شریف کی تقریب پر تاریخ کی غلطی سے دوسرے روز پہنچے جبکہ عرس شریف ہو چکا تھا اور

Marfat.com

لوگ واپس جا رہے تھے۔ لیکن حضور نے فرمایا کہ آج بھی مسجد میں عرس شریف جیسی ہی رونق رکھی جائے تا کہ جو دوست واحباب آج پہنچے ہیں وہ بھی مایوس نہ ہوں۔ چنانچہ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے لیے بھی وعظ فرمایا۔ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا جو احباب مجلس میں موجود نہ ہوتے یا باہر سے ایک آدھ دن میں پہنچنے والے ہوتے ان کا حصہ رکھ دیا جاتا، جب وہ آتے تو ان کو دلا دیا جاتا۔

نقل:

جب کوئی خادم آپ سے کسی بارہ میں کوئی عمل پوچھتا تو اسے قرآن مجید کی آیت تلقین فرماتے کہ یہ پڑھا کرو اور علاوہ اس کام کے جس کے بارے میں پوچھا جاتا کئی اور چیزوں کے لیے بھی ساتھ فرما دیتے۔ منشی غلام جیلانی نے عرض کیا کہ حضور! آپ سائل کو علاوہ اس کام کے جو سائل نے پوچھے نہیں ان کے لیے بھی اجازت فرما دیتے ہیں۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا منشی صاحب! اس کی دو وجہ ہیں: ایک تو جیسے کسی کو ملتا ہے ویسے ہی وہ دیتا ہے نیز ہمارا کام ہے اشاعت قرآن پاک، اگر اس ایک آیت پر عمل کرنے سے فوائد حاصل ہوئے تو اسے اس آیت پر یقین کامل ہو جائے گا۔ ایک آیت پر یقینِ کامل ہو جانا گویا تمام قرآن پر یقین ہو جانے کے مترادف ہے لہٰذا ہمارا مقصد حاصل ہو گا۔

یا ودود

Marfat.com

دل آزاری سے بچنے کی تاکید

نقل:

ایک مرتبہ چھچھر والی میں آپ کا قیام تھا۔ ایک مجلس میں طالبین کو نصائح فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ سالک کو ہر وقت اللہ جل شانہٗ کی شانِ بے نیازی سے ڈرتے رہنا چاہیے، اس کی کسی مخلوق کو حقیر نہ جانے، ہر حال میں اپنے آپ کو حق سبحانہٗ کے سامنے محتاج و ذلیل سمجھتا رہے بلکہ کسی کمال کو اپنی طرف منسوب نہ کرے اگر بہ تقاضائے بشریت کوئی خیال آ بھی جائے تو فوراً توبہ واستغفار کرے خصوصاً ایذائے قلب مومن سے تو بہت ہی بچنا چاہیے خواہ صورتاً ہی کیوں نہ ہو وہ عام مومن ہو یا خاص پھر فرمایا کہ اس پر ہمیں اپنا ایک واقعہ یاد آ گیا ہے۔

ابتدائی زمانہ میں جب کہ ہم نے تعلیم و تلقین باطنی کا کام شروع ہی کیا تھا تو ڈیرہ بسی ضلع انبالہ گئے، وہاں ہمارے متوسلین کی تعداد کافی تھی۔ کئی روز وہاں ٹھہرنے کا اتفاق ہوا۔ ایک روز ایک بڑھیا جو نہایت تنگدست، مفلس اور نادار تھی۔ قریباً ایک سیر چنے بطورِ نذرانہ میرے پاس لائی، میں نے اس کی مفلسی اور ناداری کو دیکھتے ہوئے خیال کیا کہ یہ چنے اگر اس کے پاس رہیں تو اس کے کام آئیں گے اور لینے سے کوئی خاص نفع نہ ہوگا۔ وہ چنے لے کر اس سے کہا کہ بڑھیا! تیرے چنے ہم نے قبول کر لیے ہیں کیا تو راضی ہوگئی ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں حضرت جی! میں بہت خوش ہوں۔ میں نے پھر کہا اچھا تو اب ایک بات سن۔ ہم نے تیری نذر قبول کر لی اور یہ چنے ہمارے ملک ہوگئے اور تجھ کو ثواب بھی مل گیا۔ اب ہم خوشی سے یہ چنے اپنی طرف سے تجھے تبرکاً دیتے ہیں تاکہ جس طرح پہلے نذرانہ دینے کا ثواب تجھ کو مل

Marfat.com

چکا ہے ویسے ہی ہدیہ دینے کا ثواب ہم بھی حاصل کرلیں۔ سو یہ لے اور ہمارا ہدیہ منظور کر۔ بڑھیا نے ویسے تو کچھ نہ کہا چپ چاپ چنے اٹھا، کپڑے میں ڈال، قدرے ناراضگی سے یہ کہتے ہوئے چلی کہ ہاں جی! آپ کو میرے اس حقیر نذرانہ کی قدر کیوں ہوتی، وہ بڑھیا تو چلی گئی، ہم نے بھی کچھ خیال نہ کیا۔ مگر ہوا یہ کہ مخلص مریدین کی جماعت کثیرہ جو ہر وقت مجلس میں رہتی تھی لیکن کھانے کو کوئی نہ پوچھتا پانچ وقت اسی حالت کسمپرسی میں گزر گئے۔ کھانے کے وقت سب اپنے اپنے گھر جا کر کھانا کھا آتے اور ہمارا کسی کو خیال نہ آتا۔ تب ہمیں خیال آیا کہ ہو نہ ہو اس بڑھیا کی ناراضگی کا یہ نتیجہ ہے۔ ہمارے چنے واپس کرنے کی بات اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں آئی اور ہمارے ان تمام مریدوں کے دل اللہ تعالیٰ نے ہماری خدمت سے بھی پھیر دیئے ہیں۔ اس خیال کے آتے ہی اکیلے بڑھیا کے گھر گئے اور بہت ہی عاجزی و منت سماجت اور دلجوئی کے ساتھ کہا کہ اماں جی! لاؤ وہ چنے ہمیں دے دو جن کی وجہ سے تم ناراض ہوگئی ہو۔ بڑھیا نے پھر کہا کہ حضرت جی! آپ کے مرید بڑے بڑے امیر ہیں آپ کو ان چنوں کی کیا پرواہ پڑی ہے۔ اس وقت میرے دل کو سخت صدمہ پہنچا اور تمام جسم پر لرزہ طاری ہوگیا۔ آنکھیں پرنم ہوگئیں۔ آخر کار سمجھا بجھا کر بڑھیا سے وہ چنے لے ہی لیے اور اس کو خوش کرنے کے لیے اس کے سامنے ہی بیٹھ کر وہ کچے چنے چبانے شروع کر دیئے۔ جب بڑھیا کا رنج و ملال دور ہو گیا تو باقی چنے پلے میں باندھ کر اپنی قیام گاہ آئے۔ اس وقت جب کہ ہم چنے چبا رہے تھے دوستوں کے دلوں میں کھلبلی مچ گئی اور ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ حضرت صاحب نے ان ایام میں کھانا کہاں سے کھایا؟ مگر ہر ایک مخلص نفی میں جواب دیتا۔ آپس میں ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے کہ تم نے ایسی غفلت کیوں کی؟ ایک کہتا میں تیرے بھروسے پر رہا ورنہ میں خود خدمت کرتا۔ دوسرا کہنے لگا اور میں تیرے بھروسے پر رہا۔ ان کی تُوتُو میں میں ہو رہی تھی کہ ہم بھی آ پہنچے اور دیکھتے ہی سب مریدین پاؤں پر آ گرے اور اپنی غفلت کی معافی مانگنے لگے۔ ہم نے نہایت شفقت سے ان کو تسلی دی اور کہا کہ اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں بلکہ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ نے اس طریقہ سے ہماری تربیت فرمائی ہے کہ عارف کو ایسی حرکت سے بچنا چاہیے جس سے کسی کے دل کو تکلیف پہنچے۔

شنیدم کہ مردانِ راہِ خدا
دلِ دشمناں ہم نکردند تنگ
ترا کے میّسر شود ایں مقام
کہ بادو ستانت خلاف است و جنگ

(سعدی)

ترجمہ: ''میں نے سنا ہے کہ اللہ کے راستے کے مرد دشمنوں کے دل کو بھی نہیں ستاتے تجھے پھر یہ مقام کس طرح حاصل ہوسکتا ہے کہ تو تو دوستوں کے ساتھ بھی برسرِ پیکار رہتا ہے۔''

الغرض حضور قبلہ عالم اسی خلق کی بنا پر مرجع خلائق تھے۔ چھوٹے بڑے، عالم اور جاہل نئی اور پرانی طرز کے لوگ سب اپنی اپنی حاجات ظاہری و باطنی آپ کی خدمت میں پیش کرتے اور حضور کی دعا سے ان سب کے مقاصد پورے ہوتے تھے۔ سب کی نظر آپ کی طرف ہوتی اور آپ کی توجہ خالص اللہ کی طرف! اور تمام امور کو من اللہ دیکھتے۔ ہر مدح و ذم سے فارغ تھے۔ کوئی امر موجب پریشانی نہ بنتا تھا۔ دور اندیشی کمال درجہ پر تھی۔ دور اندیشی دانش مندی کی ایک علامت ہے۔ آپ کی دانش مندی کا آپ کے اس مقولہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ''سات بادشاہوں کی عقل ہو تو درویشی کرسکتا ہے''۔ سیر چشمی کا اندازہ اس قول سے لگایا جاسکتا ہے کہ ''پیر کو مرید کے مال پر نظر رکھنا حرام ہے''۔ بہر حال یہ مضمون بڑا وسیع ہے اور تفصیل چاہتا ہے لیکن اختصار کے مدِ نظر صرف اتنا عرض کرنے پر اکتفا کرتا ہوں کہ آپ کا سب سے بڑا خلق یہ تھا کہ باوجودیکہ آپ دریائے وحدت میں مستغرق رہتے اور قلب مبارک پر واردات کا غلبہ اتنا ہوتا کہ کئی کئی روز بے ہوش رہتے مگر حقوق العباد اور حقوق اللہ کی ذمہ داریوں میں

Marfat.com

کبھی فرق نہ پڑا۔ جب نماز کا وقت آتا تو افاقہ ہو جاتا نماز ادا فرما لیتے اور پھر وہی حال ہو جاتا۔ تعلیم و تعلم بدستور جاری رہتا، غلبہ حال کی وجہ سے کھانا بھی کئی کئی ہفتے چھوٹ جاتا مگر ادائیگی حقوق سے کبھی غفلت نہ ہوتی لیکن ہر وقت یہ حال نہ تھا ایک سکرت تو ہر وقت رہتی۔ بسبب وارداتِ غیبی، قصبہ مجیٹھہ ضلع امرتسر کے مقام پر ایک مجلس میں ارشاد ہوا کہ۔۔۔اب فیضانِ غیب الغیب کی دھار ہمیشہ پڑنے کے باعث ہم پر سکر طاری رہتا ہے۔ واردات کی کثرت کا کیا عالم تھا۔ اس کے لیے ملاحظہ فرمائیے۔ ناظرین یہ معلوم کر سکیں کہ ایسے عالم میں حقوق کی احتیاط اعلیٰ صاحب عرفاں کی دلیل ہے۔

واردات کی بارش:

آپ کے برادرِ حقیقی حضرت قبلہ نور عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شب میں آپ کو سہلا رہا تھا۔ سہلاتے سہلاتے بیہوش ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ سُرخ رنگ کی موسلا دھار بارش ہو رہی ہے تو آپ نے ہوں! کہہ کر بیدار کر دیا کہ سہلاؤ۔ بیدار ہوا تو آپ کے کپڑوں پر ہاتھ پھیرنے لگا آپ نے فرمایا کیا ٹٹولتے ہو؟ عرض کیا کہ بارش ہو رہی تھی، دیکھ رہا ہوں کہ کپڑے بھیگ تو نہیں گئے آپ نے فرمایا: نور عالم! یہ وہ بارش نہیں بلکہ شہودی انوار کی بارش ہے۔ تم نے سنا نہیں کہ مولانا غلام رسول صاحب عالم پوری فرماتے ہیں۔

زور و زور شہود تیرے دیاں میں دل چمکاں پیاں
میریاں جو جو صفتاں آھیاں اوہ فانی ہو گیاں

واردات چہرہ سے عیاں ہوتے کبھی کوئی رنگ نمایاں ہوتا اور کبھی کوئی غرضیکہ چہرۂ انور غیبی واردات کا مظہر ہوا کرتا۔ حافظ فضل احمد صاحب مرحوم ساکن رسول نگر کو آپ کی صحبت میں رہ کر یہ ملکہ پیدا ہو گیا تھا کہ حضور کا چہرہ مبارک دیکھ کر انوار کو پہچان لیا کرتے تھے۔ چنانچہ وہ عرض کرتے اور آپ

Marfat.com

تصدیق فرماتے۔ مغرب کی نماز کے بعد عموماً بے ہوش ہو جاتے۔ پچھلی شب اسرار و معارف کا اظہار فرماتے۔ خاص خاص خُدّام اس وقت حاضر ہونے کی کوشش کرتے مگر اہل حضرات کو اجازت ملتی۔ رات کو آپ کے پاس ٹھہرنا حوصلے کا کام تھا۔

با مدعی بگوئید اسرار عشق و مستی
بگذار تا بمیرد از رنجِ خود پرستی

ترجمہ: ''ولایت کے نام نہاد دعویدار سے عشق و مستی کے راز بیان کر و اس کو چھوڑ تا کہ خود پرستی کے غم میں مرجائے۔''

ادب:

حضور قبلہ عالم کی بارگاہ میں سالکین کے لیے آدابِ طریقت کا بہت زیادہ خیال رکھا جاتا تھا۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم جناب خواجہ اصغر علی شاہ صاحب رادوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سیدا شریف خدمت عالیہ میں مقیم تھا۔ ایک بار حضور قبلہ عالم اپنے شمالی حجرہ میں قیلولہ فرما رہے تھے۔ میں بھی سونے کے لیے مسجد میں چلا گیا۔ وہاں آپ کا تکیہ تھا۔ خیال آیا تکیہ پر سر رکھ کر لیٹ جاؤں۔ کوئی دیکھ تو نہیں رہا مگر معاً بے ادبی کا خیال آتے ہی دوسری طرف جالیٹا۔ اسی وقت حضور تشریف لے آئے اور میں تعظیماً کھڑا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: شاباش! ایسے ہی ادب کا خیال رکھنا چاہیے۔ اگر آج تجھ سے بے ادبی ہو جاتی تو تم اپنے مقام سے بہت دور جا پڑتے۔ عموماً مجالس میں آداب طریقت کی تلقین و تاکید ہوتی۔

Marfat.com

کرامات

اولیاء را ہست قدرت از الٰہ
تیر جستہ باز گردانند ز راہ
بستہ در ہائے موالید از سبب
چوں پشیماں شد ولی از دستِ ربّ
گفتہ ناگفتہ کند از فتح باب
تا ازاں نے سیخ سوزد نے کباب

ترجمہ: ''اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ طاقت نصیب ہوتی ہے کہ کمان سے چھوٹے ہوئے تیر کو بھی واپس پلٹا لیتے ہیں۔''

کسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عنایات کے دروازے بند ہو جاتے ہیں جب ولی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے نادم ہو جاتا ہے۔

کہا نہ کہا دروازہ کھول دیتا ہے تا کہ اس سے نہ تو سیخ جلے اور نہ ہی کباب۔

کرامت اس خرقِ عادت امر کا نام ہے جو متبع سنت کامل التقویٰ ولی سے صادر ہو۔ کرامت کے لیے ضروری نہیں کہ اُس ولی کو جو مظہر کرامت بنا ہے اس کا علم بھی ہو اور نہ یہ ضروری ہے کہ کرامت کے لیے ارادہ بھی ہو کسی جگہ علم اور ارادہ دونوں ہوتے ہیں اور کہیں دونوں میں سے ایک بھی نہیں ہوتا اور کہیں علم ہوتا ہے قصد نہیں ہوتا۔

Marfat.com

کرامت کی قسمیں:

کرامت کی دو قسمیں ہیں ایک حِسّی اور دوسری معنوی۔ حِسّی کرامت کو عوام زیادہ جانتے اور پہچانتے ہیں اور اس کو کمال شمار کرتے ہیں اور اسی کی تلاش کرتے ہیں اور اسی کو معیارِ ولایت سمجھتے ہیں۔ اس لیے کرامت ایسی باتوں کا نام ہو گیا ہے جو قانونِ عادت کے خلاف اور صورتاً عجیب ہوں مثلاً کسی کے دل کی بات پر مطلع ہو جانا اور اس کا بتا دینا، پانی پر چلنا، ہوا میں اڑنا وغیرہ۔ لیکن خواص کے نزدیک بڑا کمال کرامت معنوی ہے جس کو کمال کے عنوان یا نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جیسے شریعت پر استقامت، اخلاقِ نبوی کا خوگر ہو جانا، نیک کاموں کا بے تکلف صادر ہونا، عاداتِ بد سے دل کا پاک ہونا اور کوئی سانس غفلت سے نہ گزرنا۔ یہ وہ کرامت ہے جس میں استدراج کا احتمال بھی نہیں بقول حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کہ کراماتِ حِسّی میں تو دوسرے مذاہب کے لوگ بھی شریک ہو سکتے ہیں لیکن کراماتِ معنوی وہ یکتائی ہے جس کا کوئی ساجھی نہیں۔ جی نہیں چاہتا کہ کمالاتِ معنوی کے مقابل کراماتِ حسیہ کا تذکرہ کروں کیونکہ اعلیٰ کے ہوتے ہوئے ادنیٰ کا تذکرہ فضول ہے مگر ''سوانح'' کا نام تقاضا کرتا ہے کہ ہر عنوان بقدرِ ضرورت ہدیہ ناظرین کیا جائے اس لیے چند واقعات بطورِ مثال عرض کروں گا ورنہ یہ معاملہ اتنا وسیع ہے کہ کئی جلدوں کی ضرورت پیش آئے لیکن اس سے پیشتر اتنا ملحوظ رہے کہ جیسے آفتاب عالم تاب کا چمکتا ہوا چہرہ دکھلانے کو ٹمٹماتا چراغ جلا کر ہاتھ میں لینا باعثِ شرم ہے۔ ایسے ہی قطب الارشاد قبلہ عالم اعلیٰ حضرت سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کے مراتب عالیہ کا تذکرہ کرتے وقت حِسّی کرامات کا بیان ندامت کا سبب ہے بلکہ قرب اور ولایت کے اصل مقصود کے مقابل ہیچ در ہیچ ہے۔ حضرت سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کی اصل کرامت آپ کے عرفان کی وہ منزل اور وہ پختہ کیفیت ہے جس نے آپ کو اللہ تعالیٰ کی رضا کا سچا طلب گار بنا دیا تھا اور اسی کے ثمرات ہیں جو ہدیہ ناظرین ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور مشیت کے آگے اپنے قصد و اختیار کی نفی کر لینا ہی اللہ تعالیٰ کا سچا عشق اور اعلیٰ مقام ہے۔ اُس عشق کا درد اور غم وہ سچی

Marfat.com

راحت ہے جو خوش نصیب اور خوش قسمت جوانمردوں کو حاصل ہوتی ہے۔ تو ایسے پاکیزہ نفوس کے حالات یا کرامات کوئی لکھے تو کیا لکھے اور ان کشتگانِ تسلیم و رضا کے عشقِ حقیقی کا راز کوئی ظاہر کرے تو کیا کرے۔

قلم بشکن سیاہی ریز کاغذ سوز دم درکش

حمید ایں قصہٗ عشق است در دفتر نمی گنجد

ترجمہ: ''قلم کو توڑ دے، سیاہی کو بہا دے، کاغذ کو جلا دے، سانس بند کر لے۔ حمید! یہ عشق کی کہانی ہے کسی رجسٹر میں نہیں سما سکتی۔''

اسی عشق کے نتائج ہیں جو اولیاء اللہ کے عادات و کرامات بنتے ہیں جن کا مختصر تذکرہ یہاں مقصود ہے۔ علم، حلم، تواضع، عفت، قناعت، توکّل، زہد، تقویٰ، حیا، ظرافت، لطافت، شجاعت، دیانت، عفو، شفقت، کرم، احسان، صبر، وقار، حُسنِ معاملہ، صدق و صفا، محبت و رضا، حضور و غیب، سب شاخیں اسی ایک اصل کی ہیں اور ان میں پختگی پیدا ہونا اور ان کا فطری عادتیں بن جانا اور ملکۂ راسخہ پیدا ہو جانا استقامت کہلاتا ہے۔ جس کو صوفیائے کرام نے فرمایا ہے۔

اَلْاِسْتِقَامَةُ فَوْقَ الْكَرَامَةِ ؕ

چونکہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے اعلیٰ حضرت سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کو ان جواہراتِ بے بہا کے بھرپور خزانے عطا فرمائے تھے اس لیے کراماتِ حسیہ کو ان کے پہلو میں ذکر کرنا کیا وقعت رکھتا ہے؟ آپ میں نہ تو وہ جوش و خروش رہا تھا جو متوسط الحال اولیاء اللہ میں ہوتا ہے نہ وجد نہ تڑپ اور نہ بے قراری ہی رہی تھی جس کو دیکھ کر عوام الناس کمالِ ولایت سمجھ لیتے۔ میرے ناقص خیال میں آپ کا کمال یہی تھا کہ آپ کی حالت بالکل معمولی نظر آتی تھی۔

جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد

کم کسے ز ابدال حق آگاہ شد

Marfat.com

گفتہ اینک ما بشر ایشاں بشر
ما و ایشاں بستۂ خوابیم و خور
کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ مانند در نوشتن شیر و شیر

ترجمہ: ''سارا جہان اس وجہ سے گمراہ ہو گیا اولیاء اللہ سے کم ہی لوگ آگاہ ہوئے۔ انہوں نے کہا ہم بھی بشر ہیں یہ بھی بشر ہیں ہم اور یہ کھاتے ہیں سوتے ہیں۔ پاک لوگوں کو اپنے اوپر قیاس نہ کر اگرچہ لکھنے میں شیر (درندہ) اور شیر (دودھ) ایک ہی طرح لکھے جاتے ہیں۔''

اعلیٰ حضرت سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ کرامت جو آپ کے وصال کے بعد بھی باقی ہے وہ ہے کہ آپ کا دامن پکڑنے والی جماعت اِس دور پُرفتن میں بھی شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دونوں ہاتھوں سے تھامے ہوئے اور اس بات پر سچے دل سے ایمان لائے ہوئے ہیں کہ ؎

محال است سعدی کہ راہِ صفا
تواں رفت جز در پئے مصطفیٰ

ترجمہ: ''اے سعدی تصوف کا راستہ حضور علیہ السلام کی پیروی کے بغیر طے ہو ہی نہیں سکتا۔''

آپ کا ادنیٰ سے ادنیٰ خادم خواہ عمل کے درجہ میں کمزور ہو مگر علم کے مرتبہ میں پختہ ہوگا۔ نفس کی خواہش سے مجبور ہو کر دنیا میں مشغول ہوگا مگر دل میں توحید و رسالت کی محبت لیے ہوئے ہے اور یوں سمجھے ہوئے ہے کہ نشانِ ولایت اور سعادت اگر ہے تو حال و قال میں مطابقت اور متابعتِ شریعت۔

ہر کہ در راہِ محمد راہ نیافت
تا ابد گردی ازیں درگاہ نیافت

Marfat.com

ترجمہ: ''جس کو حضور علیہ السلام کی بارگاہ سے راستہ نہ ملے وہ قیامت تک بھٹکتا ہی رہے گا کبھی اس بارگاہ تک نہ پہنچ سکے گا۔''

ہر کیف و سرور جو مطابق شریعت نہ ہو اس کے نزدیک بے قیمت ہے اور ہر خرقِ عادت اور کرامت جو سُنتِ نبویہ ﷺ کے سایہ میں نہیں وہ استدراج ہے۔

ہر چہ در داعیہ شرع نیست
وسوسۂ دیو بودے در نزاع

ترجمہ: ''جس کے پاس شریعت کا جذبہ نہیں بے شک وہ شیطان کی طرف سے وسوسے میں ہے۔''

کوئی سمجھے یا نہ سمجھے۔ بہر حال یہ ناچیز سمجھتا ہے کہ یہ نعمت سلسلۂ محبوبیہ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان اور نعمتِ کبریٰ ہے جو قبلہ عالم اعلیٰ حضرت سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کے طفیل حاصل ہوئی۔ اگر مذکورہ حالات پر غور کیا جائے تو آپ کا وجود سرتاپا کرامت نظر آتا ہے۔

قیام سیدا شریف:

آپ کا قیام سیدا شریف ہی بہت بڑی کرامت ہے۔ یہ گمنام بستی جغرافیائی لحاظ سے اس کا محل وقوع ایسا ہے کہ چاروں طرف ایسی دشوار گزار راہیں ہیں کہ وہاں تک پہنچنا آسان نہیں۔ خصوصاً اس زمانہ میں جب کہ ذرائع آمدورفت بہت کم تھے۔ ایسے پسماندہ ترین علاقہ میں یہ گاؤں آباد ہے اور اس میں پھر وہ قوم بستی ہے جس کا آبائی پیشہ ہی قزاقی، چوری، قتل اور دنگا فساد ہے۔ یہ لوگ نفسیاتی طور سے مستقل جہالت کے مالک ہیں اور اس آبائی ورثہ کو کسی وقت بھی چھوڑنے کے لیے تیار نہیں۔ تہذیب و تمدن کے اس دورِ ترقی میں اس کی پسماندگی نمایاں ہے تو ایسے چھوٹے سے گاؤں میں قیام اور ایک گمنام گوشے میں نہایت سادہ مولویانہ اور متوکلانہ گزران۔ اس پر طرہ یہ کہ اپنے اعمال کو چھپانے اور پوشیدہ

Marfat.com

رکھنے کی انتہائی کوشش کے باوجود آپ ہندوستان میں بہ کمال علم وفضل مشہور ہوئے اور مرجع خاص وعام بنے۔ پھر ہندوستان کے کونے کونے سے لوگ سفر کی تکلیفیں اٹھا کر اس گاؤں میں پہنچتے اور آپ کے قدموں پر جان ومال قربان کرنا اپنی سعادت سمجھتے۔ بہت سے بندگانِ خدا نے اپنا گھر بار چھوڑ کر فقیرانہ زندگی کو شاہی سمجھا اور آپ کی خدمت کو اہل وعیال اور وطن پر ترجیح دی۔ یہ سب جانتے ہیں کہ ظاہر بین نگاہوں کی دلچسپی کا کوئی سامان آپ کی بارگاہ میں نہ تھا اور رائج الوقت دلداری کے اسباب میں سے کوئی سبب آپ کے دربار میں نظر نہ آتا تھا اور آج بھی وہی حالت ہے مگر بایں ہمہ گدا وتونگر، چھوٹے بڑے، عالم وجاہل، نئی اور پرانی طرز کے لوگ غرضیکہ سب آپ کی طرف جھکتے اور زیارت کی سعادت کو لپکتے۔ خدا جانے وہ مقناطیسی کشش کیا تھی جس سے دل بے اختیار کھنچتے تھے، کون سی باطنی قوت تھی جس کی کرامت کا یہ اثر تھا کہ جہان کے کناروں سے خلق جوق در جوق ایک ایسے گاؤں کی طرف کھینچ لیتی تھی جو اپنے ضلع میں بھی غیر معروف تھا لیکن پھر سید اشریف کے نام سے زبان زد عام وخاص ہو گیا اور رشکِ صد چمن بن گیا۔ آج بھی اس باطنی قوت کی جاذبیت موجود ہے حالانکہ اب بھی یہاں کوئی ظاہری دلچسپی کا سامان موجود نہیں اور نہ ہی کوئی ایسی قابلِ دید عمارت ہے جو لوگوں کی توجہ کا باعث ہو۔ نہ مزار کی عمارت نہ مسجد، نہ لنگر خانہ، غرض یہ سب کچھ نہایت معمولی لیکن پھر بھی اس خطہ میں نور برستا ہے ؎

پانی کے عوض مستی رنگیں ہے برستی
پر اتنے ہی ٹکڑے کہ مے خانہ جہاں ہو

اگر یہ جاذبیت کرامت نہیں تو اور کس چیز کا نام کرامت ہے؟ اس بستی میں آپ کا ایک ایک دن گزارنا میرے نزدیک مستقل کرامت ہے۔ یہاں پر قیام آپ کے کشتۂ تسلیم ورضا ہونے کی ایک بہت بڑی دلیل ہے۔ اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ ولیٔ کامل نہ ہوتے تو یہاں ایک دن کا قیام بھی دوبھر تھا۔ طبعاً آپ اس جگہ کے قیام سے بیزار تھے مگر خدا کی رضا پر ان لوگوں کی بے توجہی، ناقدرشناسی اور ایذا رسانی پر صبر کر کے خوش تھے۔ حالانکہ عمدہ سے عمدہ جگہ قیام ورہائش کے لیے موزوں، حسبِ منشاء ایک اشارے پر مل

Marfat.com

سکتی تھی مگر رضائے الٰہی پر راضی رہ کر خاموش تھے۔ اہلِ دیہہ کے بارے میں کبھی کبھار دورانِ وعظ پنجابی کا یہ شعر بطورِ افسوس فرمایا کرتے تھے جو غالباً آپ کا ہی موزوں کردہ ہے ؎

سیدے دی اس بستی اندر نور وگائے بیڑے
نور دے وچ قصور نہ کوئی منظور نہ کردے بھیڑے

ایک بار حضور قبلہ عالم رفع حاجت کے لیے باہر تشریف لے گئے۔ عبدالکریم شاہ صاحب پانی کا لوٹا لے کر حضور کے ہمراہ تھے۔ ایک کھیت میں مٹی کے ایک بہت بڑے ڈھیلے پر عبدالکریم شاہ صاحب سے فرمایا کہ اس پر پانی ڈالو چنانچہ لوٹے کا تمام پانی اس پر ڈال دیا اور وہ بالکل بھیگ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ اب اس ڈھیلے کو توڑ دو۔ جب اسے توڑا تو اندر سے بالکل خشک تھا۔ آپ فرمانے لگے عبدالکریم شاہ! جو اس مٹی کا حال ہے کہ اوپر سے بھیگ گئی اور اندر سے خشک ہے یہی حال یہاں کے لوگوں کا ہے۔

حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تین بار آپ نے یہاں سے ترکِ سکونت کے لیے سامان باندھا اور لاہور کے نواح میں قیام کا خیال فرمایا مگر ہر بار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہوتا کہ اگر آپ بھی یہاں سے چلے گئے تو پھر ان لوگوں کی ہدایت اور بخشش کا کیا سبب بنے گا؟ پس پھر آپ نے ہمیشہ کے لیے یہ ارادہ ترک فرمایا۔:

سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے

غرضیکہ آج بھی اس بارگاہ میں بظاہر کسی دلچسپی اور دلبستگی کا سامان قطعی مفقود ہے مگر یہ شکستہ ریختہ مقام مرجع ارادت منداں ہے ؎

عید گاہِ ما غریباں کوئے تو
سجدہ گاہِ عاشقاں ابروئے تو

Marfat.com

تصرّفات

اللہ کے مقبول بندے صحبتِ شیخ اوراس کے ارشادات پرعمل کرتے ہوئے اطاعات وعبادات کی لذیذ روحانی غذاؤں سے مقامِ مجاہدہ سے گزرکر مقامِ مشاہدہ پر جواصل مقصود ہے جا پہنچتے ہیں تواس وقت ان کی باطنی قوت کمال کو پہنچ جاتی ہے۔مجاہدہ کے نور اور پھر مشاہدہ کے نور سے ان کا قلب نورٌ علیٰ نور کا مصداق ہوجانے پر زبردست قوی ہوجاتا ہےاور جلاوصفائی میں قرآن پاک کی اس آیت کا مصداق بن جاتا ہے۔

مَثَلُ نُوْرِہٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ الی اخرہ (سورۃ النور آیت:۳۵)

جس طرح جسمانی قوت اِن اجسامِ ظاہرہ میں تصرف کرتی ہے اورایک زبردست اور طاقتور شخص ظاہری چیزوں میں تغیّر وتبدل کردینے پر قادر ہوجاتا ہے۔اس طرح قلبی قوت جس کوقوتِ قدسیہ کہتے ہیں قلوب میں مؤثر ہوتی ہے اور ان تاریک اور زنگ آلود دلوں کے صیقل کرنے میں اپنا جوہر دکھاتی ہے۔اس قوتِ قدسیہ کے کام میں لانے کا نام تصرّف ہےاورایسے قلب پر ذاتی تجلیات کے ورود سے ہر چیز روشن ہوجاتی ہےاور بُعد وقرب،حضور وغیبت کی لفظی حدیں ختم ہوجاتی ہیں۔یہی وہ تزکیہ ہے جس کا منصب نبوت کے تبلیغِ احکام اور تعلیم کتاب کے بعد ذکر فرمایا گیا ہے

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ (سورۃ آل عمران آیت: ۱۶۴) وَيُزَكِّيْهِمْ کا بیان وسط میں ہے لیکن تربیت میں سب سے پہلے ہے تزکیہ کے بعد جوتعلیم ہوتی ہے وہ حکمت کہلاتی ہے۔تصرفات کا دارومدار چونکہ شیخ کی قوتِ قلبی اور روحانی طاقت پر ہے اس لیے بعض اہل اللہ تصرفات وکرامات میں اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ جولوگ اس کوچہ سے نا آشنا ہیں ان کو یقین

Marfat.com

آنا بھی محال ہے اور بات بھی ٹھیک ہے جو شخص حواسِ خمسہ کے علاوہ اس چھٹے حاسۂ باطنی سے آگاہ ہی نہیں وہ تصرفات کو کیا جانے، سنے تو کیونکر یقین کرے۔ الغرض قبلۂ عالم اعلیٰ حضرت سیدوی رحمۃ اللہ علیہ انہی اولیاء اللہ میں سے گزرے ہیں جن کی باطنی قوت کامل اور اکمل درجہ پر تھی۔ آپکا قلب تجلیاتِ ذاتیہ کا مظہر اور نورِ مشاہدہ سے بھرپور تھا۔ چنانچہ ایک بار آپ کے مخلص خادم جناب منشی غلام جیلانی صاحب جو شیخ کی عقیدت میں نہایت پختہ، بڑے دانا اور صاحبِ فراست بزرگ تھے (جن کا اب انتقال ہو چکا ہے) فرماتے تھے کہ ایک بار مَیں قبلۂ عالم کی خدمت میں حاضر تھا۔ جوش میں آکر فرمانے لگے ''غلام جیلانی! میرے پاس جو لوگ آئے ہیں ان کے سینے چھوٹی چھوٹی چھپڑیاں (جوہڑ) ہیں، میرے سینے میں نور کا دریا موجیں مار رہا ہے۔'' اسی سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قوت قدسیہ کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کس درجہ پر تھی۔

بہار کی آمد:

چمنِ ہدایت میں جب بہار کی آمد ہوتی ہے تو جیسے خزاں کے جھونکوں کے اثرات سے خشک اور سوکھے ہوئے درختوں میں خود بخود جوشِ نمو انگڑائیاں لینے لگتا ہے ایسے ہی لوگوں کے دلوں میں طلبِ حق کا جذبہ ابھرنے لگتا ہے اور جذبۂ طلب کسی مردِ کامل کی تلاش میں سرگرمِ جستجو کر دیتا ہے۔ پھر ایسے لوگوں کی عجیب وغریب طریقہ سے رہنمائی ہوتی ہے۔ بہت سے واقعات ایسے ملتے ہیں کہ طالبین آپ کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے سچی خوابوں کے ذریعہ سے حضور سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

بات وہی ٹھیک ہے جو تم نے دیکھی ہے:

حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو اس وقت سلسلۂ محبوبیہ کی بچی کھچی نشانیوں میں سے

Marfat.com

ایک عمدہ نشانی تھے جب سکول سے فارغ ہوئے طلبِ حق پیدا ہوئی۔ جہاں کوئی بزرگ سنتے حاضر ہوتے مگر تسلی نہ ہوتی۔ اسی بیقراری کے عالم میں ایک مجذوب فقیر بہار شاہ نامی کے پاس گئے۔ انہوں نے دیکھتے ہی فرمایا فکر نہ کرو، عنقریب تمہیں ایک مردِ کامل ملنے والے ہیں۔ حضرت مولانا فرماتے ہیں کہ حضور سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوا لیکن بوجہ واقف نہ ہونے کے منتظر رہا کہ اس خواب کا ظہور کب ہوتا ہے! چنانچہ آپ موضع گمٹالہ ضلع امرتسر میں تشریف فرما ہوئے۔ مشہور ہو گیا کہ وہاں ایک بزرگ آئے ہوئے ہیں۔ زیارت کے لیے میں بھی حاضر ہوا۔ آپ نے دیکھتے ہی فرمایا وہ بات ٹھیک ہے جو تم نے دیکھی ہے۔

نقل:

۱۳۲۴ھ میں عبدالحق خاں ساکن جونڈلہ ضلع کرنال نے اپنی بیعت کا واقعہ اس طرح بیان کیا کہ میرے والدِ مرحوم نہایت پابند صوم وصلوٰۃ تھے۔ ان کی زندگی میں مَیں بھی نماز روزہ کا پابند تھا۔ جب ان کا انتقال ہو گیا تو رفتہ رفتہ نماز بالکل ترک ہوگئی۔ نہ صرف نماز ہی ترک ہوئی بلکہ فواحش میں مبتلا ہو گیا۔ ایک روز کسی بارات کے ساتھ ڈیرہ حمید پور گیا وہاں جس مکان میں ہمارا قیام ہوا پہلے سے ایک بزرگ وہاں مقیم تھے جو اچھے پابند اوقات ذاکر وشاغل معلوم ہوتے تھے۔ صبح سے انہی کے پاس بیٹھا حقہ پیتا رہا۔ نماز کے اوقات آئے مگر گزر گئے، نماز کی توفیق نہ ہوئی۔ اس بزرگ نے نہایت تحمل اور دل نشین طریقہ سے پند ونصائح فرمائیں، دل میں عہد کر لیا کہ اب نماز ہرگز نہ چھوڑوں گا مگر شامتِ اعمال کب پیچھا چھوڑتی ہے۔ چنانچہ اُسی کشمکش میں ایک روز خواب دیکھا کہ اعلیٰ حضرت سیدوی رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہیں اور مجھے جھڑک کر فرمایا: اس غفلت کو چھوڑ دے اور آئندہ نماز پابندی کے ساتھ ادا کیا کر اور یہ وظائف تلقین فرمائے۔

Marfat.com

ہر نماز کے بعد ایک تسبیح آیت کریمہ اور بعد از نماز عشاء گیارہ تسبیحات درود شریف۔

صلی اللہ علیہ وسلم اور اسمِ ذات جس قدر ہو سکے پابندی سے پڑھا کر۔ جب آنکھ کھلی تو عجیب کشش و پیچ میں مبتلا تھا کیونکہ آپ کی زیارت سے تا ہنوز مشرف نہ ہوا تھا مگر ایک خیال دل میں رہ رہ کر آتا تھا کہ یہ بزرگ جو ہدایت فرما گئے ہیں اس وقت موجود ہیں یا متقدمین میں سے تھے۔ اسی خیال میں صبح کا وقت ہو گیا۔ نماز باجماعت ادا کی اور اپنے مکان پر واپس آیا تو میرا بھانجا محمد صدیق بولا کہ ماموں جی! آج تو خواب میں ایک بزرگ تشریف لائے تھے اور حلیہ مبارک وہی بتایا جو میں نے دیکھا تھا۔ پھر کہا کہ انہوں نے پابندیٔ نماز کے علاوہ ہر نماز کے بعد ایک تسبیح آیت کریمہ اور بعد از نماز عشاء گیارہ تسبیحات درود شریف اور اسمِ ذات جس قدر ہو سکے پڑھنے کو فرمایا۔ پھر گھر کے اندر گیا تو میری اہلیہ نے سامنے ہوتے ہی بڑی مسرت اور خوشی کے ساتھ کہا کہ آج تو خواب میں ایک بزرگ تشریف لائے تھے، بڑی بابرکت اور پاکیزہ صورت تھی، یہ شکل و شباہت اور اس طرح کا حلیہ مبارک تھا۔ بڑی محبت سے ارشاد فرمایا کہ نماز پابندی کے ساتھ پڑھا کرو۔ ہر نماز کے بعد ایک تسبیح آیت کریمہ اور بعد از نماز عشاء گیارہ تسبیحات درود شریف اور اسمِ ذات جس قدر ہو سکے پڑھا کر۔ مَیں نے اہلیہ کو اپنا خواب سنایا اس وقت مجھے پختہ یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ضرور ہماری رہنمائی کے لیے اپنے برگزیدہ بندوں میں سے کسی مقبول کو متوجہ فرمایا ہے اور اب ہم ضرور ہدایت یاب ہوں گے۔ جب زنان خانہ سے اپنی بیٹھک میں آیا تو میرا مالی مسکراتا ہوا آیا اور کہنے لگا چوہدری صاحب! آج تو ایک بزرگ خواب میں تشریف لائے تھے۔ مجھ پر بہت خفا ہوئے اور سخت تاکید کے ساتھ فرمایا خبردار! نماز نہ چھوڑنا ورنہ تیرے لیے اچھا نہ ہوگا۔ چنانچہ اب تو میرے دل میں ایک حُسنِ عقیدت بدرجۂ کمال پیدا ہو گئی اور عظمت و محبت کا دریا میرے دل میں جوش زن ہوا۔

اس غائبانہ تصرّف کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس روز سے تمام کنبہ احکامِ شرعیہ کا پورا پابند اور معمولات

Marfat.com

و وظائف پر مستقل ہو گیا۔ اب مجھے قلق و اضطراب تھا تو اس امر کا کہ دیکھئے ان بزرگوں کی زیارت کب نصیب ہوتی ہے۔ جوں جوں دیر ہوتی جاتی تھی پریشانی بڑھتی جاتی تھی، کبھی خیال آتا کاش! اپنا پتہ ہی بتا جاتے تو تلاش میں آسانی ہو جاتی ہے۔ اسی کشمکش میں کئی ماہ گزر گئے۔ ایک روز اتفاق سے میرا دوست نیاز محمد رادوری آ نکلا اور بیٹھتے ہی کہنے لگا میاں! تم اب تک کہیں بیعت نہیں ہوئے؟ میں نے اپنا دلی راز تو دل میں ہی رکھا اور سرسری طور پر جواب دیا کہ بھئی کوئی بزرگ مل جائیں گے تو بیعت بھی ہو جاؤں گا اور دل میں خیال تھا کہ وہی بزرگ ملیں تو بیعت ہوں گا۔ اس نے بہت اصرار کیا پھر اعلیٰ حضرت سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام مبارک لے کر کہا کہ میاں! اُن سے بڑھ کر آج کون بزرگ ہیں اور تمہارا دوست حکیم فیض محمد خاں رادوری بھی انہی کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو چکا ہے۔ چنانچہ مَیں فیض محمد خاں سے ملا۔ حضرت کے حالات دریافت کیے مگر ابھی خواب کا واقعہ اس کو نہیں سنایا اگرچہ حالات سننے سے بہت کچھ اطمینان ہو گیا۔ مگر کلی طور پر تردّد دل سے نہ نکلا۔ آخر میں نے چلتے ہوئے اس سے کہا اب اگر حضرت تشریف لائیں تو مجھے ضرور اطلاع دینا۔ چنانچہ اس واقعہ سے تھوڑے ہی دن بعد حضور سیدوی رحمۃ اللہ علیہ شاہ آباد تشریف فرما ہوئے۔ خبر ہوتے ہی سیدھا شاہ آباد پہنچا۔ مسجد میں قدم رکھتے ہی جب پہلی نظر چہرۂ انور پر پڑی اور آپ نے بنظرِ شفقت مجھے دیکھا تو بس وہی پہلا تیر تھا جو آنکھ کے راستے دل میں جا بیٹھا اور خانۂ دل سے غیر خدا کو نکال باہر کیا۔ دیکھا تو ہو بہو وہی چہرۂ انور ہے جس نے خواب میں میرے ایمان کی خشک کھیتی کو سیراب کر کے سرسبز و شاداب کیا۔ اس وقت ایک عجیب عالم تھا چنانچہ داخلِ سلسلۂ عالیہ ہوا۔

حضور قبلہ عالم کی ایک مؤثر تقریر:

۱۳۲۴ھ کا واقعہ ہے کہ اعلیٰ حضرت سیدوی رحمۃ اللہ علیہ قصبہ شاہ آبادہ ضلع کرنال میں قیام پذیر تھے۔ قصبہ شاہ آباد سے آٹھ میل دور ایک قصبہ بابین واقع ہے۔ وہاں کا ایک متمول زمیندار امام دین

Marfat.com

خان آپ سے بیعت ہوا اور آپ کے تلقین کردہ معمولات پر کاربند رہا۔ کچھ عرصہ کے بعد کسی کاروبار کے سلسلہ میں دہلی گیا۔ کام سے فارغ ہو کر بازارِ حُسن کی سیر کو نکلا۔ وہاں ایک طوائف سے آنکھ لڑ گئی۔ دن بھر اس کے پاس رہا، سودا کر لیا۔ سرِ شام شراب و کباب لینے بازار گیا۔ واپس آ کر کوٹھے پر چڑھنے لگا۔ جب اوپر کی آخری سیڑھی پر قدم رکھا تو کیا دیکھتا ہے کہ اعلیٰ حضرت سیدوی رحمۃ اللہ علیہ سامنے کھڑے ہیں۔ آپ نے نہایت جلالت میں غضب ناک ہو کر اس کے سینے پر ایک دھول رسید کیا اور فرمایا ''نالائق تجھے شرم نہ آئی، نہ بیعت کا کچھ خیال آیا اور نہ اس بات کی پرواہ کی کہ اس برے فعل سے دوستانِ خدا کے پاک گروہ سے نکل کر دشمنانِ خدا اور شیاطین میں داخل ہو جائے گا اور ایک دم بھر کی لذتِ نفس سے ذلت اخروی کا موجب بن جائے گا۔''

رئیس اسی وقت بے ہوش ہو کر لڑھکتا ہوا سیڑھی سے نیچے آ گرا۔ شراب کی بوتل ہاتھ سے گر کر ریزہ ریزہ ہو گئی۔ گرنے کے دھماکے اور بوتل کے ٹوٹنے کی آواز طوائف کے کان میں پہنچی، لپکی اور دوڑ کر دیکھا کہ اس کا عاشق زینہ کے نیچے بے ہوش پڑا ہے اور بوتل ٹوٹی پڑی ہے۔ یہ نظارہ دیکھ کر حیران ہوئی اور اٹھا کر بالا خانہ میں لے گئی۔ خوشبوئیں اور لخلخہ سنگھایا۔ منہ پر پانی کے چھینٹے دیئے۔ بڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو قوتِ رجولیت کو قطعاً ختم پایا۔ طوائف نے گرنے اور بے ہوش ہونے کا سبب دریافت کیا مگر اسے کیا بتاتا۔ صبح ہوتے ہی وہاں سے نکل بھاگا۔ تقریباً چھ ماہ اسی حالت میں گزر گئے۔ وہ تو جو کچھ ہوا سو ہوا مگر بڑی مصیبت یہ تھی کہ قوتِ رجولیت ختم ہونے کی ندامت اسے مارے ڈالتی تھی۔ اس بناء پر اپنی بیوی کے سامنے ہونے کی بھی جرأت نہ رہی۔ کچھ عرصہ کے بعد حضور آستانہ غوثِ ربانی خواجہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ پر تشریف فرما ہوئے تو وہ شخص بھی حاضر ہوا۔ جب آپ کے سامنے آیا تو بڑے جلال میں آ کر فرمایا نکل جاؤ اور میرے سامنے مت آؤ۔ وہ مسجد کے کونے میں دبک کر بیٹھ گیا۔ سوائے رونے اور حسرت وندامت کے اور کوئی کام نہ تھا۔ حافظ احمد اسلام صاحب شاہ آبادی سے عرض کیا کہ میری طرف سے عرض

Marfat.com

کیجئے کہ میری توبہ قبول کی جائے۔ انہوں نے ڈرتے ہوئے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: اس کے رونے سے گناہوں کی سیاہی دور ہو رہی ہے، اسے دور ہو لینے دو۔ حافظ صاحب نے اسے آ کر کہا کہ حضور تم سے سخت ناراض ہیں، آپ کے سامنے ہونے کی جرأت ہرگز نہ کرنا۔ بہرحال تین دن نزع کی سی حالت میں بسر ہوئے۔ تیسری رات حضور کا دریائے عفو جوش میں آیا اور تہجد کے وقت اس کو حاضر ہونے کا حکم فرمایا۔ وہ آتے ہی قدموں پر گر پڑا اور زار و قطار رونے لگا۔ ہچکی بندھ گئی وہ نظارہ کچھ ایسا تھا کہ حاضرین کو ہمیشہ یاد رہے گا۔ اس کی بے چارگی تو یہ چاہتی تھی کہ ایک دم معاف کر دیا جائے مگر حکمتِ ہدایت بھی ملحوظِ خاطر تھی۔ چنانچہ آپ نے غصہ کے لہجہ میں بڑی دیر تک ارتکاب منکرات کے نقصانات اور اتباعِ شریعت کے فوائد ایسے مؤثر پیرائے میں بیان فرمائے کہ حاضرین دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ جس سے حاضرین کے دلوں سے لذتِ گناہ کی جڑ کٹ گئی اور خدا کی سچی محبت کا دریا ٹھاٹھیں مارنے لگا اور یہ بات سب کے ذہن نشین ہوگئی کہ فلاحِ دارین صرف اور صرف اتباعِ سیّد المرسلین صلّی اللہ علیہ وسلّم میں ہے اور اس کے ماسوا سب کچھ ہیچ ہے۔ پھر اس کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ تُو نے حرکت تو ایسی بری کی تھی کہ جو تجھے سزا دی گئی ہے نہ معاف کی جاتی اور ہمیشہ اس سزا میں مبتلا رہتا۔ مگر کیا کریں تیری اہلیہ کا خیال دامن گیر ہے کہ وہ بیچاری ناکردہ گناہ مصیبت میں مبتلا رہے دوسرے سیدّ المرسلین ﷺ کا ارشادِ گرامی:

تَنَاكَحُوْا تَكَثَّرُوْا فَاِنِّيْ اُبَاهِيْ بِكُمُ عَلَى الْاُمَمِ ①

ترجمہ: ''نکاح کرو، اولاد زیادہ پیدا کرو کیونکہ میں تمہاری کثرت کی وجہ سے تمام امتوں پہ فخر کروں گا۔''

① المصنف لعبدالرزاق، باب وجوب النکاح وفضلہ رقم الحدیث ۱۰۳۹۱ المکتب الاسلامیہ بیروت، ۶/ ۱۷۳۔
کنز العمال رقم الحدیث ۴۴۴۴۲، موسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۶/ ۲۷۶۔
احیاء العلوم کتاب النکاح، الترغیب فی النکاح مطبعۃ المشھد الحسینی القاہرۃ، ۲/ ۲۲۔
اتحاف السادہ المتقین، کتاب النکاح، الترغیب فی النکاح، دارالفکر بیروت، ۵/ ۲۸۶۔

Marfat.com

مدنظر ہے کہ تیری خطا سے درگزر کریں۔ ورنہ تیری خطا ہرگز ہرگز معاف نہ ہوتی اور ہم بھی کبھی تجھ سے راضی نہ ہوتے، اچھا! جا تیرا قصور معاف کیا، اگر آئندہ کبھی بھی تیرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا تو محض اس خیال سے ہی تیرے حق میں جو سزا تجویز ہو چکی ہے جسے تُو اب تک بھگت رہا ہے پھر بھگتنی پڑے گی۔ اللہ تعالیٰ نے ہم گروہ اہل اللہ کو اس واسطے پیدا نہیں کیا کہ اس کے حلال کو حرام کریں اور حرام کو حلال۔ بلکہ ہمارے پیدا ہونے کی غرض و غایت یہی ہے کہ حدودِ شریعت کی حفاظت کریں۔ خواہ زبانی پند و نصائح سے یا با ظہارِ غم و غصہ یا بذریعہ ہمت و تصرفِ باطن۔ پھر آپ نے یہ مؤثر تقریر فرمائی جو درج ذیل ہے اور جو سراسر ہدایت و اصلاحی حقیقتوں اور تبلیغی صلاحیتوں کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔

ارشاد مبارک:

بیعت اور سلسلۂ بزرگان میں داخل ہونے کا یہ منشا ہرگز نہیں کہ انسان شترِ بے مہار کی طرح آزادی کے ساتھ مطلق العنان ہو کر چلے اور پوری دیدہ دلیری کے ساتھ احکام حدودِ خداوندی توڑنے لگے۔ خاص کر ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ جس میں مباحات اور رخصتوں پر عمل کرنا بھی اچھا نہیں سمجھتے بلکہ اس کا دارومدار عزیمت پر عمل کرنا ہے چہ جائیکہ ایسے قبیح محرمات اور فواحشات کا ارتکاب ہو۔ خاص کر زنا جس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا ہے:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى

ترجمہ: ''اور بدکاری کے قریب بھی نہ جاؤ۔''

بلکہ احکام خداوندی جل سلطانہٗ سے ثابت ہو رہا ہے کہ علاوہ زنا باقی جس قدر برے اعمال ہیں مثلاً قتل، چوری، مکر، جھوٹ، حسد، بخل، کینہ، طمع، اسراف، خیانت، تکبر وغیرہ وغیرہ۔ ان سب کی نسبت ان کے نہ کرنے کا حکم ہے۔ مثلاً چوری نہ کرو۔ جھوٹ نہ بولو۔ مال بے جا خرچ نہ کرو۔ کسی کو بلاقصور نہ

Marfat.com

مارو۔ لیکن زنا تو ایسی بری بلا ہے کہ ظاہری و باطنی عیوب اس میں اس کثرت سے ہیں کہ ان سب کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور اس جرم اُم الخبائث کے بے شمار فسادات کی بیخ کنی کی غرض سے اللہ تعالیٰ نے بس یہی حکم صادر فرمایا:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤی اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِیْلًا ○

(سورۃ بنی اسرائیل آیت: ۳۲)

ترجمہ: ''اور بدکاری کے قریب بھی نہ جاؤ، بے شک یہ بڑی بے حیائی ہے، اور بہت ہی برا راستہ ہے۔''

برخلاف دوسرے اعمال کے ان کے نقصان و فساد سے ایمان و اخلاق کو اسی وقت صدمہ پہنچتا ہے جب کہ اس مذموم فعل کا ارتکاب کر چکے۔ لیکن زنا ایسی متعدی بیماری ہے کہ اس کے نزدیک پھٹکنا بھی آدمی کے ایمان، اخلاق اور ظاہری و باطنی ترقیات کو برباد کر دیتا ہے۔ ہمارا ذاتی مشاہدہ ہے کہ نامحرم عورت کی طرف صرف نظر بد سے دیکھنے کے باعث ہی چار چار انگشت سیاہی قلب کے اوپر چھا جاتی ہے اور جو لوگ اس فعل شنیع کے مرتکب ہو جاتے ہیں ان کی روح تو ایسے نظر آتی ہے جیسے کہ کوڑھی کا بدن جو پھر برسوں کی ریاضتوں، مجاہدوں اور چلّہ کشیوں سے بھی قلب و روح کی وہ ظلمت اور جذامی والی کیفیت زائل نہیں ہوتی تاوقتیکہ کوئی صاحب تصرّف کامل بزرگ اپنے تصرف باطنی سے اس کو زائل نہ کرے۔ ہمیں سخت رنج ہوتا ہے جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ تم لوگ اس قدر حلاوت اور ذوقِ طاعت و عبادات کو جو تمہیں بلا محنت و مشقت اور بغیر ریاضت و مجاہدات کے محض حضرات خواجگان کی توجہ باطنی اور فضلِ خداوندی سے میسّر ہو گیا ہے، اس طرح رائیگاں و برباد کرتے ہو کہ اس وقت ہماری غیرت جو کچھ بھی کر گزرے تھوڑا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے فضل و کرم سے حوصلہ اور تحمل بہت ہی عطا فرمایا ہے کہ ایسی ایسی تمہاری لغزشوں اور فروگزاشتوں پر گرفت نہیں کرتے بلکہ اکثر چشم پوشی سے کام لیتے ہیں۔ چنانچہ اس

Marfat.com

تحمل کا یہ نتیجہ ہے کہ جیسی جسارت تو نے کی تھی اس کے عوض ویسی سنگین سزا تجھے نہیں دی گئی۔ خیر! اب تو ہم نے معاف کر دیا آئندہ خوب چوکس و ہوشیار رہنا۔ سالک مُبتدی کے واسطے اصول "نظر بر قدم" بہر نوع مفید ہے۔ خبردار! کہیں ایک قدم اِدھر اُدھر نہ رکھنا ورنہ یاد رکھ تیرے حق میں کبھی مفید نہ ہوگا۔

پھر انتہائی شفقت بھرے انداز سے شخص مذکور کے شانہ پر دستِ مبارک رکھ کر اس طرح فرمایا کہ میاں ہم کسی پر اپنے نفع یا نقصان اور نفسانی غرض سے ناراض نہیں ہوتے بلکہ تمہارا ہی نفع اس میں مدِ نظر ہے، اگر تم نفع چھوڑ کر نقصان کی طرف دوڑتے ہو تو ہمیں مجبوراً مُسہل دینا پڑتا ہے اور تمہیں ناگوار گزرتا ہے اور بمصداق:

وَعَسٰٓی اَنۡ تَکۡرَهُوۡا شَیۡـًٔا وَّهُوَ خَیۡرٌ لَّکُمۡ (سورۃ البقرہ آیت:۲۱۶)

ترجمہ: "اور ہو سکتا ہے کہ تم ناپسند کرو کسی چیز کو حالانکہ وہ تمہارے لیے بہتر ہو۔"

اگر تم اپنا نفع ہمیشہ مدِ نظر رکھو اور جو کام کرو ایسا ہی ہو جس میں سراسر تمہارا نفع ہو تو پھر ہمیں غصہ اور ناراضگی سے کیا واسطہ؟ جب تم نفع کو چھوڑ کر نقصان کی طرف دوڑتے ہو تب ہمیں دکھ ہوتا ہے اور تمہارے نفع کے ساتھ خوشی۔ پھر ہم تمہیں خود بخود چاہنے لگتے ہیں۔ اچھا جاؤ اب مسجد میں آرام کرو۔

جب دوسرے روز بعد نماز صبح اس شخص سے ملاقات ہوئی تو اس کی حالت گریہ وزاری مبدل بفرحت تھی۔ پوچھا کہ دوست کیا حال ہے؟ وہ بہت شکریہ کے ساتھ بولا کہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ حضور قبلہ عالم کے راضی ہوتے ہی میرے تمام حالات باطنی ذوق وشوق واردات اور کمالِ رغبت اتباع شریعت نبویہ ﷺ یکدم عود کر آئے ہیں اور ساتھ ہی قوت رجولیت بحال ہو گئی ہے اور اب میرا یقین مرتبہ حق الیقین تک جا پہنچا ہے۔

گر نہ باشد طالباں را دستگیر
طالباں ہرگز نگیرند دستِ پیر

(رومی)

Marfat.com

ترجمہ: ''اگر طالبان راہ خدا کا ہاتھ پکڑنے والا کوئی نہ ہوتو پھر وہ بھی کسی پیر کا ہاتھ پکڑنے کے قابل نہیں ہو سکتے۔''

یہ حضرات اپنے عصیاں شعار حلقہ بگوشوں کو گردابِ ضلالت و معصیت سے بچانے کے لیے ہر وقت کمر بستہ اور مستعد رہتے ہیں۔ آپ کا ارشاد مبارک ہے کہ ہر روز جب تک ہم اپنے طالبین کو دیکھ نہ لیں، کھانا نہیں کھاتے۔ اس کے بعد وہ شخص نہایت سچا فرمانبردار اور مطیع بن گیا اور تمام عمر ذکر و فکر میں محو رہ کر واصل باللہ ہوا۔

مرد ملے تاں درد گواوے اوگن دے گن کردا
کامل مرد محمد بخشا لعل بنان پتھر دا

(میاں محمد بخش)

منشی غلام جیلانی صاحب کی بیعت کا واقعہ

نقل:

منشی صاحب موضع ولٹو یا ضلع لاہور میں نہر کے پٹواری متعین تھے جو ایک عادی حقہ نوش، صورت و سیرت غیر شرعی، بے دین اور جاہل فقراء کے معتقد، اسی موضع کے پٹواری مال مسمّی سراج دین، حضرت قبلۂ عالم سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے جو نہایت دیندار صورت و سیرت شرعی، جب کبھی فقراء کا ذکر آتا تو سراج دین اپنے قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر بڑے فخر سے کرتا کہ میرے قبلہ عالم میں یہ خصوصیت ہے کہ آپ عالم بھی ہیں اور فقیر بھی کامل جن کی فی زمانہ مثال ملنی مشکل ہے۔

منشی غلام جیلانی یہ سن کر کہنے لگے کہ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ایک عالم فقیر بھی ہو، یہ دونوں الگ الگ چیزیں ہیں، اچھا! جب تمہارے پیر اس طرف آئیں تو مجھے بھی بتانا۔ چنانچہ ایک بار حضور قبلہ عالم

Marfat.com

کلسیاں تشریف فرما ہوئے تو سراج دین نے منشی صاحب سے کہا کہ میرے حضور قبلہ عالم کلسیاں تشریف فرما ہیں اگر زیارت کرنی ہو تو کرلیں منشی صاحب تمام کاموں سے فارغ ہو کر شام کو ایک آدمی ہمراہ لے کر چل پڑے اور بعد نماز مغرب کلسیاں پہنچے۔ اس وقت حضور نماز سے فارغ ہو کر بمعہ طالبین مراقبہ میں مشغول تھے طالبین سر جھکائے متوجہ تھے۔ نہایت خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ حضور کا خادم اللہ رکھا باہر نگہبانی پر تھا۔ منشی صاحب نے اللہ رکھا سے پوچھا کہ حضرت یہاں ہیں؟ اللہ رکھا نے اندر اشارہ کیا۔ منشی صاحب مکان کے اندر گئے تو وہاں یہ نقشہ دیکھ کر واپس لوٹے اور اللہ رکھا سے براہِ تمسخر کہنے لگے کہ یہ لوگ کس غم میں مبتلا ہیں کہ یوں خاموش اور گردنیں جھکائے بیٹھے ہیں۔ خیر حضور مراقبہ سے فارغ ہوئے۔ اللہ رکھا نے کہا کہ اب حضور رحمۃ اللہ علیہ فارغ ہو چکے ہیں اگر ملنا ہے تو مل لو، لیکن الائچی چبا کر جانا، حضور کو بو سے تکلیف ہوتی ہے۔ چنانچہ منشی صاحب نے ایسا ہی کیا۔ خدمت میں حاضر ہوئے، مصافحہ کر کے بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا ''تمہارا کیا نام ہے؟'' منشی صاحب نے عرض کیا ''غلام جیلانی''۔ آپ نے شکر خنداں ہو کر فرمایا ''ناں وی سوہنا ایں تے کِلّے وی چنگے نال بجھ گیا ایں'' بس طبیعت کو گرفت ہوگئی اور آپ کی محبت نے دل میں گھر کرلیا۔ بیعت کی درخواست پیش کی قبول ہوگئی۔ بیعت ہوگئے اسی روز سے حقہ نوشی ختم، صورت وسیرت شرعی ہوگئی اور آج تک اس عقیدت اور محبت میں نہایت پختہ ہیں۔

منشی صاحب موصوف کہتے ہیں کہ حضور سے بیعت ہونے کے بعد میرے ربط کا یہ عالم ہوگیا کہ حضور جب کہیں میرے علاقہ میں تشریف فرما ہوتے تو مجھے بذریعہ خواب یا کسی اور ذریعہ سے ضرور علم ہو جاتا اور جب وہاں پہنچتا تو حضور وہاں موجود ہوتے۔ ایک بار مجھے معلوم ہوا کہ آپ اچھرہ (لاہور) تشریف فرما ہیں۔ حاضری کا ایک خصوصی سبب یہ بھی بن گیا کہ میرے گھر میں ولادت کا وقت قریب تھا۔ میری سوتیلی ماں مجھے ہمیشہ یہ بددعا دیا کرتی تھی کہ تیرے گھر سات لڑکیاں ہوں گی۔ میرے دل میں وہم گزرا کہ کہیں ایسا ہی نہ ہو۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کے لیے عرض کروں گا نیز طاعون کی وباء پھیلی ہوئی تھی

Marfat.com

اور میری بیوی کو بھی یہ علامات ابھر رہی تھیں۔ اس کے لیے بھی دعا کی عرض کرنی تھی۔ ہمشیرہ کو ہدایات دے کر گھر تیمارداری کے لیے چھوڑا اور بغیر بتائے اچھرہ حضور قبلۂ عالم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پچھلی شب کا وقت تھا، آپ اٹھے، جملہ خدام سو رہے تھے۔ آپ نے صرف مجھے اٹھایا اور فرمایا میرے ہمراہ باہر چلو۔ مَیں نے اُغالدان اور تکیہ اٹھالیا۔ آپ نے فرمایا اور کسی کو مت جگانا۔ چنانچہ آپ دبے پاؤں باہر نکلے۔ اگرچہ کئی ایک حاضر باش خادم اٹھے۔ مگر مَیں نے سب کو یہ کہہ کر سلا دیا کہ ابھی وقت نہیں ہوا، سو رہو۔ جب اچھرہ سے باہر نکل گئے تو حضور نے فرمایا: غلام جیلانی! اللہ تعالیٰ کی طرف سے آج ایک لڑکے کی بشارت پہنچی ہے جس سے بہت ہدایت ہوگی۔ مَیں نے یہ سمجھا کہ شاید یہ بشارت میرے لیے ہے کیونکہ میرے گھر میں ولادت کا وقت قریب ہے اور بیوی بھی بیمار ہے۔ حضور قبلۂ عالم نے ارشاد فرمایا کہ بیوی تو تندرست ہوگئی ہے، دوسرا معاملہ بھی اللہ تعالیٰ آسان فرمائے گا۔ واپس آیا، بیوی تندرست ہو چکی تھی۔ ولادت کا وقت قریب تھا دو روز سخت تکلیف رہی تیسرے روز اللہ تعالیٰ نے معاملہ آسان فرما دیا۔ حضور کا ارشاد درست ثابت ہوا۔ بفضلہٖ تعالیٰ لڑکا پیدا ہوا۔ آپ سیدا شریف پہنچ چکے تھے۔ مَیں نے لڑکے کا نام رکھنے کے لیے خط لکھا۔ ایک ماہ تک کوئی جواب نہ آیا۔ مَیں خود حاضرِ خدمت ہوا۔ نام کے لیے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا "قرآن پاک لاؤ۔" قرآن پاک کھولا، فرمایا تین نام نکلے ہیں۔ عبدالرزاق، عبدالرحمن اور عبداللہ۔ مَیں نے عرض کیا کہ حضور کو جو پسند ہو۔ فرمایا "ہمیں تو تینوں پسند ہیں۔" مَیں واپس آ گیا، عبدالرزاق نام رکھا۔ شب و روز گزرتے رہے۔ دوسری بار ولادت کا وقت آیا اللہ تعالیٰ کے کرم سے لڑکا پیدا ہوا۔ میری بیوی نے کہا پہلے لڑکے کا نام تو حضور قبلۂ عالم نے رکھا تھا اس کا نام اس کے دادا جی سے رکھوایئے۔ مَیں نے ایک عریضہ حضور قبلۂ عالم کی خدمت میں برائے نام ارسال کیا اور دوسرا خط والدِ محترم کی خدمت میں برائے نام ارسال کر دیا۔ ہفتہ کے بعد دونوں طرف سے خط آئے اور عبدالرحمن نام رکھا تھا۔ اب مجھے حضور کا وہ ارشاد سمجھ میں آیا۔ مَیں نے اپنی بیوی سے کہا کہ اب

Marfat.com

عبداللہ کی انتظار کرو۔ چنانچہ تیسری بار عبداللہ پیدا ہوا۔ تینوں صاحب موجود ہیں۔ منشی صاحب راہوالی شوگر مل میں اپنے بیٹے عبدالرحمن کے پاس مقیم ہیں جو مل میں چیف انجینئر ہیں۔ [1]

عبدالکریم شاہ صاحب کی بیعت کا واقعہ

نقل:

منشی صاحب فرماتے ہیں کہ قصبہ مجیٹھہ ضلع امرتسر میں بندہ بصورت ملازمت مقیم تھا۔ جس مکان میں مَیں رہتا تھا اتفاق سے عبدالکریم شاہ صاحب بھی اسی صاحبِ خانہ کے ہاں مقیم ہوئے۔ اس وقت تک میری ان سے کوئی واقفیت نہ تھی۔ صبح کی نماز کے بعد اپنے معمولات میں مصروف تھا۔ فارغ ہونے کے بعد جب مسجد سے باہر نکلا تو شاہ صاحب فرمانے لگے منشی جی! یہ کیا پکھنڈ بازی ہے؟ مَیں نے عرض کیا کہ اپنے قبلۂ عالم حضور سیدوی کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں اور بس! شاہ صاحب کہنے لگے ہم نے دکانیں تو بہت دیکھی ہیں مگر مکان کوئی نہیں دیکھا۔ (شاہ صاحب صوبے دار کے لڑکے تھے اور نوشاہی سلسلہ کے ارادت مند تھے اور بہت ساری زمین کے بھی مالک تھے، علمِ دین میں بھی کافی سمجھ رکھتے تھے) مَیں نے کہا آپ پہلے میرے قبلہ کو دیکھیں پھر کوئی بات زبان سے نکالیں ورنہ آپ کے حق میں اچھا نہ ہوگا۔ میرے اس انداز سے انہیں ترغیب پیدا ہوئی۔ مجھ سے فرمانے لگے کہ مجھے وہاں کا پتہ بتلایئے بندہ حاضر ہونا چاہتا ہے۔ مَیں نے پتہ بتلا دیا مگر گھر آ کر خیال آیا مَیں خود ساتھ کیوں نہ چلوں۔ زیارت بھی ہو جائے گی اور شاہ صاحب کو بھی تکلیف نہ ہوگی۔ شاہ صاحب کو مَیں نے اپنے ہمراہ چلنے کی دعوت دی اور مقررہ تاریخ پر روانگی سے مطلع کر دیا۔ چنانچہ شاہ صاحب اس تاریخ پر آ گئے۔ ہم نے لاہور سے اکال گڑھ کے ٹکٹ لیے کہ رسول نگر کے راستہ سے سیدا شریف پہنچیں گے۔ جب وزیر آباد پہنچے تو اکال گڑھ

[1] لیکن اب انتقال کر چکے ہیں۔

Marfat.com

والی گاڑی روانہ ہونے میں پانچ گھنٹے باقی تھے اور منڈی بہاؤالدین جانے والی گاڑی بالکل تیار تھی۔ شدت کی سردی پڑ رہی تھی، خیال آیا کہ مسافر خانہ کی سردی برداشت کرنے سے گاڑی میں سوار ہو جانا ہی بہتر ہے۔ ہم نے ٹکٹ تبدیل کرانے کی ہر ممکن کوشش کی مگر ہمارے ٹکٹ نہ تبدیل ہو سکے۔ چار و ناچار پانچ گھنٹے کے بعد گاڑی میں سوار ہو کر اکال گڑھ پہنچے۔ وہاں سے پیدل چل کر رسول نگر۔ وہاں منشی کرم الٰہی صاحب جو اپنے پیر بھائی تھے ان کے مکان پر گئے کہ ذرا آرام کر لیں۔ معلوم ہوا کہ حضور قبلۂ عالم یہیں تشریف فرما ہیں اور صبح کی نماز کے لیے مسجد تشریف لے گئے ہیں۔ خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ مسجد میں پہنچے حضور نماز سے فارغ ہو چکے تھے۔ دست بوسی کی، فرمانے لگے "آ گئے ہو! بہت اچھا ہوا منڈی کی تکلیف سے بچ گئے۔" اب وہ حکمت معلوم ہوئی بعد میں احباب سے معلوم ہوا کہ آپ نے کئی بار فرمایا آج ہمارا ایک مست آ رہا ہے جو ہمارے سلسلے میں داخل ہوگا۔ یہ اشارہ شاہ صاحب کی طرف تھا۔ عبدالکریم شاہ صاحب کے تمام شکوک وشبہات کا جواب صرف آپ کی زیارت تھی۔ شاہ صاحب کو وہ آستانہ مل چکا تھا جس پر ان کی تمام ارادتیں ختم ہو گئیں۔ حضور کی عقیدت دل میں گھر کر گئی۔ بیعت کی درخواست کی۔ حضور نے فرمایا "ایک رات ٹھہر جاؤ"۔ صبح آپ نے فرمایا عبدالکریم شاہ! اتنی دیر اس لیے کی کہ ہمیں تمہارے اندر تمہارے دادا صاحب کی نسبت نظر آئی۔ مناسب سمجھا کہ ان سے اجازت لے لیں۔ چنانچہ انہوں نے بخوشی اجازت فرما دی شاہ صاحب بیعت ہو گئے۔ شاہ صاحب عرصۂ دراز سے جگر کے مرض میں مبتلا تھے۔ چلتے تو سانس پھول جاتا، پاؤں پر ورم رہتا اس لیے پیدل نہ چل سکتے تھے۔ کھانے پینے میں سخت قسم کا پرہیز رکھتے۔ شام کا کھانا حضور کے سامنے چنا گیا۔ اس میں گوشت، چاول وغیرہ بھی تھے۔ آپ نے فرمایا "عبدالکریم شاہ! ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ۔" عرض کیا حضور! پھر میری قبر پہلے تیار کرا لیجیے۔ فرمایا "ہمارے ساتھ ضرور کھانا پڑے گا۔" چنانچہ حضور کے حکم سے بے تکلف گوشت چاول جن سے سخت پرہیز تھا خوب سیر ہو کر کھائے۔ آپ بار بار فرماتے "عبدالکریم شاہ! آج

Marfat.com

خوب ہی سیر ہو کر کھاؤ، اور کھاؤ۔" غرضیکہ شاہ صاحب نے اس روز بہت ہی سیر ہو کر کھایا۔ الحمدُ لِلّٰہ حضور کی برکت سے کوئی تکلیف نہ ہوئی اور اس تکلیف سے ہمیشہ کے لیے آرام آ گیا پھر تو وہ بارہ بارہ کوس کا پیدل سفر کیا کرتے۔

نقل: (از منشی غلام جیلانی)

محکمہ نہر کے ایک ہندو متعصب ڈپٹی نے منشی صاحب کو کسی بناء پر ستانا شروع کیا۔ خیال یہ تھا کہ شاید منشی صاحب کو نقصان بھی پہنچاتا۔ منشی صاحب نے حضورِ والا کی خدمت میں یہ واقعہ عرض کر دیا۔ آپ نے فرمایا "فکر مت کرو، وہ اپنے گھر بیٹھ جائے گا۔" چند دن کے بعد منشی صاحب پھر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے پوچھا "وہ دفع ہوا یا نہیں؟" منشی صاحب نے عرض کیا "حضور! نہیں۔" فرمایا اچھا! مردود دفع ہو گیا اچانک کوئی ایسی صورت بنی کہ وہ موقوف ہو کر ہمیشہ کے لیے گھر بیٹھ گیا۔

نقل:

ایک بار حضور قبلہ عالم انبالہ شریف کے عرس شریف سے واپسی پر اچھرہ تشریف فرما ہوئے۔ وہاں قبلۂ عالم کے چند ایک عقیدت مند تھے۔ اتفاق سے آپ سیدھے جامع مسجد تشریف لے گئے کہ وہاں تھوڑی دیر قیام کر کے پھر کسی عقیدت مند کے ہاں قیام کیا جائے۔ یہ مسجد اس وقت ایک مرکزی حیثیت رکھتی تھی۔ اس میں حافظ فتح محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قیام تھا۔ غالباً یہ مسجد انہی کی تیار کردہ تھی۔ ان ہی کی کوششوں سے ایک دینی مدرسہ قائم تھا۔ حافظ صاحب خود بھی ایک بہت بڑے عالم تھے۔ جہاں وہ علمی مسند سنبھالے ہوئے تھے وہاں دنیاوی حیثیت سے بھی جاہ و جلال کے مالک اور رئیسِ اچھرہ تھے۔ طریقت میں حضرت قبلہ میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ سے ارادت رکھتے اور ان کی نسبت اور توجہ

Marfat.com

سے بہرہ ور تھے۔ غرضیکہ ہر لحاظ سے ان کی شخصیت مسلّم تھی۔ جب حضرت والا مسجد میں تشریف فرما ہوئے تو آپ کی روش دیکھتے ہوئے کسی طالب علم نے حضرت حافظ صاحب سے عرض کیا کہ حافظ صاحب! مسجد میں ایک درویش آئے ہیں۔ حافظ صاحب نے کہا اچھا! کچھ لینے کے لیے ہی آئے ہوں گے۔ آپ کے کان میں یہ بات پڑ گئی۔ آپ حافظ صاحب کی طرف متوجہ ہو گئے۔ معاً حافظ صاحب نے توجہ کے اثرات اور انوار محسوس کیے۔ وقت تو ظہر ہی کا تھا لیکن چونکہ حافظ صاحب نابینا تھے۔ ایک طالب علم سے کہا کہ مجھے ان حضرت صاحب سے ملاؤ جو ابھی مسجد میں آئے ہیں۔ آپ سے ملے اور اپنے خیال کی معافی چاہی۔ آپ نے فرمایا کہ حافظ صاحب ؎

ہر بیشہ گماں مبر کہ خالیست
شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

ترجمہ: ”ہر جنگل کے بارے یہ گمان نہ کر کہ خالی ہوگا ہو سکتا ہے کہیں کوئی چیتا سو یا ہوا ہو۔“

پھر تو حافظ صاحب نے بصد عجز و نیاز قیام کے لیے درخواست پیش کی۔ آپ نے منظور فرمائی اور حافظ صاحب گہرے ارادت مند ہو گئے حتیٰ کہ حافظ صاحب نے حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اپنے اس واقعہ اور حضرت صاحب کی اولوالعزمی کا ذکر فرمایا اور آپ سے کسبِ فیض کی اجازت طلب فرمائی۔ آپ نے بصد خوشی اجازت فرما دی اور ساتھ ہی ایسی عظیم المرتبت ہستی سے ملاقات کی مبارکباد دی۔ حافظ صاحب تا زندگی ارادت مند رہے اور سیدا شریف آتے جاتے رہے۔

نقل:

ایک بار حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ یہ تذکرہ فرما رہے تھے کہ آج کل ایسے فقیر بہت ہیں کہ وہ خود بھی خالی ہوتے ہیں اور ان کے مرید بھی خالی مگر تمکنت سچوں سے زیادہ۔ اس پر حضور نے اپنا ایک واقعہ سنایا

Marfat.com

ایک بار ہم لاہور آئے، وہ زمانہ ہمارے مجاہدے کا وقت تھا تعلیم و تلقین کی طرف توجہ نہ تھی۔ ہم پھرتے پھراتے مزنگ جا نکلے۔ دیکھا کہ ایک شخص پیروں جیسی صورت بنائے بیٹھا ہے۔ بہت سے مرید اردگرد جمع ہیں اور سب حقہ نوشی کے شغل میں مشغول! ہم نے جو اس کے قلب کو دیکھا تو نورِ باطنی سے قطعاً خالی پایا۔ ہم نے اپنے خیال میں اسے قابلِ رحم پایا کہ آج تو اس کی روٹی کا سبب بنا ہوا ہے کل قیامت کے روز اس کا کیا حشر ہوگا! اگر صرف اس کا معاملہ ہوتا تو خیر، اس کے ہمراہ جوامتِ محمدیہ علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کے افراد ہیں ان کو بھی دوزخ کا ایندھن بننا پڑے گا۔ یہ خیال ایسا غالب آیا کہ چلتے چلتے رک گئے اور سوچنے لگے کہ کیا صورت ہونی چاہیے جوامتِ محمدیہ علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کے یہ افراد صراطِ مستقیم پر آ جائیں۔ بازار گئے، پانچ پیسے کے بتاشے لے کر اس فقیر کے پاس پہنچے اور بیعت ہونے کی خواہش ظاہر کی۔ فقیر صاحب نے کہا جاؤ ابھی مسجد میں جا کر بیٹھ رہو، وقت ہونے پر بیعت کریں گے۔ مسجد قریب ہی تھی، ایک کونے میں بیٹھ کر اس کے قلب کی طرف متوجہ ہو گئے اور حقیقت کلمہ شریف کا فیضان وارد کرنا شروع کر دیا۔ جب نماز کا وقت ہوتا ہم اکیلے ہی اٹھ کر اذان کہتے اور نماز پڑھ لیتے اور بعد فراغت نماز پھر توجہ میں مشغول ہو جاتے۔ عصر و مغرب دونوں نمازیں اسی طرح ادا کیں اور وہ مع اپنے مریدوں کے بے تکلف بیٹھے حقہ نوشی اور ہنسی مذاق میں مشغول رہے۔ ہم بعد نماز پھر توجہ میں مشغول ہو گئے۔ ایک گھنٹہ کے بعد ہمیں یہ اچھی طرح محسوس ہو گیا کہ وار خالی نہیں گیا۔ حقیقتِ کلمہ طیبہ کا نور اُس کے قلب میں سرایت کر چکا تھا۔ اب صبغۃ اللہ اپنا رنگ لایا کہ لایا۔ چپ چاپ اپنے بتاشے لے کر شہر لاہور چلے آئے اور شاہ محمد غوث صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ اقدس پر جہاں اپنا قیام تھا۔ ضروریات سے فارغ ہو کر معمولات میں مشغول ہو گئے مگر توجہ کا نشانہ اب بھی ادھر ہی تھا۔ رات کے گیارہ بجے کا وقت ہوگا کہ کلمہ طیبہ کے نور نے اس فقیر مذکور کے قلب اور سینے کے اندر شور مچایا۔ اس نے غیر معمولی اور نئی کیفیت و لذت اپنے باطن میں محسوس کی کہ میری تو دنیا ہی اور ہو گئی۔ ہو نہ ہو یہ اُسی شخص کا کام ہے جو کل بیعت ہونے آیا تھا اس نے

Marfat.com

مریدوں کو حکم دیا کہ اس شخص کی تلاش کرو جو کل بیعت ہونے آیا تھا۔ مسجد، حجرے اور آس پاس کے مکان سب تلاش کیے مگر کہیں پتہ نہ ملا۔ تب فقیر مذکور تن تنہا خود ہماری تلاش میں سرگرداں ہو کر نکلا کیونکہ اب وہ نور اسے بیٹھنے نہیں دیتا تھا۔ جو شخص ملتا اس سے ہمارا پتہ پوچھتا، میرا حلیہ بیان کرتا کہ کہیں اس طرح کا آدمی دیکھا ہو۔

الغرض اُس نسبت کی کشش کشاں کشاں مزارِ پر انوار حضرت شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ پر ہمارے حجرہ میں لے آئی۔ جہاں ہم اس کے قلب پر متوجہ تھے اور ہمت باطنی سے فیضانِ حقیقت کلمہ شریف وارد کر رہے تھے۔ وہ شخص آتے ہی بے ہوش ہو کر گر گیا اور قریباً ایک گھنٹہ اسی حالت میں رہا۔ ہم پھر بھی ہمتِ باطنی سے اس کے قلب پر توجہ کے بھرپور وار کرتے رہے۔ جب معلوم کر لیا کہ اب اس کے قلب کے تمام رگ و ریشے درست ہو گئے ہیں اور خطرات و وساوس کا قلع قمع ہو گیا ہے پھر اسے ہوش دلائی۔ جب ہوش میں آیا تو بے اختیار میرے سینہ سے لپٹ گیا اور کہنے لگا کہ جو چوٹ آپ نے لگائی ہے اس کی تکمیل کیجئے اور بیعت کی درخواست کی۔ غرضیکہ تعلیم و تربیت میں رہ کر مقاماتِ اعلیٰ پر فائز ہوا

نظر جنہاں دی کیمیا سونا کر دے وٹ

ارشاد مبارک:

ایک روز ارشاد فرمایا کہ تعلیم و تلقین کے ابتدائی زمانہ میں ہمارے پاس ایک نوعمر لڑکا آیا۔ جس کی عمر پندرہ سولہ سال کے لگ بھگ ہوگی، نہایت عقیدت و احترام سے ملا، تنہائی میں نہایت بے باکانہ انداز میں کہنے لگا کہ حضور مجھے ایک لڑکی سے محبت ہے جو اپنی ہی برادری سے ہے، اللہ کا خوف دامنگیر ہے جو گناہ سے اب تک بچائے ہوئے ہے مگر طبیعت کے بے قابو ہو جانے کا سخت اندیشہ بھی لاحق ہے۔ حضور کوئی ایسا وظیفہ فرمائیں جس کے پڑھنے سے میرا نکاح ہو جائے اور برائی سے بچ جاؤں اور کوئی جھگڑا

Marfat.com

فساد بھی نہ ہونے پائے۔ وہ اس قسم کی باتیں کر رہا تھا اور ہم اس کے باطن کو دیکھ رہے تھے۔ لہٰذا اس کی باطنی استعداد کا اندازہ لگا لیا کہ نہایت عمدہ استعداد رکھتا ہے۔ اس کے ساتھ بہت ہی فراخدلی سے پیش آئے تا کہ لڑکے کو ہماری نسبت پختہ خیال ہو جائے کہ ہمیں اس کے کام سے دلی ہمدردی ہے، چنانچہ اُسے یقین ہو گیا۔ اس کی عقیدت کو دیکھتے ہوئے ہم نے اس سے کہا کہ برخوردار! ہم تم سے اس بات پر بہت خوش ہوئے ہیں کہ تُو نے حرام سے نفرت کی اور حلال طریق سے حل کرانے کی خواہش کی۔ ہم تجھے وظیفہ بتلاتے ہیں ان شآء اللہ تو بہت جلد کامیاب ہو جائے گا، مگر ایک شرط ہے کہ بارات کے ساتھ ہمیں ضرور لے چلنا ہو گا۔ ہماری یہ شرط مان لو تو پھر وظیفہ بتلائے دیتے ہیں۔ لڑکا اس شرط سے بہت خوش ہوا کہ جامہ میں پھولا نہ سماتا تھا اور عرض کی کہ مجھے یہ شرط دل وجاں سے منظور ہے۔ میرے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا خوش نصیبی ہو گی کہ آپ میری بارات میں شریک ہوں گے۔ آپ نے فرمایا اچھا! کتنے دنوں میں تیرا نکاح ہو جائے! اس نے عرض کیا حضور! جلد سے جلد ہو جائے۔ ہم نے درود مستغاث شریف مع ترکیب وتعداد اجازت فرمائی۔ ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ مقررہ تعداد سے جتنا زیادہ پڑھے گا اتنی ہی جلدی کام بنے گا لیکن پڑھتے وقت اس لڑکی کا تصور رکھنا۔ زبان سے ہم نے اسے باتوں میں لگائے رکھا اور توجہ سے اس کی صفائی باطن میں مشغول رہے۔ جب دیکھا کہ بقدر ضرورت نورِ باطن قلب میں جگہ پکڑ چکا ہے تو اسے بہت کچھ ہدایات وتاکیدات بتا کر رخصت کر دیا۔ اس نے انہی ہدایات وشرائط کے مطابق درود مستغاث شریف شروع کر دیا۔ تین دن کے بعد نہایت عجز وانکساری کے ساتھ کہنے لگا کہ حضور مجھے درود شریف پڑھنے میں وہ لذت وحلاوت آئی کہ اس لڑکی کی طرف سے میرا دل کچھ پھر سا چلا ہے۔ آپ دعا فرمایئے کہ یہی لذت وسرور مجھے میسر رہے اور میرا دل اس کی طرف سے ہٹ جائے۔ ہم نے کہا یہ کیا! یہ تو سخت وعدہ خلافی کر رہے ہو۔ ہم تو تمہاری بارات میں جانے کے لیے یہاں بیٹھے ہیں۔ جا خوب دھیان سے درود شریف پڑھا کر۔ عنقریب نکاح ہوا چاہتا ہے۔ ہم یہاں سے تب ہی جائیں گے جب تیرا نکاح

Marfat.com

ہو جائے گا۔ اس نے کہا حضور! مجھے اس سے اب نفرت ہو چلی ہے دعا فرمائیے کہ اس کی طرف سے دل بالکل ہی ہٹ جائے۔ ہم اسے درود شریف پڑھنے کی تاکید کرتے رہے اور اس کی باطنی ترقی کی طرف متوجہ رہے۔ الغرض پانچویں روز پھر آیا۔ پاؤں پر گرا اور بہت عاجزی سے کہنے لگا حضور! ان دو روز میں جو لذت وحلاوت درود شریف میں آئی ہے بیان نہیں کرسکتا۔ اس لذت وحلاوت کے مقابلہ میں نکاح اور دنیا کی فانی لذات سب ہیچ نظر آنے لگے ہیں۔ اب طبیعت نکاح کی طرف سے ہٹ گئی۔ وہ یہ باتیں کر رہا تھا اور ہم اس کے باطن کی طرف دیکھ رہے تھے کہ اب کیا حالت ہے۔ ہم نے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ نورِ باطن نے قلب کے اندر اچھی طرح قرار نہیں پکڑا۔ اندیشہ ہے کہ کسی ادنیٰ سی غلط کاری سے یہ موجودہ حال عشق ومحبت نکل نہ جائے۔ ہم نے پھر بخیال استحکام نور باطن سے بڑے زور سے تاکید کی کہ دیکھ ایسا کم ہمت نہ بن کہ ذرا سی بات میں بدل گیا۔ مرد کا کام ہے کہ جس کام کو پکڑے اسے پورا کرے۔ ہم تمہاری بارات میں جانے کو سب کام چھوڑ کر یہاں بیٹھے ہیں اور تُو اب ایسی ایسی باتیں کرنے لگا ہے، جا ہمت کے ساتھ اپنے کام میں مشغول رہ۔ تسلی وتشفی دے کر اسے رخصت کیا مگر چلتے چلتے ایک چر کہ اس کے قلب پر اور لگایا تا کہ نورِ باطن جو قلب میں آچکا ہے پورا مستحکم ہو جائے۔ چار پانچ روز کے بعد پھر جو آیا تو نورِ باطن کی لذت وحلاوت سے سرشار تھا۔ آنکھوں میں پریم الٰہی کا سرمہ ڈالے ہوئے آحاضر ہوا اور آتے ہی بے ساختہ کہنے لگا حضور! یا تو دعا فرمائیے کہ میرا نکاح ہرگز نہ ہونے پائے، یہ بلا اوپر ہی اوپر ٹل جائے ورنہ میں درود شریف پڑھنا چھوڑ دوں گا۔ اگر یہ حلاوت نہ رہی تو پھر زندگی ہیچ ہے۔ حضور! اس کی تاثیر سے علیحدگی مجھ سے برداشت نہیں ہوسکتی۔ دوسرے مجھے اس لڑکی سے اس قدر نفرت ہوگئی ہے کہ اس کے تصور سے بھی مجھے کوفت ہوتی ہے۔ لِلّٰہ میرے حال پر رحم فرمائیے اور مجھے بیعت کیجئے۔ زار وقطار رونے لگ گیا۔ جب دیکھا کہ نورِ باطن اس کے قلب میں قرار پکڑ گیا ہے تو اس کے اصرار پر اسے بیعت کرلیا، باقاعدہ تعلیمِ باطنی شروع کردی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہ وہ اب مقاماتِ عالیہ میں عروج پر

Marfat.com

ہے۔ نکاح کا مذاق اس کے ساتھ اب بھی کرتے رہتے ہیں۔

نتیجہ:

یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ آج کل کے زمانہ میں دینداری، خدا طلبی سے اس قدر بے توجہی ہوگئی ہے کہ اللہ کا نام پوچھنے والا کوئی آتا ہی نہیں۔ جو آتا ہے دنیوی اغراض لے کر آتا ہے۔ اور ہم لوگ من جانب اللہ ہدایت پر مامور ہیں۔ صرف اللہ کی رضا کے لیے ہر قسم کے حیلوں سے اس کے راستہ پر لگاتے ہیں۔ درویشی جتنی سستی اس زمانہ میں ہوئی ہے ایسی کبھی نہیں ہوئی۔

نقل:

۱۹۱۴ء میں جاں نثارِ سنّتِ خیرالوریٰ حضرت خواجہ محبوب عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ ویروال تشریف لائے اور چند دن قیام فرما کر عرس سرہند شریف کے لیے ویروال سے براستہ بیاس ریلوے اسٹیشن روانگی ہوئی۔ چنانچہ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ ایک تانگہ پر مع خلیفہ عالم شاہ سوار ہوئے۔ دوسرے تانگہ پر ہم چار پانچ آدمی سوار ہوئے۔ حضور قبلہ عالم کا تانگہ آگے تھا۔ جب ہمارے تانگے موضع فاضل پور کے آگے نہر کی کچی پٹڑی سے جا رہے تھے۔ اتفاق سے ہجوکہ (جھٹکا) لگنے پر مسمی جھنڈو کوچوان (جو کہ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے تانگہ کا کوچوان تھا) وہ تانگہ کے بانس پر بیٹھا تھا نیچے گر گیا اور تانگہ اس کے بدن پر سے گزر گیا۔ ہم اپنا تانگہ کھڑا کر کے اس کی طرف دوڑے۔ لیکن جھنڈو کوچوان ہمارے پہنچنے سے پیشتر ہی اٹھ کھڑا ہوگیا ہم نے پوچھا کہ کوئی چوٹ تو نہیں آئی۔ وہ بولا کہ چوٹ کیسی؟ ہم نے کہا کہ تانگہ تمہارے اوپر سے گزر گیا ہے اس لیے چوٹ آئی ہوگی۔ وہ کہنے لگا کہ نہیں نہیں! مجھے تو کوئی چوٹ نہیں لگی اور نہ ہی تانگہ کا کوئی بوجھ مجھ پر پڑا ہے۔ یہ کرامت حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی ہماری چشم دید ہے کہ ایک تانگہ آدمی کے اوپر سے گزر جائے اور وہ کہے کہ مجھے کوئی بوجھ معلوم نہیں ہوا۔

Marfat.com

نقل:

۱۹۱۵ء میں جب کہ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ ویروال رونق افروز ہوئے بوقت روانگی سرہند شریف ہمارے گاؤں ویروال میں دو تانگے ملے۔ سواریاں زیادہ تھیں۔ چونکہ عقیدت مند لوگ جوق در جوق حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سرہند شریف جانا چاہتے تھے۔ چنانچہ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی ہوا کہ مولوی صاحب خلیفہ عبداللہ خاں صاحب پٹی والوں کو گھوڑی پر بیاس ریلوے اسٹیشن پر بھیج دو اور ایک آدمی ان کے ہمراہ کر دو۔ ہم تانگہ پر بیاس پہنچ جائیں گے۔ مولوی صاحب گھوڑی پر آ جائیں گے۔ چنانچہ حسب الارشاد مولوی صاحب عبداللہ خاں کو گھوڑی دے دی گئی اور ایک آدمی ان کے ہمراہ کر دیا۔ ہمارے تانگے پہلے بیاس پہنچے اور ریل کا سگنل ہو گیا۔ اسٹیشن کی گھنٹی بجنے پر معلوم ہوا کہ گاڑی بوٹاری اسٹیشن سے چل پڑی ہے ٹکٹ وغیرہ لے لیویں۔ لیکن خلیفہ عبداللہ خاں صاحب ابھی تک نہیں پہنچے۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہوا کہ ٹکٹ لے لو بلکہ خاص طور پر حکم کیا گیا۔۔۔ کہ مولوی عبداللہ خاں کی بھی ٹکٹ لے لو کہ "گڈی ایڈی بھیڑی نئیں اے جو ساڈے عبداللہ خاں نوں چھڈ جاوے گی"۔ چنانچہ بوٹاری اور بیاس کے درمیان ٦ یا ۷ میل کا فاصلہ ہے اسی فاصلہ میں ریل گاڑی کسی حادثہ کے تحت زنجیر کھینچنے پر رکی رہی۔ جب مولوی عبداللہ خاں صاحب اسٹیشن پر پہنچے تب گاڑی آئی اور ہم سب سوار ہو گئے۔

نقل:

ایک ہندو فرم میں میری ملازمت بڑی ذمہ داری کی تھی۔ دس بارہ لاکھ روپیہ کا حساب کتاب سالانہ بیوپار کا میرے ہاتھ سے ہوا کرتا تھا۔ دیگر ہندو ملازمین میرے ساتھ بہت حسد رکھتے تھے۔ چنانچہ پانچ سال کا حساب چیک کرانے کے واسطے دیگر ہندو ملازمین نے میرے خلاف پروپیگنڈہ کر کے ایک بھاری متعصب آریہ اکاؤنٹنٹ منگوایا۔ وہ میرا حساب چیک کرتے وقت مجھ کو ناجائز تنگ

Marfat.com

کرتا رہا۔ میں نے سید اشریف حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ساری کیفیت لکھ دی کہ میرا حساب تو بالکل صحیح اور درست ہے لیکن دیگر ملازمین ہندو بوجہ حسد مجھے نقصان پہچانے کی کوشش کررہے ہیں۔ حضور قبلہ عالم کا جواب آیا کہ وہ جلدی چلا جائے گا، فکر کی ضرورت نہیں۔

چنانچہ اسی اثناء میں مَیں فرم کے کام امرتسر آیا۔ کام سے فارغ ہوکر مَیں واپس ہیڈکوارٹر جانے کے لیے ریلوے اسٹیشن کو جارہا تھا کہ ہال بازار شیخ جان محمد کی مسجد میں نمازِ عصر ادا کرنے کا ارادہ ہوا۔ مسجد کے باہر والے دروازہ پر محمد امین تانگہ والا اچھرہ لاہور کا رہنے والا مجھے ملا۔ مَیں نے پوچھا کہ کدھر آئے ہو؟ محمد امین بھی حضور کا بڑا عقیدت مند تھا، اس نے کہا! حضور تشریف لائے ہوئے ہیں۔ مسجد کے تالاب پر وضو فرمارہے ہیں۔ چنانچہ مَیں اندر گیا، قدم بوس ہوا، حضور بھی خوش ہوئے اور مَیں تو اس قدر خوش ہوا کہ بیان نہیں کرسکتا۔ حضور کے ساتھ نمازِ عصر ادا کی۔ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ وہ مردود چلا گیا ہے یا نہیں؟ مَیں نے عرض کیا کہ حضور! ابھی نہیں گیا۔ فرمایا چلا جائے گا۔

میرا یہ معمول تھا کہ جب بھی حاضر خدمت ہوتا خود اجازت کبھی نہ مانگتا، جب حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ اجازت فرماتے تب واپس آیا کرتا خواہ رخصت تھوڑی ہوتی۔ اس دن میری رخصت بھی نہیں تھی مَیں فرم کے کام پر امرتسر گیا تھا۔ چنانچہ بعد نمازِ عصر حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ لوہاری دروازہ تشریف لے گئے، وہاں پر حضور کی دعوت تھی۔ مَیں بھی ساتھ ہی گیا اور دوروز حضور قبلۂ عالم کے ساتھ امرتسر میں رہا۔ تیسرے روز حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے مجیٹھہ کو روانگی کے وقت مجھے فرمایا کہ تم اب چلے جاؤ۔ مَیں نے عرض کی کہ حضور میں آج گھر جانے کی اجازت آپ سے چاہتا ہوں، کل کو اپنے ہیڈکوارٹر ڈھلواں چلا جاؤں گا۔ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: گھر سے ہوکر آجانا، وہ آریہ چلا گیا ہوگا یا چلا جائے گا، فکر مت کرو۔ چنانچہ مَیں رات کو گھر آگیا، اگلے دن جب مَیں اپنے ہیڈکوارٹر پہنچا تو اکاؤنٹنٹ میرے پہنچنے سے پہلے ہی چلا گیا تھا اور مجھے کسی بھی بالا افسر نے نہیں پوچھا کہ تم کہاں رہے اور غیر حاضر کیوں رہے۔

Marfat.com

نقل:

میاں ہاشم دین ساکن موضع بوہت تحصیل پھالیہ ضلع گجرات جن کا انتقال ہو چکا ہے یہ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مخلص خادم تھے۔ ایک بار حضور قبلۂ عالم رفع حاجت کے لیے باہر تشریف لے گئے اور میاں ہاشم لوٹا اٹھائے ہمراہ تھے۔ میاں ہاشم حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے کسی کھیت کے ایک طرف لوٹا رکھ کر واپس آ کر کچھ فاصلے پر کھڑے ہو گئے۔ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ رفع حاجت سے فارغ ہو کر اٹھے۔ میاں ہاشم دین لوٹا دینے کے لیے متوجہ ہوئے تو حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے لوٹے کی طرف انگشتِ شہادت سے اشارہ کیا لوٹا اپنی جگہ سے اٹھ کر آپ تک پہنچ گیا۔ میاں ہاشم یہ دیکھ رہے تھے۔ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ واپس تشریف لائے تو میاں ہاشم دین نے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا تم نے دیکھا ہے تو اچھا کسی کے سامنے اس واقعہ کا اظہار مت کرنا۔

نقل:

سیدا شریف کا ایک نمبردار قطبا نامی کبھی کبھار آپ کے پاس اٹھا بیٹھا کرتا۔ چونکہ نمبردار تھا رشوت وغیرہ لینے سے پرہیز نہ کرتا تھا۔ آپ نے ازراہ خیر خواہی اسے سمجھایا کہ تم رشوت لینا ترک کر دو۔ اس کی انانیت اس نصیحت کو برداشت نہ کر سکی۔ کہنے لگا کہ مولوی صاحب! مَیں لوں گا اور ضرور لوں گا۔ آپ نے فرمایا یہ حرام ہے۔ وہ جہالت سے کہنے لگا جو ہمیں اس قسم کے نصائح کرے اسے ہم آٹھویں دن کے اندر اندر اپنے گاؤں سے نکال دیا کرتے ہیں۔ آپ کی غیرت نے جوش مارا۔ فرمایا اچھا دیکھتے ہیں کہ آٹھویں دن تُو ہمیں نکالتا ہے یا تُو آٹھویں دن اس گاؤں سے نکلتا ہے۔ چنانچہ آٹھویں دن اس کا نام نمبرداری سے اتر گیا۔ پھر دست بستہ پاؤں پر آ گرا۔ آپ نے فرمایا تجھے اب نمبرداری تو تا زندگی نہیں مل سکتی جا تیرے گھر میں رہے گی۔ چنانچہ اس کا بھتیجا تا حال نمبردار ہے، وہ محروم ہی گیا۔

Marfat.com

نقل:

موضع سیدا شریف کا ایک زمیندار حسن نامی جو تمام گاؤں کا مانا ہوا چوہدری تھا ہر عیب اس میں موجود تھا۔ حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے مویشی چرنے کے لیے باہر گئے تو اس نے ایک بہڑا (بچھڑا) راستہ میں چرا لیا۔ حضرت صاحب کو خبر ہوئی آپ نے کشفی نظر سے معلوم کر لیا کہ یہی چور ہے۔ آپ نے اسے بلایا اور فرمایا کہ تم نے ہمارا بہڑا چرایا ہے وہ واپس دے دے۔ وہ پہلے تو جھوٹے عذر کرنے لگا کہ نہیں جناب مَیں نے تو نہیں لیا۔ آپ نے فرمایا کہ میری داڑھی کی خدا کو بھی شرم ہے اور تُو شرم نہیں کرتا۔ پھر تو وہ اپنی انانیت میں آ کر کہنے لگا کہ پھر مَیں نے ہی لیا ہے اگر طاقت ہے تو لے لو۔ آپ کو جوش آ گیا۔ فرمایا پھر بہڑا تو نہیں لینا بلکہ تیرا سر لینا ہے۔ بات آئی گئی ہوگئی۔ عرصہ ایک سال کا گزر گیا۔ اسی عرصہ میں وہ حسن نامی اپنے دوستوں سے کہا کرتا کہ ہر رات کو خواب میں دیکھتا ہوں مولوی صاحب چھری لے کر میرے پیچھے ہوتے ہیں اور مَیں آگے آگے ہوتا ہوں۔

ایک صبح خدام کی مجلس میں فرمایا جبکہ میاں کرم دین صاحب ساکن موضع ڈنڈ کہ بھی اسی مجلس میں موجود تھے کہ حسن کی زندگی کا پتا گر گیا ہے اور فلاں تاریخ کو اس کا چالان ہوگا اور سرزمین سیدا میں پھر نہ آ سکے گا۔ میاں کرم دین صاحب نے کہا حضور! کہیں غلط نہ ہو جائے۔ حضور قبلۂ عالم کو جوش آ گیا۔ فرمایا فقیر کی بات پتھر پر لکیر ہوا کرتی ہے وہ طوفانوں سے مٹا نہیں کرتی۔ خیر وہ دن آ گیا۔ اس نے ناحق دو خون کر دیئے۔ جس کنویں پر کئے وہ خونی کنواں کے نام سے آج تک مشہور ہے۔ اس مقدمہ میں چالان ہوا اور جیل میں استسقاء کا مرض لاحق ہوا اور شاہ پور جیل میں ہی مر گیا۔

اس کی اولاد بھی یہاں سے ختم ہوگئی اور اس کا نام آج تک کسی کو یاد بھی نہیں۔ جس روز اس کا چالان ہوا وہ دن جمعہ شریف کا تھا۔ آپ جمعہ شریف پڑھا رہے تھے اور پولیس اس کو ہتھکڑی لگائے لے

Marfat.com

جارہی تھی۔ اتفاقاً وہ آپ کے سامنے سے گزرا۔ آپ نے یہ شعر پڑھا

تو مشو مغرور بر حلمِ خدا
دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کی ڈھیل سے مغرور نہ ہو وہ دیر سے پکڑتا ہے لیکن بڑا سخت پکڑتا ہے۔''

نقل:

ایک بار عید الفطر کے موقع پر حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے میاں غلام حیدر سے دریافت فرمایا دیکھو عید کے لیے خوشبو ہے یا نہیں۔ غلام حیدر نے عرض کیا کہ خوشبو تو ختم ہے۔ اگر حکم ہو تو کسی مخلص کو اطلاع دوں تاکہ عید تک پہنچ جائے۔ آپ نے فرمایا بذریعہ خط اطلاع سے تو خوشبو عید تک پہنچنی مشکل ہے عید میں صرف دو روز باقی ہیں اچھا ہم نے کہہ دیا ہے۔ چنانچہ عید پڑھنے سے قبل ڈاک میں عطر آ گیا جسے منشی غلام جیلانی صاحب نے امرتسر سے بھیجا تھا جس کا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ بندہ دفتر سے فارغ ہونے کے بعد گھر کے لیے کوئی چیز خریدنے کے لیے بازار گیا۔ وہ چیز تو نہ لے سکا البتہ یہ خیال ہوا کہ گھر کے لیے خوشبو لے لوں خوشبو خرید لی۔ پھر خیال آیا کہ کیا ہی اچھا ہو اگر حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے لیے یہ خوشبو ارسال کر دوں۔ یہ خیال کچھ ایسا پختہ ہوا کہ اسی وقت اسے پارسل بنا کر ڈاکخانہ دے کر پھر گھر واپس آیا۔ اصل میں حضور کا یہ تصرف تھا۔

نقل:

ایک شخص گوجرانوالہ کے نواح میں کسی گاؤں (جس کا نام میرے ذہن سے اتر گیا ہے) کا نامی گرامی چور تھا۔ سیدا شریف خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا اور بیعت کی درخواست کی مگر اس شرط پر کہ چوری نہ چھوڑوں گا۔ آپ نے فرمایا اچھا! ہم نے تمہاری شرط منظور کر لی لیکن ایک شرط تم ہماری بھی مان لو۔

Marfat.com

عرض کی حضور! فرمایئے فرمایا: جہاں ہم ہوں وہاں تم چوری نہ کرنا۔ اس نے کہا منظور ہے۔ بیعت ہو کر واپس چلا گیا اور دل میں بہت خوش تھا کہ ایسا پیر تو ملنا مشکل ہے جس نے میری شرط منظور کر لی۔ جس پیر کے پاس بھی اب تک جاتا رہا ہوں وہ میری یہ شرط سن کر انکار کر دیتا مگر اب یہ معاملہ خوب رہا بیعت بھی ہو گئے اور چوری بھی کرتا رہوں گا۔ آپ ہر مقام پر تھوڑا ہی موجود ہوں گے۔ جہاں آپ ہوں گے وہاں چوری نہ کروں گا۔

چنانچہ ایک رات چوری کے لیے نکلا۔ ایک مکان میں نقب لگائی۔ اندر داخل ہوا، تالہ توڑنے لگا تو کیا دیکھتا ہے کہ آپ سامنے کھڑے ہیں۔ وہاں سے بھاگا۔ ابھی رات کا حصہ باقی تھا۔ دل میں خیال آیا کہ خالی ہاتھ جانا تو اچھا نہیں، چلو کوئی بیل ہی لے چلو۔ چنانچہ ایک حویلی سے بیل کھولنے لگا تو دیکھا کہ حضور سامنے ہیں۔ پھر بھاگا، صبح صادق ہونے سے پہلے پھر ایسی ہی ایک اور حرکت کی اور پھر وہی معاملہ پیش آیا۔ بس پھر تو ندامت کا اتنا غلبہ ہوا کہ زار و قطار رونے لگا اور حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی محبت میں زیارت کے لیے بے تاب ہو گیا۔ سیدھا سیدا شریف کا رخ کیا۔ جب دریا پر پہنچا تو دریا بھرا ہوا بہہ رہا تھا۔ شام کا وقت تھا، کشتی کوئی نہ تھی۔ سوچا کہ اب کیا کروں، بیقراری حد سے بڑھی ہوئی تھی راستہ میں ٹھہرنے کو تیار نہ تھا۔ چونکہ ان پڑھ تھا اور ان پڑھ عقیدت کے پختہ ہوتے ہیں۔ خیال آیا کہ جس پیر نے چوری سے بچا لیا وہ دریا سے بھی بچا لے گا۔ اس نے دریا میں چھلانگ لگا دی۔ بغیر کسی تکلیف کے کنارے آ لگا اور عشاء کے قریب سیدا شریف پہنچا۔ آپ اس وقت مراقب تھے۔ آتے ہی سر قدموں پر رکھا اور چیخ چیخ کر رونے لگا۔ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے سینہ سے لگایا، فرمایا یوں آئندہ چھلانگ نہ لگانا، کبھی کبھی ایسے معاملات کی طرف فقیر متوجہ نہیں ہوتا۔ اس کے بعد تائب ہو کر پکا مسلمان بن گیا اور کئی سال لنگر کی خدمت کرتا رہا۔

Marfat.com

نقل:

قصبہ بسی ضلع انبالہ بھورے خان افغان جو بہت ہی پلید اور گندا رہتا تھا۔ نماز کے نزدیک تک نہ جاتا۔ اس سے لوگ پوچھتے کہ تو نماز کیوں نہیں پڑھتا اور اتنا گندا کیوں رہتا ہے؟ وہ کہتا میں نے کسی وقت علمِ موسیقی سیکھا تھا۔ علمِ موسیقی کی بلیّات نے مجھے اس نوبت تک پہنچا دیا ہے اب میرے بس کی بات نہیں۔ ایک بار حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ بسی تشریف فرما ہوئے۔ منشی عنایت علی خاں صاحب جو حضور کے خادم تھے۔ بھورے خاں کو آپ کی خدمت میں لے گئے اور اس کی حالت بیان کی۔ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی طرف توجہ فرمائی۔ اسی وقت اس کے جسم سے گوشت کے جلنے کی بو آنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد کہنے لگا اب مجھے آرام ہے۔ بلیّات دفع ہو گئی ہیں۔ اس کے بعد اس کی حالت اچھی ہو گئی اور پکا مسلمان ہو گیا۔ جب تک زندہ رہا ذاکر و شاغل رہا۔

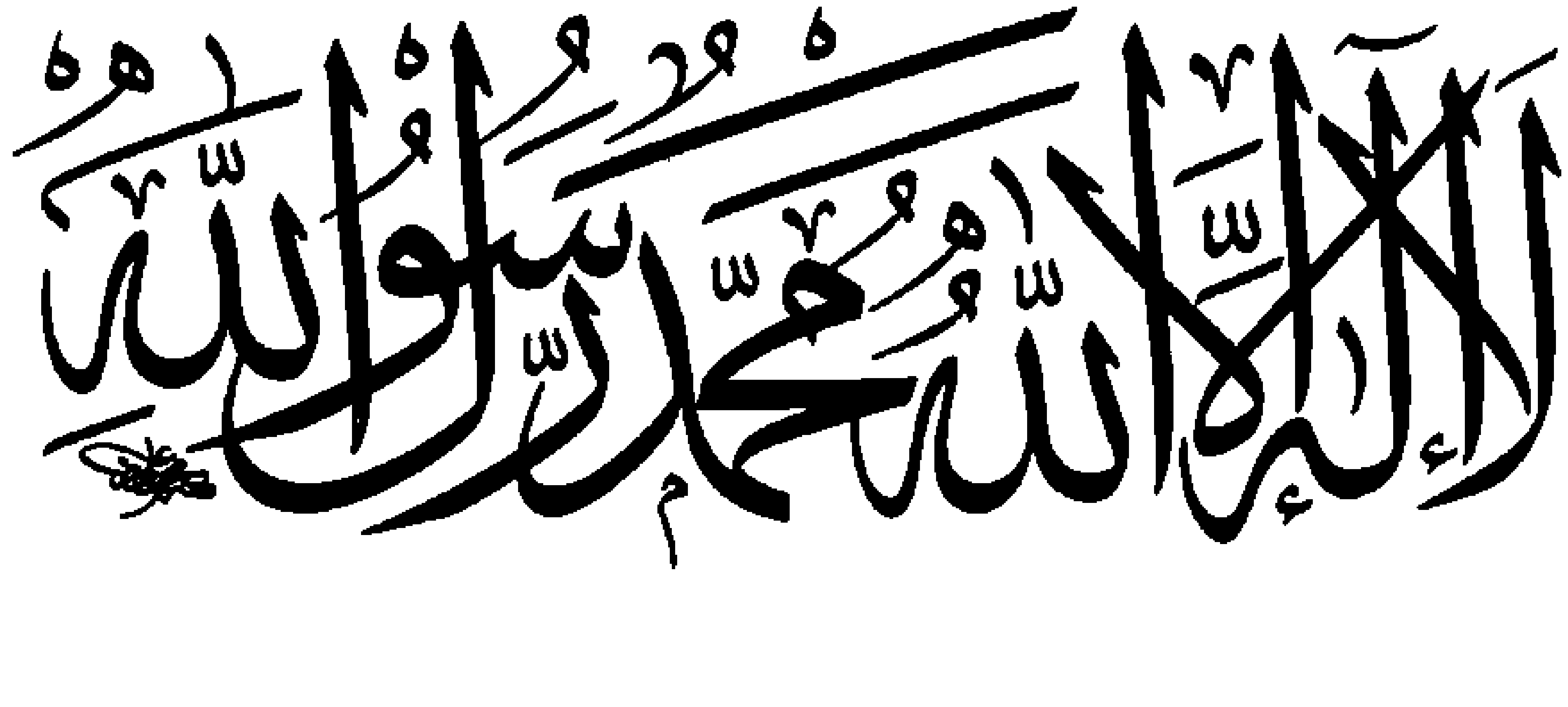

Marfat.com

حقائقِ اشیاء سے آگاہی

حضور قبلہ عالم اعلیٰ حضرت سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مخلص خلیفہ اور میرے شفیق استاد جناب مولانا حافظ احمد اسلام صاحب شاہ آبادی مرحوم نے بیان فرمایا کہ ایک بار مَیں سید اشریف حضور کی خدمت میں مقیم تھا تو حضور نے مجھ سے یہ واقعہ بیان فرمایا:

ہمارے ساتھ ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ ایک دفعہ وباء طاعون پھیلی، گھر والے اور تمام درویش بیمار ہو گئے۔ ہم ان کے علاج کے فکر میں تھے کہ یکا یک ہم کو بھی اس موذی مرض نے آدبایا۔ جب ہم پر اس مرض کا غلبہ ہوا تو ہمیں فکر اس امر کا ہوا کہ ابھی کام پورا نہ ہوا تھا اور چلنے کا وقت شاید قریب آ گیا ہے۔ ہم ابھی اسی فکر میں تھے کہ یکا یک ہمیں یاد آ گیا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مہلک مرض میں مبتلا ہو اور کوئی چارہ کار نظر نہ آتا ہو تو اَللّٰہُ الصَّمَدُ پڑھنے لگ جائے۔ اگر موت مقدر ہے تو مرتبہ شہادت لے کر مرے گا اور جو زندگی باقی ہے تو جلدی صحت حاصل ہوگی اور بلیّات و آفات سے نجات ملے گی۔ اس خیال کے پختہ ہوتے ہی ہم نے تسبیح ہاتھ میں لے کر اَللّٰہُ الصَّمَدُ پڑھنا شروع کر دیا پڑھتے پڑھتے ہمیں غیبت ہوگئی دیکھا کہ ہمارے حلق پر دونوں جانب کوئی شے چمٹی ہے اور بڑی سختی سے پنجہ جمائے ہوئے ہے۔ ہم برابر اَللّٰہُ الصَّمَدُ پڑھتے رہے اور اس شے کی طرف دیکھتے رہے۔ دیکھا کہ اس کی شکل مثل کچھوے کے ہے جو پلیگ کی مثالی صورت تھی۔ جب ہم پندرہ ہزار کے قریب اَللّٰہُ الصَّمَدُ پڑھ چکے تو ایسا معلوم ہوا کہ اس کے پنجے سست پڑ گئے ہیں اور اس کی گرفت ویسی سخت نہیں رہی جیسی کہ پہلے تھی اور ہمیں فی الجملہ راحت سی معلوم ہوئی۔ پھر تو ہمیں تقویت ہوگئی اور پوری توجہ کے ساتھ اَللّٰہُ الصَّمَدُ پڑھنا شروع کر دیا۔ جب تیس ہزار پر نوبت پہنچی تو شے مذکور کے پنجے سے

Marfat.com

ہمارے حلق چھوٹ گئے مگر ابھی وہ علیحدہ نہ ہوئی تھی ہم پھر بدستور پڑھنے لگے۔ جب ساٹھ ہزار تک نوبت پہنچی تو وہ بلا ہمارے حلق سے علیحدہ ہو کر فوراً زمین پر گر پڑی۔ ہم نے چاہا کہ اپنے تصرف سے یہیں اسے نیست و نابود کر دیں۔ ابھی ہم نے ارادہ ہی کیا تھا کہ بلاءِ مذکورہ ہماری طرف متوجہ ہو کر یوں گویا ہوئی۔

دیکھئے حضرت! مجھے بالکل نیست و نابود نہ کیجئے کیونکہ یہ مشیت ایزدی کے خلاف ہے اور آپ کو مجھے مارنے کا کوئی حق حاصل نہیں، کیونکہ میں آپ کے حلق سے چمٹی تو ضرور ہوں لیکن دیکھ لیجئے میں نے آپ کا رتی بھر بھی خون نہیں چوسا اور نہ ہی آپ کے جسم میں وہ عوارض ہونے پائے جو میرے چمٹنے سے ہوا کرتے ہیں اور اصل بات یہ ہے کہ ہم سے غلطی ہوئی جو آپ اس تکلیف میں مبتلا ہو گئے ورنہ آپ کے لیے حکم الٰہی اس طرح نہ تھا بات یہ ہوئی کہ آپ فلاں گھر میں مریضوں کو دم کرنے تشریف لے گئے اس وقت اس مکان پر ہمارا وُرُود ہو رہا تھا۔ ہمیں حکم خداوندی تھا کہ اس مکان کے مکینوں پر تمہیں مسلط کیا جاتا ہے۔ سب کو چمٹ جاؤ۔ ہم نے غلطی سے ان کو بھی جھپٹ میں لے لیا جو اس مکان کے اندر تھے خواہ مکین تھے یا غیر مکین چونکہ اس وقت آپ بھی وہاں تشریف فرما تھے اس لیے آپ بھی ہماری لپیٹ میں آ گئے مگر اس وقت تک ہمیں کچھ علم نہ ہوا جب تک آپ نے پندرہ ہزار بار اَللّٰهُ الصَّمَدُ نہ پڑھ لیا اور جب تعداد یہاں تک پہنچی تو ہم پر یہ حقیقت ظاہر ہوئی کہ ہم غلطی سے یہاں آ چمٹے ہیں اور درحقیقت وہ حکم مکینوں کے لیے مخصوص تھا دوسروں کے لیے نہیں جو یونہی عارضی طور پر وہاں گئے ہوئے تھے۔ حضور فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ قصہ سن کر اسے چھوڑ دیا اور بالکل ویسے ہی تندرست ہو گئے جیسے پہلے تھے، کسی طرح کا ضعف ہمارے جسم میں نہ آیا۔

پھر ہمیں درویشوں اور دوسرے گھر والوں کا خیال آیا۔ ہم اسی سوچ میں تھے کہ ان کے واسطے کیا تدبیر کی جائے کہ یکا یک ایک آواز ہمارے کان میں آئی کہ حضرت صاحب! حضرت صاحب! یہ آواز نہایت ہی غیر مانوس تھی جو ہم نے پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔ ہم ادھر اُدھر دیکھنے لگے تو معلوم ہوا کہ اس

Marfat.com

دیوار کے پاس ایک بوٹی سے آواز آرہی ہے۔ جب ہم اس کی طرف متوجہ ہوگئے تو اس نے کہا حضرت صاحب! اللہ تعالیٰ نے میرے اندر یہ خاصیت رکھی ہے کہ اگر مجھے اس مقدار میں پانی میں پیس چھان کر پلیگ کے مریض کو پلایا جائے تو صرف تین وقت کے پلانے سے ہی پلیگ کا زہر بالکل جاتا رہتا ہے اور مریض صحت یاب ہوجاتا ہے۔ ہم نے اس بوٹی کی اچھی طرح شناخت کرلی۔ پھر اور بوٹیوں نے جو وہیں اس کے پاس کھڑی تھیں اپنے اپنے خواص بیان کیے۔ الغرض اسی بوٹی کو پانی میں پیس چھان کر اپنے تمام مریضوں کو پلائی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے تین تین بار پلانے سے شفاء بخشی۔ اب اس بوٹی کا موسم نکل گیا ہے۔ جب موسم آئے گا اور وہ بوٹی پیدا ہوگی تو تمہیں بھی شناخت کرادیں گے۔

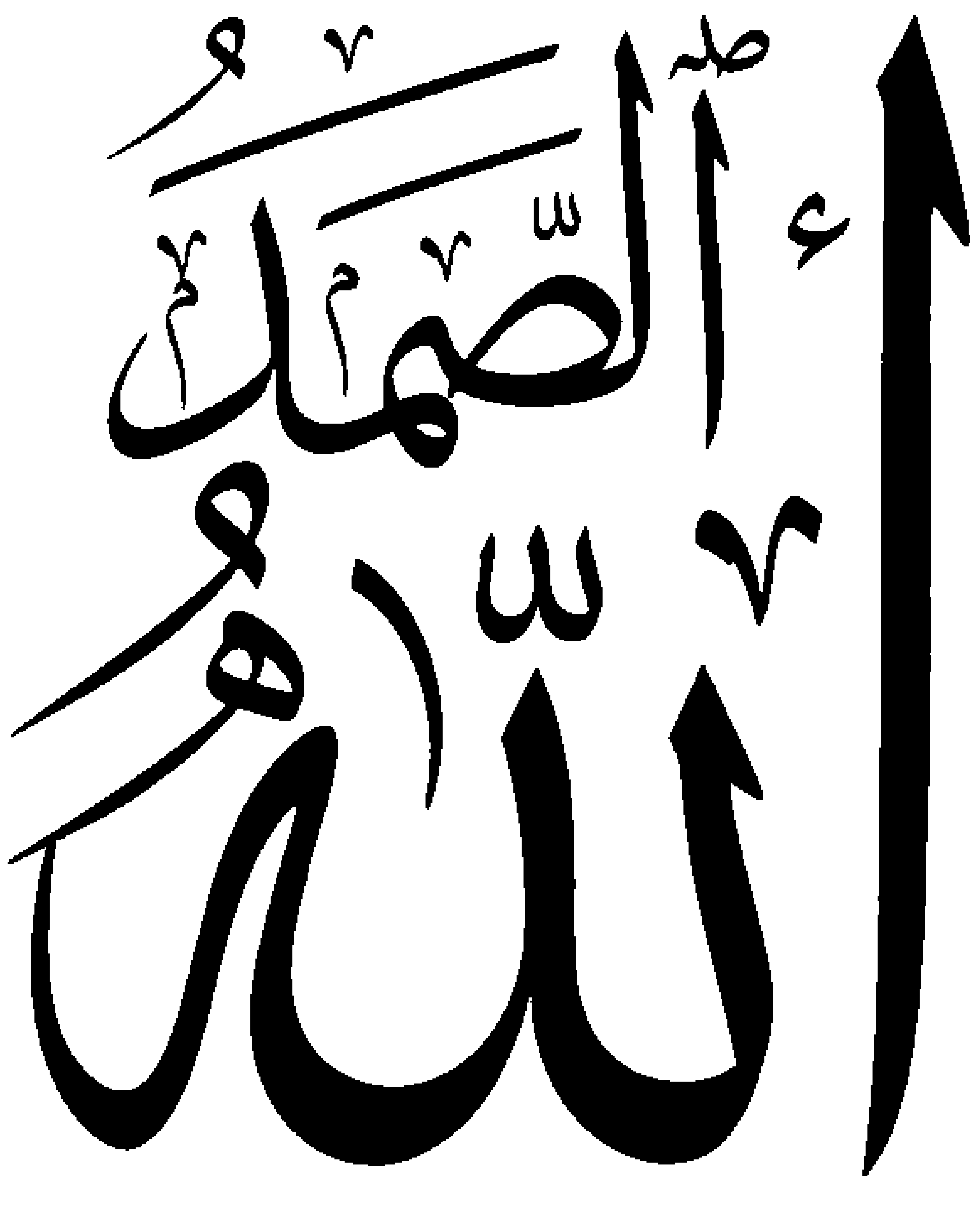

Marfat.com

حفاظتِ الٰہی

نقل:

حضرت میاں عبدالکریم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن موضع کھبا راجپوتاں، جو حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے نہایت سچے گہرے مزاج شناس، محرم راز مخلص اور آپ کے خلیفہ مجاز تھے۔ ان کے صاحبزادہ میاں غلام قادر صاحب جو اس وقت بصورتِ ہجرت مال چک کلاں ضلع فیصل آباد میں مقیم ہیں [1] نہایت مخلص اور متقی ہیں۔ وہ حضور قبلہ عالم اعلیٰ حضرت سیدوی رحمۃ اللہ علیہ سے ہی بیعت ہیں اور کچھ عرصہ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ٹھہرے رہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ

ایک بار سیدا شریف حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ٹھہرا ہوا تھا، ساون کا مہینہ تھا اور موسلا دھار بارش ہو رہی تھی، اسی کچے حجرے میں آپ استراحت فرماتے اور میں آپ کو سہلا رہا تھا، موسلا دھار بارش کو دیکھتے ہوئے میرے دل میں خیال آیا کہ حجرہ کچا بھی ہے اور کمزور بھی، کہیں گر نہ جائے۔ اچھا حضور رحمۃ اللہ علیہ کے جاگنے پر عرض کر دوں گا یا تو اس کو پختہ بنوایا جائے یا اس موسم میں کسی دوسرے مکان میں آرام فرمایا کریں۔ یہ خیال آتے ہی آپ جاگ کر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا غلام قادر! حجرہ کچا ہے بارش بہت زیادہ ہے، حجرہ کے اوپر جاؤ اگر کوئی سوراخ وغیرہ ہو تو بند کر آؤ۔ میں اوپر گیا، جب چھت پر پہنچا تو حیران رہ گیا کہ بارش ارد گرد تو خوب برس رہی ہے لیکن حجرہ کی چھت بالکل خشک ہے، بارش کا نام تک نہیں۔ نیچے آیا، میں نے یہ واقعہ عرض کیا آپ نے فرمایا تمہیں یہی دکھانا مقصود تھا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی خود حفاظت کرتا ہے۔

[1] وہ اب حال ہی میں انتقال کر گئے ہیں۔

Marfat.com

نقل:

(از حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ) ایک بار انبالہ شریف کے عرس مبارک پر حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے اور اس قدر موسلا دھار بارش برسنے لگی کہ جس کے سبب کھانا نہ پک سکا۔ حضرت سجادہ نشین دربار عالیہ نہایت پریشان اور متفکر تھے۔ اس وقت حضور سیدوی رحمۃ اللہ علیہ عالمِ سکر میں تھے۔ حضرت سجادہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کی خدمت میں آئے اور آپ کی تسبیح پکڑ کر فرمایا کہ "اے لمبی تسبیح والے! ذرا اس تسبیح کا اثر بھی تو دکھاؤ، کم از کم کھانا تو پک جائے اور پھر بارش ہو جائے۔" فوراً باہر آئے اور آسمان کی طرف متوجہ ہو کر نہایت عجز و نیاز سے عرض کرنے لگے کہ "اے مالک! یہ تیرے محبوب کا عرس ہے اور تیری ہی مخلوق کو کھانا کھلایا جاتا ہے اور اے بادل کیا تو نہیں جانتا! کہ یہ قطب عالم حبیب الرحمٰن حضور شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس ہے۔ ٹھہر جا اور کھانا کھانے تک تھمارہ"

موسلا دھار بارش تھم گئی اور دیگیں چڑھا دی گئیں۔ کھانا حسبِ معمول تیار ہو کر کھلایا گیا۔ جب کھانا کھلا چکے تو آپ نے فرمایا "اے بادل! ہمارا کام ہو گیا ہے، اب تُو اپنا کام کر"

بارش بدستور سابق شروع ہو گئی اور اس قدر مینہ برسا کہ نالے تک نہ سہار سکے۔

یا وَدُودُ

Marfat.com

غناء

نقل (از مولانا نور عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

ایک بار حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ عرس پاک انبالہ شریف کی شمولیت کے لیے گھر سے چلے۔ میں بھی منڈی بہاؤالدین تک گاڑی میں سوار کرانے کے لیے ہمراہ تھا۔ علاوہ دیگر خدام کے میاں غلام حیدر ساکن موضع دھریکاں خورد ہمراہ تھے جو حضور کے نہایت مخلص اور معاملہ فہم خادم تھے اور حضور کو ان پر نہایت اعتماد تھا اکثر ضروریات سفر کے لیے نقدی وغیرہ ان کے پاس رہتی تھی۔ جب منڈی بہاؤالدین پہنچے تو آپ نے غلام حیدر سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ مصارفِ سفر کے لیے کتنی رقم ہے؟ ہم دونوں نے عرض کیا حضور! ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ رقم آپ کے پاس ہوگی، اس لیے ہم دونوں خالی جیب ہیں۔ آپ نے فرمایا: چلتے وقت پر دیکھ بھال کر لینی چاہیے یہ تم نے غلطی کی ہے۔ اس وقت منڈی بہاؤالدین یوں آباد نہ تھی بلکہ یہ سب علاقہ جنگل ہی جنگل تھا۔ آپ نے غلام حیدر سے فرمایا جاؤ! کسی گاؤں سے چمڑہ لے آؤ۔ آپ نے اکیس (۲۱) کی تعداد میں چمڑے کے گول گول ٹکڑے بنائے اور دونوں ہتھیلیوں میں دبا کر کچھ پڑھ کر دم کیا۔ جب اوپر سے ہاتھ اٹھایا تو چمڑے کی بجائے اکیس اشرفیاں تھیں۔ ان میں سے دس آپ نے مجھے دیں کہ لنگر کا خرچ چلانا اور باقی مصارف سفر کے لیے غلام حیدر کو عنایت کیں اور بڑی سخت تنبیہ کی کہ آئندہ ایسا نہ ہونے پائے لیکن یہ بات یاد رکھو کہ فقیر بھوکا نہیں ہوتا۔ باوجود اس مقام کے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اصلی سرمایہ حیات شیخ کی اتباع میں توکّل ہی رہا۔

Marfat.com

نقل:

(غناء کا دوسرا واقعہ از میاں کامل دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ چکوڑی والے) اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میاں برکت علی صاحب رئیس اچھرہ عرس شریف میں شمولیت کے لیے حاضر ہوئے۔ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ مسجد کے محراب میں تشریف فرما تھے۔ جب وہ مسجد میں داخل ہوئے تو ان کے دل میں یہ خطرہ پیدا ہوا اور قرار پکڑ گیا کہ حضرت صاحب نے عرس کی تقریب پیسہ اکٹھا کرنے کے لیے شروع کی ہے۔ جب مصافحہ کرنے کے بعد بیٹھا تو آپ نے فوراً اسے کان سے پکڑ کر اٹھا لیا اور اپنے ہمراہ مکان کے اندر لے گئے اور فرمایا اس صندوق کا دروازہ کھولو اور دیکھو اس میں کیا ہے؟ میاں کامل دین صاحب بھی ہمراہ تھے، دیکھا تو روپوں سے تھیلیاں بھری ہوئی تھیں۔ ارشاد فرمایا کہ یہ تو عرس سے پہلے ہی بھری ہوئی ہیں، عرس ان کو بھرنے کے لیے نہیں کیا جاتا۔ میاں برکت علی صاحب ایسے خاموش اور حیران ہوئے کہ پھر تا زندگی کبھی کوئی خطرہ دل میں آیا ہی نہیں۔

Marfat.com

عِلم المکاشفہ

قلبی خطروں سے آگاہی:

یہ معاملہ کمال درجہ پر تھا۔ کوئی خطرہ آپ سے پوشیدہ نہ رہتا۔ آگاہی کے بعد اظہار و اخفایہ حکمت کے ماتحت تھا۔ آگاہ ہونے میں حاضر و غائب کا سوال نہ تھا اور ہر ممکن صورت سے دور کرنے کی کوشش فرماتے۔ چنانچہ جب آپ وعظ فرماتے تو حاضرین میں سے اگر کسی کے دل میں کوئی خطرہ پیدا ہوتا تو اسی وقت یہ فرما کر کہ بعض لوگوں کا یوں بھی خیال ہے اُس کا جواب فرما دیتے اور وہ شخص مطمئن ہو جاتا۔

مجدّد پاک کے فرمان کا مطلب:

رئیسِ اچھرہ میاں برکت علی ذیلدار جو حضور رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مند تھے اور اینٹوں کے بھٹے کا کاروبار بھی کرتے تھے۔ ایک دن حضور رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا: برکت علی! جب میں تمہارے دل کو دیکھتا ہوں تو اینٹوں کے انبار در انبار نظر آتے ہیں ان کو باہر نکالتا ہوں، مگر اگلے روز تم ان سے دو چند اور بھر لاتے ہو۔ اس پر ارشاد فرمایا کہ وہ جو حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات شریف میں فرمایا ہے کہ ''پیر کناسی مے نماید'' یعنی پیر کو جھاڑو دینے کا کام بھی کرنا پڑتا ہے۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ پیر اپنی باطنی قوت سے مرید کے دل سے دنیائے دوں کے خیالات دور کرتا ہے۔ بعض دفعہ ان خباثتوں اور گناہوں سے ایسی بدبو اٹھتی ہے کہ طبیعت سخت بے قرار اور مضمحل ہو جاتی ہے اور ناواقف لوگ سمجھتے ہیں کہ پیر مزے کی زندگی گزارتے ہیں۔

Marfat.com

پیر مریداں دے سر تے رہندے:

جناب سیّد رحمت علی شاہ صاحب ساکن قصبہ مہم ضلع رہتک جو حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے نہایت عاشق مخلص اور خلیفہ مجاز تھے۔فرماتے ہیں کہ ایک بار حضور رحمۃ اللہ علیہ چھچھر والی میں تشریف فرما تھے۔آپ کا خادم اللہ رکھا ساکن ڈیرہ بسی جو تیتروں کا شکار کیا کرتا تھا، اس کو حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ رکھا! رحمت علی شاہ کو مرض دمہ کا دورہ ہو رہا ہے اس کے لیے تیتر یا خرگوش لے آؤ۔حسب الارشاد اللہ رکھا بندوق لے کر جنگل کو چلا گیا، وہاں سے تیتر اور خرگوش شکار کیے، راستہ میں آتے ہوئے اس نے ارادہ کیا کہ خرگوش اپنے گھر لے چلیں اور تیتر پیش کر دیں چنانچہ اس نے تیتر پیش کر دیئے حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: یہ تیتر تو حرام ہیں۔اس نے عرض کیا حضور میں نے ذبح کیے ہیں۔آپ نے فرمایا کہ اللہ رکھا! ہم دیکھ رہے تھے کہ کُتیا جو تمہارے ساتھ تھی وہ ہر تیتر پر لپکی، ذبح کرتے وقت بجائے اللہ اکبر کہنے کے کتیا کو ہٹانے کی غرض سے تم نے تُوتُو کہنا شروع کر دیا تھا اور گردن پر چھری پھیر دی تھی۔صرف ذبح کرنے سے حلال نہیں ہوسکتا۔پھر ارشاد فرمایا کہ اللہ رکھا! ہم نے تیرے ہاتھ میں خرگوش بھی دیکھا تھا وہ کہاں ہے؟ اللہ رکھا نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور! مجھ سے خطا ہوئی، خرگوش تو میں گھر دے آیا ہوں۔ ابھی جا کر لے آتا ہوں۔حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اب نہ لاؤ، خود ہی کھاؤ، کل کو اور لے آنا اور تیتر فوراً باہر پھینک دیے گئے۔

مریض چالیس سال کی عمر میں ٹھیک ہو جائے گا:

از حاجی عباس علی صاحب خادم خاص حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ جو تا حال موجود ہیں۔فرماتے ہیں کہ ۱۹۱۲ء کا ذکر ہے میں جلال الدین خاں کو موضع کھبہ راجپوتاں ضلع امرتسر ملنے گیا وہاں پر حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ رونق افروز تھے۔میں اور جلال الدین خان دونوں اکٹھے حضور کی خدمت میں پیش ہوئے۔یہ میری

Marfat.com

پہلی حاضری تھی، چنانچہ بیعت ہونے کے بعد میں نے عرض کیا کہ حضور میرا چھوٹا بھائی طالب علی کچھ بیمار ہے اور اس کی حالت بہت ہی بیہوشی کی رہتی ہے اور وہ اِدھر اُدھر آوارہ پھرتا ہے۔ ہمیں ہر وقت اس کی حفاظت کرنی پڑتی ہے حضور اگر ویروال تشریف لے چلیں تو وہاں اس کو پیش کر دوں گا حضور قبلۂ عالم نے ارشاد فرمایا کہ عرس سرہند شریف نزدیک ہے اس لیے ہم نہیں جاسکتے، اگر تم کوشش کر کے کل شام تک اپنے بھائی کو اس جگہ لے آؤ تو پھر ہم دیکھ لیں گے، پرسوں صبح کو سرہند شریف جانا ہے چنانچہ اسی وقت میں اور جلال الدین خاں رات ہی کو ویروال پہنچ کر برادرم طالب علی کو شام کے وقت کھبہ راجپوتاں لا کر پیش کیا۔ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: جب اس کی عمر چالیس سال کی ہوگی از خود ہوش میں آ کر اپنے کپڑے اور روٹی کھانے وغیرہ کی احتیاط کرے گا۔ چنانچہ حسب الارشاد حضور قبلۂ عالم واقعی برادرم طالب علی کی عمر چالیس سال کی ہوئی تو اپنے کپڑے اور روٹی وغیرہ اور اپنے بیگانے کی شناخت کرنے لگا ورنہ پہلے اس کو کوئی خبر تک نہ تھی۔

شیطان انسان کا جانی دشمن ہے:

ایک بار حضور قبلہ عالم اعلیٰ حضرت سیدوی رحمۃ اللہ علیہ شاہ آباد کے جنوبی حجرہ میں تشریف فرما تھے۔ حافظ احمد اسلام صاحب کو سلسلۂ بیعت میں داخل ہوئے ابھی سات ہی روز گزرے تھے، ایک روز حافظ صاحب بیان کرتے ہیں کہ مجھ کو وساوس اور خطرات نے اس طرح آ گھیرا کہ بہت پریشان خاطر ہو گیا۔ بار بار یہ خیال آتا کہ فقیری کے لیے تنگدستی ضروری اور لازمی چیز ہے۔ اگر تو کمالاتِ فقر حاصل کرے گا تو ضروری ہے کہ طب اور دیگر وسائلِ معاش سے بے توجہی اختیار کرنی پڑے گی اور جو بے توجہی اختیار کی تو اس کا لازمی نتیجہ تنگی و محتاجی ہوگی۔ غرضیکہ اس قسم کے خیالات نے آ گھیرا، پریشانی سے کوئی چارہ نہ پا کر حجرہ شریف میں داخل ہوا، آپ اس وقت نوافل اوابین ادا فرما رہے تھے۔ چپ چاپ ایک گوشہ میں

Marfat.com

بیٹھ گیا۔ آپ نے سلام پھیرا اور متوجہ ہو کر فرمایا۔ حافظا! شیطان انسان کا جانی دشمن ہے۔ جب کوئی خدا کا بندہ اس کے سیدھے راستے چل نکلتا ہے تو شیطان کو سخت ناگوار گزرتا ہے۔ کہیں خویش و اقارب کے طعن و تشنیع سے ڈراتا ہے۔ کہیں دوستوں کی طنز و ملامت سے دھمکاتا ہے۔ غرض شیطان وساوس و خطرات کا جال پھیلا کر راہِ راست سے بہکانے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر بندہ کو چاہیے کہ مردِ میدان بن کر اس کے مقابلہ پر تلا رہے اور اس کے کسی دھوکہ کو دھیان میں نہ لائے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا فضل بندہ کا مددگار ہو جاتا ہے کیا تمہیں یہ آیت یاد نہیں۔

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ؕ (سورۃ البقرۃ آیت:۲۶۸)

ترجمہ: ''شیطان ڈراتا ہے تمہیں تنگ دستی سے اور حکم کرتا ہے تم کو بے حیائی کا اور اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے تم سے اپنی بخشش کا اور فضل (وکرم) کا۔''

رضائی دوسری لاؤ:

ایک بار حضور اپنے حجرہ میں آرام فرما تھے۔ چراغ بجھا دیا گیا۔ حضور نے ایک خادم سے فرمایا کہ میری رضائی لاؤ۔ خادم گیا، رضائی لایا، رضائی اوڑھتے ہی فرمانے لگے کہ رضائی دوسری لاؤ۔ خادم دوسری لے آیا اور اوڑھا دی۔ آپ خوش وقت تھے۔ خادم نے عرض کیا کہ حضور! اندھیرے میں آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ وہ رضائی نہیں حالانکہ دونوں رضائیاں ہر لحاظ سے ایک جیسی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ پہلی رضائی پر فلاں مقام کا فیضان وارد تھا اور دوسری رضائی پر فلاں مقام کا فیضان وارد تھا۔ جس سے ہم نے معلوم کر لیا۔

دعوت قبول کی مگر کھانا نہ کھایا:

کسی مقام پر ایک عورت نے حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت طعام کی جو آپ نے قبول فرمالی۔

Marfat.com

گھر جا کر آٹا گوندھنے لگی۔ قریب ہی ایک گائے بندھی تھی اس نے پیشاب کیا، کچھ چھینٹیں آٹے پر بھی پڑیں۔ عورت نے یا تو معلوم نہیں کیا یا معلوم کیا تو معمولی بات سمجھتے ہوئے کچھ خیال نہ کیا۔ کھانا پک کر تیار ہو گیا، حضور کو بلایا گیا، آپ تشریف لے آئے، کھانا چنا گیا۔ آپ نے کھانے سے گریز فرمایا۔ اہلِ خانہ نے پوچھا حضور، کھانا تناول نہ فرمانے کا کیا سبب ہے؟ آپ نے فرمایا کیا کھائیں۔ یہ روٹی بتلا رہی ہے کہ حضور مجھ پر گائے کے پیشاب کے چھینٹے پڑے ہیں۔ اس لیے میں اس قابل نہیں کہ آپ کھائیں۔

اگر تو باز نہ آیا تو رہائی نہ ہوگی:

میاں محمد جمیل صاحب سکنہ ڈھاریکے بیان کرتے ہیں کہ جب میں حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو کر واپس آیا۔ چند روز تو معمولات حسب ہدایت عالیہ شوق سے ادا کرتا رہا لیکن بعد میں کاروبار کی مشغولیت کے سبب وظائف میں سستی ہونے لگی۔ حتیٰ کہ نماز میں بھی تساہل ہونے لگا۔ بوقتِ شب بحالت خواب کیا دیکھتا ہوں کہ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نہایت جلالت سے کوڑا ہاتھ میں لیے تشریف لائے اور فرمایا کہ بندۂ دنیائے دوں تو نے ہمارے ہاتھ پر اس لیے توبہ کی تھی کہ پھر آوارگی اور سستی میں مبتلا ہو جائے۔ ان الفاظ کے ساتھ ساتھ آپ نے ایک نہایت مضبوط رسی سے میری مشکیں کس دیں اور خوب دھمکایا۔ فرمایا کہ اگر باز نہ آیا تو رہائی نہ ہوگی۔ چنانچہ اُسی وقت میں نے توبہ کی اور رہائی پائی۔ جب بیدار ہوا تو دل کو عجب کیفیت میں مسرور پایا اور حضور غریب نواز کی غائبانہ امداد اور تصرف کا دل سے مداح اور ممنون ہوا۔

یادِ الٰہی کی تلقین:

برادرِ طریقت محمد سعید صاحب قانونگو شاہ آبادی واقعہ ۳ مارچ ۱۹۱۷ء اپنا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ ایک روز غلبۂ ذوق وشوق میں مجھے اس قدر ترقی ہوئی کہ میں نے ترکِ ملازمت کا ارادہ کر لیا، اسی

Marfat.com

ادھیڑ بن میں مصروف تھا کہ حضور قبلۂ عالم سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کو بالمشافہ خواب میں دیکھا کہ ایک اونچی جگہ پر جلوہ فرما ہیں۔ فرماتے ہیں کہ محمد سعید! تم نے مراتب یقین میں سے تو ابھی کوئی درجہ طے نہیں کیا۔ ملازمت کس وجہ سے چھوڑنا چاہتے ہو، ملازمت جاری رکھو اور یادِ خدا میں مشغول رہو پھر دیکھا جائے گا۔

وہ باقی رقم کہاں ہے جو ہماری نیت سے لایا تھا:

میاں کامل دین صاحب ساکن چکوڑی ضلع گجرات تحصیل پھالیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار بندہ خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا اور پانچ روپے پیشِ خدمت کرنے کی نیّت سے لایا۔ دو روپے تو حاضر ہوتے ہی پیش کر دیئے اور تین روپے اس خیال سے پیش نہ کیے کہ جب دوسرے خدّام پیش کریں گے اس وقت پیش کر دوں گا۔ حضور قبلۂ عالم حجرہ شریف سے اٹھ کر گھر تشریف لے جانے لگے تو بندہ بھی ساتھ ہو لیا۔ جب آپ اندر جانے لگے تو مجھ سے فرمایا۔ کامل دین! وہ باقی تین روپیہ جو ہماری نیّت سے لایا تھا۔ وہ کیوں رکھ لیے؟ یہ فرماتے ہوئے اور مسکراتے ہوئے اندر تشریف لے گئے اور میں حیران باہر کھڑا رہ گیا۔

راستے میں نیت کیوں بدل گئی:

میاں کرم دین صاحب ساکن موضع ڈنڈ کا جو ترکِ سکونت کر کے موضع گوجرہ رہنے لگے تھے اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔ جب بھی آتے تو مجھ سے ضرور ملتے۔ انہوں نے اپنا واقعہ سنایا کہ میں گوجرہ سے آنے لگا تو پیلوں جو جال کے درخت (ون) کا پھل ہوتا ہے بطورِ ہدیہ حضرت صاحب کی خدمت میں لانے کے لیے اکٹھی کر کے اور ایک روپیہ بھی پیش کرنے کے لیے ہمراہ لایا۔ جب موضع ڈنڈ کا آیا تو نصف گھر دے آیا اور باقی نصف حضرت صاحب کی خدمت میں لایا۔ روپیہ کے بارے میں بھی خیال گزرا کہ کیا دینا ہے۔ آپ پیلوں دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ میاں کرم دین گوجرہ سے تمام پیلوں ہماری نیّت سے لے کر چلے تھے۔ ڈنڈ کا آ کر بانٹ کیوں دیں اور وہ روپیہ جو وہاں سے لائے ہو وہ کہاں ہے؟ یہ بات سنتے ہی مجھ پر نہایت ندامت طاری ہوئی کہ حضرت صاحب کیا خیال کرتے ہوں گے کہ یہ کیسا

Marfat.com

لالچی ہے۔

مخلوق کی طرف توجہ فرمانے کا حیرت انگیز انداز:

ایک بار حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ مجیٹھہ ضلع امرتسر تشریف فرما تھے کہ سُکر کی کیفیت طاری تھی۔ نہ صرف آپ پر بلکہ پاس بیٹھنے والے بھی بے ہوش ہوئے جا رہے تھے۔ کئی روز گزر گئے افاقہ نہ ہو رہا تھا۔ آپ نے بازار سے مٹھائی طلب کی اور تناول فرمائی جب طبیعت مبارک ذرا ٹھیک ہوئی اور احباب کی طرف متوجہ ہوئے۔ حاضرین میں سے کسی کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ بازاری مٹھائی کھانا، یہ تو آپ کی شان کے خلاف ہے، آپ نے اس خطرہ سے آگاہ ہوتے ہی فرمایا کہ مٹھائی شوق اور لذت کے لیے نہیں منگائی بلکہ اس بازاری مٹھائی کی کثافت سے یہ فائدہ مطلوب ہے کہ تجلیات کے ورود سے جو مخلوق کی طرف سے بے توجہی کا باعث ہے، ادھر سے ورودِ تجلیات میں کمی ہو کر مخلوق کی طرف توجہ ہو جائے گی جس سے انہیں فائدہ ہو گا۔

حرام سے بچالیا:

(عبدالرحمٰن) نامی زمیندار ساکن موضع بوہت جو رسماً حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہو گیا۔ ایک عورت کو اغوا کر کے لے آیا، حضور نے اسے بلایا اور فرمایا اسے نکال دے اس سے تجھے کوئی نفع نہ ہو گا، اللہ تعالیٰ تجھے ایسی عورت دے گا جو اپنے ہمراہ زمین بھی لائے گی اور اس سے اولاد بھی ہو گی۔ چنانچہ اس نے فوراً نکال دیا۔ چند دن گزرے کہ موضع اجووال کی ایک عورت مسماۃ راج بی بی سے اس کا نکاح ہو گیا۔ وہ چالیس بیگھہ زمین بھی ہمراہ لائی اور اس سے ایک لڑکا غلام رسول نامی ہوا جو تا حال موجود ہے۔ اس زمین پر عرصہ بارہ سال مخالفین کا دعویٰ چلتا رہا مگر ناکام رہے اور وہ زمین اب اسی کے قبضے میں ہے۔ اس حکمت سے حضور قبلۂ عالم نے اسے اس گناہ سے بچالیا، تا حال وہ سب اسی آستانہ کے خادم ہیں۔

Marfat.com

شقی، سعید ہو گیا:

عالم شاہ ساکن موضع سجادہ ضلع امرتسر جو صورتاً بالکل حبشی زاد معلوم ہوتا تھا حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حاضر باشی کی خدمت پر مامور ہوا۔ خدمت نہایت عمدہ طریقہ سے انجام دیتا۔ پھر بھی کسی کوتاہی کے سبب ہفتہ میں ایک آدھ بار حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی مار ضرور کھالیتا۔ تین سال کے بعد ایک بار عرض کرنے لگا۔ حضور! میرے سامنے سینکڑوں آدمی آئے اور اپنے اپنے دامنِ مراد بھر کر لے گئے۔ کوئی شخص خالی جاتا ہوا میں نے نہیں دیکھا، مجھے بھی کچھ ملنا چاہیے، آپ کو یہ سن کر جوش آ گیا فرمایا: جب تو آیا تھا تو تیرے ماتھے پر شقی لکھا ہوا تھا۔ تین سال کی خدمت سے آج سعید لکھا گیا ہے، ابھی تو سمجھتا ہے کہ مجھے کچھ ملا نہیں۔

کیا یہ وہی بچہ ہے:

عالم شاہ صاحب مرحوم بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو سہلا رہا تھا، یہ خدمت انجام دینا نہایت مشکل کام تھا کیونکہ ہر وہ شخص جو سہلاتا اس پر بھی سُکر غالب آ جاتا اور اسے بھی اسی مقام اور انہی حالات کی سیر شروع ہو جاتی جو کہ حضور رحمۃ اللہ علیہ پر منکشف ہوتے۔ چنانچہ عالم شاہ سہلاتے سہلاتے سُکر غالب آ جانے سے بے ہوش ہو گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک ننھا سا بچہ جو حضور قبلۂ عالم کے پیٹ پر کھیل رہا ہے، اچانک حضور نے ایک لات عالم شاہ کو رسید کی تاکہ بیدار ہو جائے۔ عالم شاہ یہ واقعہ بیان کرنے لگا تو آپ نے ہوں ہوں کر کے خاموش کرا دیا۔ چند روز کے بعد مؤلف کی ولادت ہوئی تو حضور قبلۂ عالم مجھے اٹھا کر باہر لائے اور عالم شاہ سے فرمانے لگے۔ عالم شاہ ذرا دیکھنا یہ وہی بچہ تو نہیں جو تو نے اُس روز دیکھا تھا؟ اُس نے جواب دیا کہ حضور وہی ہے۔

Marfat.com

اتھے نیں ادھار سودا نقداں دا:

میاں غلام قادر صاحب موضع مال چک کلاں ضلع شیخوپورہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضور قبلۂ عالم اچھرہ متصل لاہور مقیم تھے۔ یہ خادم بھی حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تھا، حضور کو بسبب مرض خارش تمام جسم پر پھنسیاں نکلی ہوئی تھیں۔ جو لنگی اس وقت آپ نے باندھ رکھی تھی، میرے خیال میں بوجہ کھردری ہونے کے تکلیف کا باعث تھی۔ مجھے خیال آیا کہ اگر کوئی نفیس عمدہ لٹھے کی چادر ہوتی تو بجائے اس لنگی کے بہتر رہتی اور آپ کو تکلیف نہ ہوتی۔ میرے خیال آتے ہی آپ نے فرمایا کہ غلام قادر لوٹا لے کر استنجا کے لیے ہمارے ہمراہ چلو۔ جب لوٹا لے کر آپ کے ہمراہ بیت الخلاء تک پہنچا تو اچانک نیچے سیڑھیوں سے ایک شخص آیا جس نے ملنے کی اجازت مانگی۔ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اجازت ہے پہلے اس سے مل لیں وہ حاضر ہوا۔ اس نے ایک نہایت عمدہ اور بہترین لٹھے کی سلی ہوئی چادر خدمت میں پیش کی اور چلا گیا۔ آپ نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ غلام قادر یہ چادر اچھی ہے ناں! یہ تو تکلیف نہ دے گی ایسے ہی اور بہت سے واقعات بلا مبالغہ پیش آتے رہتے تھے اور آپ آگاہ فرمایا کرتے تھے۔

''اتھے نہیں اُدھار سودا نقداں دا۔''

رزق حرام، کس طرح حلال ہو گیا:

حضور قبلہ عالم سیدی رحمۃ اللہ علیہ قصبہ شاہ آباد ضلع کرنال میں قیام فرماتے تھے۔ ایک روز آپ نے فرمایا پرسوں ہم نے مکاشفہ میں دیکھا کہ ہماری قسمت کا ایک روپیہ ہمیں دکھایا گیا جو ۱۸۸۹ء کا بنا ہوا اور ملکہ کے تاج کے بالمقابل دوسری طرف ایک سیاہ نشان تھا۔ جو خزانۂ غیب سے اترا اور وہ ایک طوائف کے گھر جا گرا۔ ہمیں یہ دیکھ کر بہت فکر ہوئی اور دعا کی کہ بارِ الٰہا! اس کو حرام کے راستے ہم تک نہ پہنچائیو۔ وہ روپیہ اگلے روز ہم کو مل جاتا مگر بوجہ دعا تین دن کا وقفہ پڑ گیا طوائف پر مقدمہ ہو کر اسی روز چالان ہوا اور

Marfat.com

جرمانہ میں وہ روپیہ اسی دن داخل خزانہ ہوا۔ خزانہ میں داخل ہو کر اس کی تمام حرمت زائل ہوگئی۔ اگلے روز وہی روپیہ تنخواہ میں ایک کانسٹیبل کے پاس آیا۔ وہ تنخواہ لیتے ہی سرکاری کام شاہ آباد آیا اور بیعت ہو کر وہ روپیہ نذرانہ پیش کیا۔ ہم نے پہچان لیا۔ وہی نشان تھے جو دکھائے گئے تھے۔

پس فقیر پر واجب ہے کہ اپنی روزی کے لیے ہمت مضبوط رکھے، جلدی نہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے ہر وقت حلال روزی مانگے۔ جب اللہ تعالیٰ فقیر کی نیت پختہ دیکھ لیتا ہے تو پھر اگر حرام جگہ بھی روزی جا پہنچے تو حلال کر کے اس طرح فقیر کے پاس پہنچا دیتا ہے۔ حضرت مولانا حکیم احمد اسلام صاحب اور صوفی محمد صادق الاسلام صاحب کے سامنے پہلے روز آپ نے اپنا یہ مکاشفہ بیان فرمایا، تیسرے روز جب وہ روپیہ آیا تو ہر دو صاحبان کہتے ہیں کہ ہم نے بھی دیکھا کہ اس پر وہ نشان اور سن موجود تھا۔

مرید کو رشوت سے بچالیا:

(واقعہ ۶ دِسمبر ۱۹۰۶ء)

اصغر علی صاحب رادوری حاضرِ خدمت ہوئے تو آپ نے فرمایا تمہیں جو خواب میں نصیحت کی تھی وہ یاد ہے؟ وہ سر نیچا کر کے عرض کرنے لگے۔ حضور۔۔۔۔۔ یاد ہے۔ بات یہ تھی کہ انہوں نے ایک مقدمہ میں رشوت لی تھی۔ رشوت دینے والوں نے ان پر رشوت ستانی کا مقدمہ کر دیا۔ سخت پریشانی لاحق ہوئی۔ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں حکم دیا کہ تم پر تکلیف وارد نہ ہوگی اور تم اس مقدمہ میں بری ہو جاؤ گے۔ لیکن توبہ کرو کہ آئندہ بھولے سے بھی رشوت نہ لوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ارواحِ طیّبہ سے معاملہ

ارواحِ طیّبہ کو یوں دیکھا کرتے جیسے عالم رنگ و بو میں کسی کو دیکھتے ہیں اور ملاقات کرتے ہیں۔ ارواحِ طیّبہ میں عموماً جملہ اولیاء اللہ اور خصوصاً حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے نہایت گہرا تعلق تھا۔ آخری ایام میں فرمایا کرتے۔ اب ہم لوگوں کو اپنی بیعت نہیں کرتے بلکہ جس کو بیعت کرتے ہیں اسکا ہاتھ

Marfat.com

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں دے دیتے ہیں۔

محفل میں حضرت غوث اعظم کی جلوہ گری:

منشی طالب علی صاحب جو حضور کے مخلص خادم ساکن چونڈہ دیوی ضلع امرتسر جن کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے۔ انبالہ شریف کے عرس کے بعد واپسی پر ان کے مکان پر قیام تھا خدام کا کثیر مجمع تھا، سردیوں کا موسم تھا۔ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ بمعہ خدّام کمرہ کے اندر تشریف فرما تھے۔ انگھیٹی میں کوئلے دہک رہے تھے۔ منشی طالب علی نے اپنی دو حاجتوں کے لیے دعا کی درخواست کی۔ ایک تو ان کو مالی تنگی ہمیشہ رہتی تھی۔ دوسرے نرینہ اولاد نہ ہوتی تھی اور ساتھ ہی منشی صاحب حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں طبع زاد قصیدہ لکھ کر لائے۔ جس میں اپنی بے کسی اور حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بلند ہمتی کا اظہار تھا۔ آپ نے اجازت فرمائی انہوں نے پڑھنا شروع کیا ابھی نصف پڑھا تھا کہ آپ ایک دم سروقد دست بستہ کھڑے ہو گئے۔ یہ دیکھ کر خدّام بھی کھڑے ہو گئے۔ وہ ایک عجیب سماں تھا۔ تمام مکان خوشبو سے مہک گیا۔ اسی حالت میں قصیدہ ختم ہو گیا اور پھر آپ بیٹھ گئے اور فرمایا: لو طالب علی! تمہارا قصیدہ دربارِ غوث اعظم میں منظور ہو گیا ہے۔ شہنشاہِ بغداد خود تشریف لے آئے اور دو بشارتیں دے گئے ہیں۔ ایک تو فراخی مال کی کہ آج کے بعد تنگیٔ مال نہ ہو گی اور دوسری ایک لڑکے کی اور فرمایا لڑکے کا نام منظور عالم رکھنا۔ چنانچہ لڑکا پیدا ہوا اور تا دمِ تحریر زندہ ہے۔ راولپنڈی میں بحیثیت ایڈمنسٹریٹر آفیسر ریٹائر ہو چکے ہیں۔ نہایت صالح اور صاحبِ نسبت جوان ہیں صورت سیرت بالکل شرعی ہے اور حضور سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کے محب ہیں۔ منظور عالم کے جب تاریخی اعداد نکالے گئے تو بالکل اسی سنہ کے مطابق تھے۔ قصیدہ یہ ہے۔

Marfat.com

۸۶۔

مدح حضرت محبوبِ سبحانی رحمۃ اللہ علیہ

بتقریبِ آمد حضور سیدوی رحمۃ اللہ علیہ بمقام چونڈہ ضلع امرتسر (سابقہ مشرقی پنجاب)

۳ جنوری ۱۹۱۵ء

مجھے جلد آ کر نظر غوث الاعظم — نہیں مجھ سے ہوتا صبر غوث الاعظم
دکھا دو دکھا دو مجھے روئے انور — یہی دم بدم ہے ذکر غوث الاعظم
ہوا تجھ پہ قرباں تصدّق ہوا ہوں — غریب و نزارم مگر غوث الاعظم
کسے حالِ دل اپنا جا کر سناؤں — تمہیں کو ہے میری خبر غوث الاعظم
نہ تجھ سا ہے غم خوار و دلدار کوئی — غریبم سقیمم مگر غوث الاعظم
کروں جان اور مال تم پر تصدّق — نظر آئیں مجھ کو اگر غوث الاعظم
تیری دید میں ایسا جادو اثر ہے — تجھے چھوڑ جاؤں کدھر غوث الاعظم
نہیں مجھ میں طاقت کہ بے مدد حضرت — کروں ایسی منزل گزر غوث الاعظم
بلا لو مجھے پاس اپنے یا حضرت — رہوں چھوڑ تم کو کدھر غوث الاعظم
یہی التجا میری شام وسحر ہے — مددگار ہوں میرے سر غوث الاعظم
ہو آسان وقتِ نزع اور تنگی — ز روز حشر الحذر غوث الاعظم
ز تاریکئ دل حسابِ قبر سے — دعا مانگوں مَیں ہر سحر غوث الاعظم

Marfat.com

تُو ہے پیر پیراں و عالی نسب ہے — ہے تیری مدد در نظر غوث الاعظم
نہیں مقصدِ دل نہاں آپ سے ہے — تمہیں حال کی سب خبر غوث الاعظم
بدستِ دعا ہوں شفاعت کا خواہاں — جو بخشیں شفیع بھی اجر غوث الاعظم
سبھی مومنین اور سب اہلِ اسلام — پائیں ضیائیں ظفر غوث الاعظم

دکھا دو جمال اپنا طالب کو شاہا
بہت دن سے ہے منتظر غوث الاعظم

عاجز خاکپائے بارگاہِ حضور سیدوی
طالب علی قریشی
۳ جنوری ۱۹۱۵ء

عذر کی گنجائش نہیں ہے:

حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جب حضور سیدوی رحمۃ اللہ علیہ نے اجازتِ بیعت سے سرفراز فرمایا تو حضرت مولانا نے بطورِ عذر عرض کیا کہ بندہ اس عظیم کام کا اہل نہیں۔ آپ نے فرمایا مولوی صاحب! جنہوں نے آپ سے بیعت کرنی ہے ان کی ارواح میرے سامنے سے گزر رہی ہیں، جب یہ کام اللہ تعالیٰ کو منظور ہے تو پھر عذر کیسا! چنانچہ وہ خاموش ہو گئے۔

بے نمازی کی نحوست:

ایک بار حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب حضور سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور کے خادمِ خاص مسمی عمر بخش المعروف مست سے کہا کہ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی چشم دید واقعہ ہمیں بھی سناؤ۔ اس نے یوں بیان کرنا شروع کیا کہ ایک رات یہ خادم سہلا رہا تھا اور حضور پر ایک خاص جلال

Marfat.com

طاری تھا، یک لخت کیا دیکھتا ہوں کہ ایک زریں تخت ہے جس پر حضور قبلۂ عالم جلوہ فرما ہیں اور پاس ہی ایک بزرگ نسواری لباس پہنے ہاتھ میں چھڑی لیے بیٹھے ہیں اور باہم آہستہ آہستہ سرگوشیاں ہو رہی ہیں۔ الغرض تمام رات اسی صحبت میں کٹی۔ علی الصبح حضور قبلۂ عالم نے مجھ سے فرمایا کہ مست! رات کو تُو نے کچھ دیکھا؟ مَیں نے عرض کیا کہ ہاں غریب نواز! ایک بزرگ آپ کے ہمراہ تخت پر بیٹھے تھے اور باہم باتیں ہو رہی تھیں لیکن مجھے معلوم نہیں کہ کس معاملہ میں گفتگو تھی اور وہ کون بزرگ تھے۔ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ آج حضرت نوشہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہوئے تھے اور ہم نے پوچھا تھا کہ اب کیسے گزرتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا بہت فضل ہے لیکن ایک تشویش دامنگیر ہے کہ ہمارے سلسلہ میں پابندئ شریعت کی کمی ہو رہی ہے جس کے سبب اس میں علماء داخل ہوں گے جو بڑی پریشانی کی بات ہے۔ چنانچہ حضور سیّدنا غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدین کو پابندئ شریعت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اگر میرے سلسلے کے بارہ شخص بارہ اونٹوں پر سوار ہوں اور ان میں ایک بے نماز ہو تو مَیں ان تمام مریدوں کی مہار نہیں پکڑوں گا۔

محفل سماع کا حال:

ایک بار حضور قبلہ عالم سیدوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے کنویں پر تشریف فرما تھے کہ اتفاقاً قوال حاضر ہوئے اور کچھ سنانے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے سنانے کی اجازت فرما دی۔ ابھی انہوں نے چند اشعار ہی سنائے تھے کہ اچانک اٹھ کر چند قدم گئے اور قدم اس انداز سے اٹھ رہے تھے کہ جیسے کسی کا استقبال فرما رہے ہوں۔ حضور نے واپس آتے ہی اُن کو جلد جانے کی اجازت دے دی۔ کسی خادم نے عرض کیا کہ حضور! چند منٹ پہلے تو آپ نے بخوشی سنانے کی اجازت فرمائی اور اب جانے کی اجازت فرما رہے ہیں معاملہ کیا ہے؟ بہتر تھا کہ اب ان سے کچھ سنا جاتا۔ آپ نے فرمایا: حضرت امام ربانی مجدّد الف ثانی

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے ہمراہ قطبِ عالم حضور شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تھے انہوں نے فرمایا ''عزیز! ایں سلسلۂ نقشبندیہ است واحترام سلسلہ عالیہ از حد ضروری۔''

قاسمِ فیضانِ غوثِ اعظم:

حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضور سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک بار عریضہ لکھا۔ آپ نے خط دیکھتے ہی فرمایا کہ اس عزیز کا خط ہے جو ازلی سعید ہے۔ جواب میں آپ نے فرمایا کہ تم جلدی آؤ کیونکہ وقت تھوڑا ہے اور آں عزیز کے لیے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا بھی حکم ہے اور بشارت ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا حاضر ہوئے اور فیوضات سے بہرہ ور ہوئے۔

Marfat.com

اخبار مغیبات

گفتۂ او گفتہ اللہ بود

گرچہ از حلقومِ عبداللہ بود

ترجمہ: ''بندے کی بات خدا کی بات ہوتی ہے اگرچہ بندے کے منہ سے ہی نکلتی ہے۔''

ابھی تو نے مہتمم کا ہیڈ منشی بننا ہے:

جناب منشی غلام جیلانی صاحب جن کا ذکر پہلے بھی آ چکا ہے جو اس وقت پٹواری سے ضلع دار کے منشی بن چکے ہیں۔ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہونے کے بعد فیض صحبت سے کچھ ایسے متاثر ہوئے کہ یہ فیصلہ کر لیا کہ تمام علائق دنیویہ ترک کر کے اللہ کی یاد میں مشغول رہ کر عمر گزار دیں اور حضور کی خدمت میں اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا کہ میرا خیال ہے ملازمت ترک کر دوں اور ذکرِ الٰہی میں مشغول رہوں۔ حضور نے فرمایا اگر ملازمت ترک کرنی ہے تو یہاں آنے کی ضرورت نہیں اور ابھی تو تمہیں مہتمم کا ہیڈ منشی بننا ہے اور تم نے پنشن پانی ہے۔ اس وقت اللہ اللہ میں مشغول ہو جانا۔ آپ کے اس ارشاد سے وہ خیال جاتا رہا۔ حسبِ ارشاد ہیڈ منشی سے پنشنر ہوئے اور کافی عرصہ قصبہ راہوالی کی شوگر مل میں اپنے بیٹے کے پاس مقیم رہے۔ اب حال ہی میں ان کا انتقال ہو چکا ہے۔

نقل:

سیّد رحمت علی شاہ صاحب نے سلسلۂ عالیہ میں داخل ہونے کے بعد حضور کی خدمت میں عرض کی کہ میری اہلیہ سے نہیں بنتی۔ میرا خیال ہے کہ اُسے طلاق دے دوں۔ آپ نے سن کر فرمایا یہ کام نہ

Marfat.com

ہوگا، معاملہ ٹھیک ہو گیا ہے۔ یہ اَن بَن نہ رہے گی بلکہ اس بیوی سے تین لڑکے ہوں گے اور ان میں یہ نشانی ہوگی اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ تمہارے وہ لڑکے ہمارے لڑکے کی خدمت میں نذرانہ پیش کر رہے ہیں۔ تو سیّد صاحب فرماتے ہیں کہ حسبِ ارشاد عالی جب لڑکا پیدا ہوتا تو مَیں وہ نشانی دیکھتا۔ اگر وہ نشانی نہ ہوتی تو مَیں یہ سمجھ لیتا کہ یہ لڑکا زندہ نہ رہے گا چنانچہ ایسا ہی ہوتا، تین بچے یوں ہی فوت ہوئے۔ چوتھا ہوا تو اس میں وہ نشانی تھی۔ مَیں نے سمجھ لیا یہ لڑکا وہی ہے اور یہ زندہ رہے گا۔ پھر دوسرا لڑکا ہوا پھر تیسرا۔ ہر ایک پر وہ نشانی موجود تھی۔ چنانچہ تینوں لڑکے موجود ہیں۔ نہایت صالح نوجوان متقی و پرہیزگار ہیں۔ اپنے اپنے گھروں میں آباد ہیں۔ ۱۹۴۷ء میں اپنے وطن قصبہ مہم ضلع رہتک سے سیّد صاحب بمعہ اہل خانہ ہجرت کر کے قصبہ تلمبہ ضلع ملتان تحصیل خانیوال میں مقیم ہوئے۔ حضرت سیّد صاحب کا اس ہجرت کے دو سال بعد وصال ہو گیا اور وہیں ان کا مزار فیض بار مرجع عقیدت منداں ہے۔ تینوں صاحبزادگان وہیں ہیں جن کے نام یہ ہیں۔

۱- رفیق الاسلام

۲- محمد اسلام

۳- احمد اسلام

تینوں بھائی حافظِ قرآنِ مجید ہیں۔ ایک بار سیّد رحمت علی شاہ صاحب بمعہ صاحبزادگان عرس پاک انبالہ شریف حاضر ہوئے۔ ان کے صاحبزادہ نے میرے سامنے نذر رکھی تو سیّد صاحب فرمانے لگے وہ پیشین گوئی پوری ہوگئی۔

پاکستان بننے کی پیشین گوئی:

سیّد رحمت علی شاہ صاحب موصوف نے بصورت ہجرت تلمبہ آنے کے بعد اس عاجز کو تلمبہ آنے کی دعوت دی۔ بندہ پہنچا، فرمانے لگے کہ آج حضور کی ایک پیشین گوئی آپ سے عرض کرنی ہے کہ

Marfat.com

کیونکر پوری ہوئی۔ فرمانے لگے کہ حضور سیدوی رحمۃ اللہ علیہ میرے مکان پر تشریف فرما تھے۔ پچھلی رات کا وقت تھا۔ نہایت خوش وقت تھے۔ مجھ سے فرمانے لگے ہماری ایک بات یاد رکھنا (یہ وہ زمانہ تھا کہ جب ہندو مسلم اتحاد کے لیے سرتوڑ کوششیں جانبین سے کی جارہی تھیں) فرمایا ہندو مسلم اتحاد نہیں ہوسکتا۔ ایک وقت آنے پر دو جماعتیں بن جائیں گی۔ ایک ہندوؤں کی اور ایک مسلمانوں کی، دونوں کامیاب ہوجائیں گی۔ اس علاقہ کا نام جو مسلمانوں کے پاس ہوگا پاکستان ہوگا اور تمہیں یہاں سے جانا پڑے گا اور تمہارا مزار بھی یہاں نہیں ہوگا پھر ایک وقت آئے گا کہ مسلمانوں کو فتح نصیب ہوگی تو یہ علاقہ پاکستان اس وقت اس ملک کا ایک صوبہ ہوگا۔

خیر و برکت کی دعا:

منشی طالب علی مرحوم ساکن چونڈہ دیوی ضلع امرتسر نے اپنی بیٹی کی شادی کرنی تھی مگر بوجہ تنگدستی کوئی صورت نہ بنتی تھی۔ ہر طرف سے مایوس ہوکر حضور کی خدمت میں نہایت عاجزی کے ساتھ ایک عریضہ کے ذریعے صورتِ حال پیش کرکے دعا کے طلبگار ہوئے کہ حضور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے میری یہ مشکل حل کردے اور میری یہ درخواست ہے کہ حضور بھی تشریف لاکر میرے لیے باعثِ برکت بنیں۔ آپ نے اپنے دستِ مبارک سے جواب لکھا۔

خط مبارک:

از دعا گو محبوب عالم توکلی عفی عنہٗ

محبی مخلصی میاں طالب علی صاحب سلامت باشید

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ بعد دعائے حصولِ مقاصد کے واضح ہو کہ کارڈ سے حال معلوم ہوا۔ ان شآء اللہ یہ کارِ خیر بخیر انجام ہوگا کچھ فکر نہ کریں۔ دعا میں مشغول ہیں اور آنے سے معذور ہیں۔

Marfat.com

وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِیْنُ ط

چنانچہ وہ کام نہایت احسن طریقہ سے سرانجام پا گیا۔

نقل:

(از حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ) حضور عموماً اخبار نہ پڑھتے نہ سنتے اور اگر ایسا کبھی اتفاق ہوتا اور کوئی اخبار سناتا تو آپ سنتے جاتے اور فرماتے جاتے کہ اتنی بات صحیح ہے اور اتنی غلط۔

نقل:

(از حضرت ممدوح) جب ڈاک آتی تو خادم عرض کرتا کہ خط پڑھ کر سناؤں۔ آپ فرماتے کوئی ضرورت نہیں ہمیں معلوم ہو گیا۔ جواب لکھو۔ جواب نہایت مختصر اور بامعنی ہوتا۔

حضرت کے ایک ساتھی کا بیان:

حیاتِ شیخ (یعنی قطب الاقطاب سائیں توکّل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ طیبہ میں ہی) آپ سے کرامات ظاہر ہونے لگیں تھیں اور اپنے ساتھیوں سے آگے بڑھ چکے تھے۔ جناب مولانا محمد عبداللہ صاحب سہارنپوری توکلی ایک دفعہ بعد وصال حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ قصبہ مجیٹھہ تشریف فرما ہوئے۔ اثنائے گفتگو میں حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خبر وصال سن کر بے اختیار دھاڑیں مار مار کر زار و قطار رونے لگے اور دیر تک دعائے مغفرت فرماتے رہے۔ فرمانے لگے کہ حضرت سیدوی بڑے باکمال تھے۔ شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں ہی آپ سے کرامات اور خرقِ عادات ظہور میں آنے لگے تھے۔ خاکسار بھی توکلی ہے اور زیادہ تر آپ کے حالات سے باخبر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ خاکسار ان کے ماتحت معلّم مدرسۂ توکلیہ تھا۔ حضرت صاحب مدرس اعلیٰ، معلّم تفسیر فقہ و دینیات تھے اور خاکسار مدرس فارسی تھا۔ لیکن آپ اپنے پیشوا حضور شاہ صاحب کے زیادہ منظور نظر اور زیادہ عرصہ فیض یاب ہوتے رہے اور بائی

Marfat.com

مدرسہ تو کلیہ بھی آپ ہی تھے۔ یہ خاکسار کوئی ایک سال بعد حاضرِ خدمت ہوا اور حضور شاہ صاحب انبالوی علیہ الرحمۃ کے وصال سے دو سال پہلے چلا آیا۔ گو یہ احقر حضرت سیدوی رحمۃ اللہ علیہ سے عمر میں بڑا تھا لیکن علم و عمل ارشاد و تلقین میں آپ ہم سب سے آگے بڑھے ہوئے تھے۔ مستقل مزاج، صاحب ہمت و استعداد، عزیمت پر ان کا عمل تھا۔ تاثیر وعظ و کلام کا یہ عالم تھا کہ کفار و جہال [1] تک شرفِ ایمان و عمل سے مشرف و ممتاز ہوئے۔ اِن دنوں آپ کا وعظ ہر شب میں کبھی کسی محلّہ میں، کبھی کسی کوچہ میں ہوتا تھا۔ شائقینِ وعظ آپ کو آرام نہ لینے دیتے تھے۔

[1] کفار کافر کی جمع اور جہال جاہل کی جمع

Marfat.com

جنّوں سے معاملہ

جنوں کے بادشاہ برائے زیارت حاضر ہوئے:

خان محمد زمیندار جو آپ کا نہایت مخلص خادم اور کسی حد تک بے تکلف تھا۔ اُسی حجرہ شریف میں جس کا ذکر پہلے آ چکا ہے بعد نماز صبح آپ اندر تشریف فرما تھے اور حجرہ کا دروازہ بند تھا مگر اندر سے زنجیر نہ لگی ہوئی تھی۔ حسبِ عادت خان محمد نے درواز اہ کھول کر اندر قدم رکھا۔ ابھی صرف دو ہی قدم گیا ہوگا کہ نہایت خوفزدہ ہو کر بے تحاشا بھاگتا ہوا باہر نکلا۔ سانس پھولا ہوا تھا۔ دوسرے دوستوں نے اس کی یہ حالت دیکھ کر پوچھا کیا بات ہے؟ کہنے لگا میرے ہوش وحواس ذرا درست ہو لینے دو، پھر بتا سکوں گا۔ اتنے میں حضور باہر تشریف لائے اور اسے تسلی دی۔ جب ذرا طبیعت درست ہوئی تو حضور سے پوچھنے لگا کہ اتنے باہیبت اور نیزہ وتلوار سے مسلح حضرات جو حضور کے اردگرد بیٹھے تھے وہ کون تھے؟ فرمایا وہ جنوں کے بڑے زبردست سات بادشاہ تھے جو ہم سے ملنے آئے تھے۔ اگر تم ایک قدم اور آگے رکھتے تو تمہاری موت واقع ہو جانے کا ڈر تھا۔ آئندہ کبھی دروازہ کھولنے کی یوں جرأت نہ کرنا۔

نقل:

امرتسر میاں جان محمد کی مسجد میں حضور رونق افروز تھے کہ دو سانپ سامنے سے گزرے۔ خدام مارنے کے لیے دوڑے، فرمایا یہ دونوں جنّ ہیں ان کو مت مارو۔

ناری جنّ، حضرت صاحب کا خدمتگار:

(از برادرِ خورد حضرت نور عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ) ایک رات آپ رحمۃ اللہ علیہ شمالی حجرہ میں استراحت فرما

Marfat.com

تھے اور مَیں آپ کو سہلا رہا تھا۔ دروازہ بند تھا، یکا یک ایک سفید ریش شخص نمودار ہوا اور آپ کی پنڈلیاں دبانے لگا۔ اس کے ہاتھوں کی تپش محسوس ہوئی تو آپ نے فرمایا تو کون ہے تو خاکی تو معلوم نہیں ہوتا۔ اس نے بکمال ادب عرض کیا کہ حضور! مَیں ناریُ الاصل جِنّ ہوں۔ حضور نے مجھے اجازت فرمائی کہ تم جاؤ۔ آج اکیلا یہ شخص ہی تمہاری خدمات بجالائے گا۔ چنانچہ وہ چلے آئے اور دروازہ بند کر دیا۔

مریدین میں جِنّوں کی شمولیت:

از حافظ غلام محی الدین صاحب سہروردی حال مقیم موضع کیلو تحصیل پھالیہ ضلع گجرات حافظ صاحب نے مؤلف کتاب سے بیان کیا ایک صبح سیدا شریف حضور سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے رات کا واقعہ مجھ سے یوں بیان فرمایا کہ آج رات ہم نے ایک عجیب واقعہ دیکھا کہ آنکھ لگی ہوئی تھی۔ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ کوئی شخص پاؤں دبا رہا ہے اور دبانے والے کے ہاتھ اونٹ کے پاؤں جیسے ہیں۔ اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے عرض کیا کہ حضور! مَیں جن ہوں اور آپ کا مرید ہوں۔ آپ نے فرمایا تم کب اور کس جگہ مرید ہوئے؟ اس نے عرض کیا کہ جب حضور موضع سرلہ جا رہے تھے۔ آپ ایک بیری کے درخت کے نیچے بیٹھے تھے تو اس وقت ایک آدمی آپ سے مرید ہوا تھا وہ مَیں ہی تھا۔ آپ نے فرمایا اچھا! تم ہیئت کیسے تبدیل کرتے ہو؟ اس نے عرض کیا کہ حضور! اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسی قدرت عطا فرمائی ہے اور بس (یَتَشَکَّلُ بِاَشْکَالٍ مُّخْتَلِفَۃٍ)۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ اچھا! اب اور لوگوں کے آنے کا وقت ہے تم جاؤ۔ چنانچہ وہ دروازہ سے جب باہر نکلا تو اس کا قد اس شیشم کے درخت سے بڑا نظر آ رہا تھا جو حجرہ شریف کے سامنے ہی تھا۔ آپ اسے اس صورت میں جاتا دیکھ رہے تھے۔

ناری مخلوق پہ غلبہ:

ایک بار سفر میں کسی مقام پر حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ایک لڑکی کو لایا گیا۔ جس پر جنّ کا اثر

Marfat.com

تھا۔حضور نے اس جنّ کو جلا دیا۔لیکن اس جنّ کے جلانے کے سبب اس کے قبیلہ کے افراد کثرت سے آنے لگے گویا یہ ایک قسم کا مقابلہ شروع ہو گیا تھا لیکن حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ہمتِ باطنی سے سب کو ختم کر دیا۔عرصہ کے بعد سید اشریف اپنی مسجد میں حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ آرام فرما رہے تھے اچانک آپ کو محسوس ہوا کہ آپ کی چارپائی اپنی جگہ سے ہلی۔حضور نے اپنی باطنی ہمت سے چارپائی کی حرکت کو روک دیا۔پوچھنے پر آپ نے فرمایا جس جنّ کو جلایا تھا اس کا ایک رشتہ دار علاقہ لنکا سے بوجہ غصہ انتقام لینے کے لیے ہماری چارپائی اٹھانے لگا تھا سو اَلْحَمْدُ لِلّٰہ وہ کامیاب نہ ہو سکا۔

Marfat.com

ملفوظات

اقوال مبارک

اعلیٰ حضرت قبلۂ عالم خواجہ محبوب عالم سیدوی ﷫ کے وہ ارشادات جو آپ کے مرید صادق صوفی محمد صادق الاسلام صاحب شاہ آبادی مرحوم نے حضرت خواجہ کی زبانِ فیض ترجمان سے سنے اور قلمبند کر لیے۔ لیکن یہ اقوال مجھے کیسے حاصل ہوئے، مدت تو معین نہیں کر سکتا، ہاں عرصۂ دراز ہوا جب کہ دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہو کر واپس اسی بستی میں آیا تو ایک شب یہ خواب دیکھا کہ اعلیٰ حضرت سیدوی ﷫ کے یہ مرید صادق اسم بامسمّٰی جناب محمد صادق الاسلام صاحب ﷫ جن کی قبر آپ کے مزار کے متصل ہی ہے کیونکہ وہ ترکِ وطن کر کے حضرت کی خدمت میں ہی رہنے لگے تھے۔ حضرت صاحب کے یہ وہ مخلص مرید ہیں کہ اگر زندہ رہتے تو اپنے شیخ کے کمالات کے پوری طرح حامل ہوتے۔ آپ ان سے کوئی راز چھپا کر نہ رکھتے تھے۔ افسوس! عمر نے وفا نہ کی اور حضرت صاحب کے زمانہ حیات ہی میں واصل بحق ہوئے۔

خواب میں دیکھتا ہوں کہ دو شخص اُن کی قبر کھود رہے ہیں اور مٹی باہر پھینک رہے ہیں۔ ان کی ہڈیاں جو ریزہ ریزہ ہوگئی ہیں چاندی کی طرح چمک رہی ہیں اور مَیں ان کو چن رہا ہوں۔ بس خواب صرف اتنا تھا۔ کچھ عرصہ بعد بندہ اپنے ننھیال شاہ آباد گیا۔ حُسنِ اتفاق کہئے کہ صوفی صاحب ﷫ کے پرانے کاغذات کے بڑے بھاری پلندے الماری میں رکھے تھے مَیں نے ان کو دیکھنا بھالنا شروع کیا۔ دیکھتے دیکھتے یہ اقوال میرے ہاتھ لگے جو صوفی صاحب نے وقتاً فوقتاً جمع کئے تھے۔ اقوال دیکھ کر بے

Marfat.com

ساختہ زبان سے نکلا ھٰذا تاوِیْلُ رُءْ یَایَ ؕ ''یہ میرے خواب کی تعبیر ہے'' مَیں نے انہیں قلمبند کرلیا۔ انہی کی دی ہوئی ترتیب کے مطابق قارئین کے پیشِ نظر ہیں۔ صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس مجموعہ کا نام ''حیٰوۃ الرُّوح'' رکھا تھا۔

ارشادات

1- ایک روز ارشاد فرمایا: انسان کی ذات پیشہ ہے، وطن روٹی، ہمت مقصود۔

2- فرمایا: انسان کی تمام راحت و آسائش یادِ الٰہی میں مضمر ہے اور تمام مصائب و آلام اس سے غفلت ہیں۔

3- دشمن کے واسطے برائی چاہنا اپنی برائی کرنا ہے۔

4- انسان کا اپنے نفس سے بڑھ کر اور کوئی دشمن نہیں۔

5- فرمایا: علماء متقدمین ایک ایک نفل و مستحب کو نہ چھوڑ اور اس زمانہ کے علماء اگر ان کے خلاف کوئی تم کو فرض بتلائیں تو نہ کرو کیونکہ پچھلا زمانہ خیر کے قریب تھا اور آئندہ کا شر کے قریب۔

6- مداومت کے ساتھ جھوٹی یادِ خدا بھی ایک دن بندہ کو سچا کر دیتی ہے۔

7- پختہ عقیدت کے مرید کا شیطان بھی کچھ نہیں بگاڑ سکتا اور نہ اس کو مرتبہ سے گرا سکتا ہے۔

8- ایک روز فرمانے لگے پہلے تو روٹی ہم کو کھاتی تھی مگر اب ہم روٹی کو کھاتے ہیں۔

9- درویش کو قبولیت حق سے پہلے نسب کچھ سودمند نہیں مگر، قبولیت کے بعد نسب بھی ترقی میں مفید ہے۔

10- فرمایا: درویش کی پیدائش بہبودیٔ خلق کے واسطے ہے جس درویش سے مضرتِ خلق حق ہو وہ درویش نہیں۔

11- فرمایا: حق سبحانہٗ تعالیٰ کی رضا پیر کی رضا کے اندر مخفی ہے۔

Marfat.com

12- فرمایا: کسی کے واسطے بددعا کرنا درویش کی کم ظرفی کی علامت ہے بلکہ درویش وہ ہے کہ اگر اس کی وجہ سے غیرتِ الٰہی بھی جوش میں آئے تو اس کو دعا کے ساتھ ہٹائے۔

13- نعمت باطنی جو بتدریج صفائی باطن کے بعد حاصل ہو وہی دیر پا اور مفید و ترقی بخش ہے۔ یک لخت نعمت کا بلا صفائی باطن کے حاصل ہونا دیر پا نہیں نہ وہ ترقی بخش ہے۔

14- ایک روز ارشاد فرمایا: درویش کی اصل پونجی جمعیت قلبی ہے۔ درویش میں اس کی جس قدر کمی ہے، اسی قدر وہ ابھی درویشی میں کچا ہے۔

15- ایک روز ارشاد فرمایا: اوراد و وظائف کی کثرت تو مزدوروں کا کام ہے۔ اور کشف و کرامات کا دکھانا شعبدہ بازوں کا کام ہے۔ لنگر دینا بھٹیاروں کا کام ہے اور مغرور ہونا شیوۂ شیطانی ہے۔ پس درویشی کیا ہے؟ درویشی خود فروشی ہے۔ یعنی اپنی خودی سے گم اور ذات حق سبحانہٗ تعالیٰ میں محو ہو جانا۔

16- ایک بار بموقع عرس حضرت خواجہ توکل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ نے ارشاد فرمایا: ہم اس جگہ یہ زردہ پلاؤ کھانے کے واسطے نہیں آتے بلکہ اس مرد کے سینہ کا نور کھانا ہمارا کام ہے، کھانے کے واسطے یہاں آنا عامیوں کا کام ہے۔

17- فرمایا: بیوقوف کے واسطے اور کسی برائی کی حاجت نہیں اس کا احمق پن ہی اس کو کافی ہے۔

18- ارشاد ہوا: جس شخص میں عقلِ معاد سے کچھ بھی حصہ نہیں اسکی زندگی بیکار ہے۔ پھر فرمایا: عقلِ معاد کی ترقی درویشوں کی صحبت میں ہے۔ اور عقلِ معاش کی ترقی اہلِ دنیا کی صحبت میں ہے۔

19- ایک دن ارشاد ہوا تمام سلوک گڑیوں کا کھیل ہے۔ پھر ایک بار فرمایا: گڑیوں کا کھیل ہے بات سلوک سے آگے نکل کر ہی بنتی ہے۔

20- ایک دن ارشاد ہوا: وہ شخص دنیا میں بڑا ہی خوش نصیب ہے جس کو اللہ تعالیٰ فراغت ظاہری کے

Marfat.com

ساتھ اپنی یاد کی بھی توفیق دے مگر توفیق یادِ الٰہی بغیر محبت اس کے خاص بندوں کے نصیب نہیں ہوتی۔

21- بہت بدنصیب اور منحوس ہے وہ شخص جس کو ہر قسم کے مصائب اور وبال گھیر لیں۔ مگر وہ پھر بھی اپنے ربّ کی طرف متوجہ نہ ہو اور تدابیر نفس میں اور زیادہ الجھ جائے۔

22- ایک روز ارشاد ہوا: قیامت کے روز گروہِ فقراء سے بھی ان کے ناجائز تصرفات وکرامات اور بے جا دعاوٴں کی بابت پرسش وسختی ہوگی۔

23- درویشی میں کوتاہ نظری اور پست ہمتی بہت ہی بری بلا ہے، فقیر کو عالی حوصلہ و بلند دل ہونا چاہیے۔

24- درویش کو سات بادشاہوں سے زیادہ عقل کی ضرورت ہے۔

25- فقیر کو اپنے نفس کے دھوکے اور فریب سے کسی وقت بھی غافل نہیں ہونا چاہیے۔

26- پیشاب کے برتن میں دودھ ہرگز نہیں رہ سکتا پس نورِ فقر و درویشی بھی مثل دودھ کے ہے جو ناپاک وغلیظ قلب میں نہیں ٹھہر سکتی۔

27- درویشوں کی غیبت اور برائی کرنے والا سخت بدقسمت اور نعمت حق تعالیٰ سے محروم ہے۔

28- ایک استقامت سو کرامت سے بہتر ہے۔

29- جو پیر خود کشش کر کے کسی کو مرید کرے اس سے کبھی فائدہ باطنی نہیں ہوتا نہ سلسلہ ترقی پکڑتا ہے۔

30- مرید کی ملکیت میں کسی شے پر نظر رکھنا پیر کو حرام ہے۔

31- مرید کا ہمیشہ ظاہری اور باطنی فائدہ محبت اور تصورِ پیر میں ہے۔

32- جس شخص پر اللہ تعالیٰ کی خاص نظر رحمت ہو اس کو اللہ تعالیٰ محبت وصحبت وخدمت فقراء نصیب کرتا ہے۔ جو ان کی خدمت وصحبت سے بھاگے اس پر غضبِ الٰہی ہے۔

Marfat.com

33- فقیر کا تمام راستہ ادب کا ہے، بے ادب اس راستہ پر ایک قدم بھی نہیں چل سکتا۔

34- جس زمانہ میں اسمِ مُضِلُّ[1] کا ظہور ہوتا ہے۔ اس وقت علماء ظواہر کی عقلیں بھی ٹیڑھی ہو جاتی ہیں عوام کا تو کیا ہی کہنا ہے۔

35- حق سبحانۂ تعالیٰ کی عبادت بندہ کو چاہیے کہ رضا کی نیت سے کرے اور کوئی نیت کسی طرح کی نہ رکھے، ابلیس لعین نے اللہ تعالیٰ کی عبادت ترقی درجات کی نیت سے کی جو آخر تمام درجات حاصل کر کے بھی مردود ہوا، اگر وہ عبادت رضائے الٰہی کی نیت سے کرتا تو کبھی ملعون نہ ہوتا۔

36- شیطان معلم ملائکہ سفلی یعنی ارضی کا تھا، ملائکہ علوی کا نہیں ان کی معلم ذاتِ حق ہی ہے۔

37- خشک عالموں کی صحبت سے فاسق و فاجر لوگوں کی صحبت بہت اچھی ہے۔ کیونکہ اسمیں نفس اپنے آپ کو ہمیشہ گنہگار تصور کرتا ہے جو دلیلِ توبہ ہے اور ان (عالموں) کی صحبت میں غرۂ عالم باکمال[2] ہونے کا پیدا ہوتا ہے جو شقاوتِ قلبی کی علامت ہے۔

38- خائف گنہگار مغرور زاہد سے بہت بہتر اور قریب حق ہے۔

39- پیروی سنّت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نہ کرنے سے خلقت مصیبت میں مبتلا ہے۔

40- درویشی کو بیچنا نہ چاہیے اس کا بیچنا یہی ہے کہ ظاہری صورت درویشوں کی سی بنا کر جہان میں پھرنا تا کہ خلقِ الٰہی درویش سمجھ کر مالِ دنیا سے اس کی خدمت کرے۔

41- ایک روز ارشاد ہوا: بندے کا نفس جب تک اپنے ربّ سے ٹیڑھا رہتا ہے اس کے تمام دینی و دنیاوی کام بھی ابتر و خراب رہتے ہیں۔ مگر جب وہ حق تعالیٰ کیساتھ سیدھا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ بندے کے الٹے کام بھی سیدھے بنا دیتا ہے۔

---

[1] گمراہ کرنے والا۔

[2] دھوکہ ہے بڑے کمال کا عالم ہونے کا۔

Marfat.com

چوں بدل گشت وبدل شد کارِ اُو
نار بود و نور گشت از بار اُو

ترجمہ: جب وہ دل سے اُس کا ہو جاتا ہے تو اُس کے سارے کام ہو جاتے ہیں۔ جو آگ تھا وہ اُس کے فضل سے نور ہو جاتا ہے۔

42- فرمایا: جس کو حق تعالیٰ اپنی محبت خالص عطا فرمائے وہ ہدایت کے قریب اور کمال کو لینے والا ہے۔

43- ایک روز ارشاد ہوا: درویش کامل ومکمل اپنے مریدوں میں سے اپنے جیسا کامل ایک یا دو چار ہی تک کر سکتا ہے زیادہ نہیں۔

44- فرمایا: مرید اپنے پیر کی خدمت جس طرح کی عمر بھر کرے اللہ تعالیٰ اس طرح کی خدمت اپنی مخلوق سے کرا دیتا ہے۔

45- مرشد کا مرید کے بدن پر رحم کر کے خدمت نہ لینا اس کی روح پر سخت ظلم ہے اس کے جسم سے مشقت کروانا روح پر رحم کرنا ہے۔

46- ایک روز کسی بزرگ کا حال پڑھ رہے تھے کہ انہوں نے فرمایا ہے ''میں نماز میں بہشت کو دائیں ہاتھ اور دوزخ کو بائیں ہاتھ اور کعبہ کو سجدہ کی جگہ قائم کر کے نماز ادا کرتا ہوں'' تو آپ نے پڑھ کر فرمایا: ہمارا تو اور ہی حال ہے، ہم تو حقیقتِ کعبہ میں کھڑے ہو کر ذاتِ حق کو سجدہ کرتے ہیں۔

47- ایک روز ارشاد فرمایا: آدمی کو چاہیے کہ اپنے ہم جنس اور ہم پیشہ کو کبھی نقصان نہ پہنچائے۔ پھر اسی بات پر یہ حکایت بیان فرمائی کہ دو جنوں کی آپس میں سخت عداوت تھی۔ ایک تو خروارہ[1] کی جگہ رہتا تھا اور دوسرا اس کے قریب ہی ایک جوہڑ یعنی تالاب خام پر۔ خروارہ والا جن جب غلّہ تیار

[1] غلے کے ڈھیر کی جگہ۔

Marfat.com

ہوتا تو نصف غلہ خروارہ سے لے جاتا۔ ایک روز جب کہ کسان غلہ صاف کر چکا اور تمیز کو بانٹ کر گھر لے جانا ہی باقی تھا تو جو بڑ والے جن نے خروارے کے مالک کے سرہانے کھڑے ہو کر کہا! اس جگہ ایک جن رہتا ہے جو ہمیشہ تمہارے اناج میں سے آدھا اڑا لے جاتا ہے اگر تم کو اپنا غلہ ہمیشہ کے لیے اس سے بچانا مقصود ہے تو ایک تدبیر ہے کہ صبح دن نکلنے سے پہلے اس اناج کے ڈھیر میں آگ لگا دو۔ جن جل جائے گا اور تمام عمر کے واسطے چھٹکارا ہو جائے گا۔ کسان نے اس آواز کو الہامِ غیب سمجھا اور صبح اٹھ کر اس نے پہلے یہ کام کیا کہ خروارہ کو آگ لگا دی جن جلنے لگا اس نے جلتے جلتے کہا کہ دشمن نے میرا کام تو تمام کر دیا ہے مگر جو کوئی سنتا ہو تو اس جو بڑ کے فلاں گوشے میں اگر آگ لگا دے تو وہاں بھی ایک جن ہے وہ جل جائیگا اور اس کے نیچے خزانہ ہے اس کا مالک ہو جائے گا۔ کسان نے وہ بھی سنا اور ٹھیک اسی وقت وہاں بھی آگ لگائی اس جگہ بھی جن جلنے لگا اور کہنے لگا کہ مرضیٔ الٰہی تم اس خزانہ کے مالک بن گئے۔ میں نے جیسا کیا اس کا بدلہ پالیا، مگر میری یہ نصیحت ہمیشہ یاد رکھنا کہ اپنے ہم جنس اور ہم پیشہ کی برائی کبھی نہ کرنا۔ ورنہ ایسا ہی حال ہوگا جو میرا ہوا۔ غرضیکہ دونوں جل کر مر گئے اور خزانہ اور اناج کا مالک کسان بن گیا۔

48- ایک روز ارشاد فرمایا: دور والے قریب ہیں اور حضوری والے دور ہیں۔

49- ایک روز فرمایا: خدا تعالیٰ کے سچے مرد تو اولیاء متقدمین ہی تھے ہم تو دراصل اُن پاک لوگوں کی نقل کر رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ جَلَّ سلطانہٗ ہماری اس نقل کو اپنے فضل و احسان سے سچا فرما دے۔

50- ایک روز ارشاد فرمایا: محبت دنیا کا نشہ بھی بہت بری بلا ہے یہ کم بخت اہلِ دنیا کو بعد حصول کے دنیا سے فائدہ مند بھی تو نہیں ہونے دیتا۔

51- ایک روز ارشاد فرمایا: بزرگ کے وصال کے روز تمام دن اس فیضان کا ورود رہتا ہے جس تجلّی ذات کے ذریعہ اس بزرگ کو حق سبحانہٗ کے ساتھ وصلِ حقیقی نصیب ہوا تھا۔ پس درویش عرس

Marfat.com

کے دن اسی واسطے جمع ہوتے ہیں کہ اس تجلی سے ہم کو بھی کچھ حصہ مل جائے عرس کے دن کے سوا اور دنوں میں یہ بات میسّر نہیں آتی۔

52- مرید کو پیر کے کمالات سے حصہ پیر کی پوری تقلید اور نقل سے حاصل ہوتا ہے۔

53- درویش کے لیے نا اہلوں و نا جنسوں کی صحبت ایسی ہے جیسا کہ انگور کی بیل جو کیکر کے درخت پر چڑھا دیں اور جب ہوا چلنے لگے تو انگور کے تمام خوشے اس کے کانٹوں سے زخمی ہو جائیں۔

54- آخر میں درویش کو ترقیٔ مقامات، تلاوتِ قرآن مجید اور کثرتِ درود شریف کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔ اہلِ علم کو تعلیم حدیث شریف بڑی نفع بخش ہے مگر بے علموں کے واسطے درود شریف ہی حدیث شریف کا قائم مقام ہے۔

55- روح عروج میں چاہے کسی اعلیٰ سے اعلیٰ مقام میں ہی کیوں نہ ہو مگر جب یہ نفس اسی جگہ بیٹھا ہوا تار ہلاتا ہے روح فوراً نیچے آجاتی ہے۔

56- اس زمانہ میں درویش کو خلافِ شرع ملامتیہ فعل اختیار کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اگر اس وقت درویش کو خلقت سے چھپنا ہو تو علماء کی طرز اختیار کرے کوئی بھی اس کے پاس نہ آئے گا کیونکہ گروہ علماء کو یہ زمانہ فقر سے دور اور بے گانہ سمجھتا ہے۔

57- فرمایا: فقر و سلوک میں صبر و قناعت حرام ہے۔ یعنی جو کچھ حاصل ہو گیا اسی پر قانع ہو کر بیٹھ رہنا ٹھیک نہیں، آگے کی آرزو اور تمنا چھوڑ دینا بڑی سخت بلا ہے۔ پھر یہ شعر آپ نے پنجابی میں ارشاد فرمایا:

سن اے طالبِ مولا والے ول مولا دے ہوویں
دم دم قدم اگیر ے رکھیں ٹھہر نہ کِتے کھلوویں

58- عامیوں کی تمام ہمت بے مغز پوست ہے، عابدوں کی ہمت ہمہ از دست اور عارفوں کی عاشقوں

Marfat.com

کی ہمت وصلِ دوست ہے۔

59- ایک روز ارشاد فرمایا: طالبِ حق کو لازم ہے کہ ذکر دنیا و عقبیٰ سے دل و زبان ہٹا کر منہ حقیقت جمالِ الٰہی کی طرف ہر وقت رکھے۔

60- محرمان و مقربان درگاہِ الٰہی کو مقاماتِ عالیہ کے طے کرنے میں بس نہیں کرنا چاہیے اور نہ کسی مقام کی لذتوں میں گرفتار رہنا واجب ہے۔ کیونکہ اسکے باعث عروج مقامات برتر سے رہ جاتا ہے۔

61- عاشقوں کو حرص اور طمع مشاہدہ جمالِ الٰہی کا فرض ہے اور اس سے ہٹ رہنا کفر فی العشق کہلاتا ہے۔

62- ایک دفعہ کسی مرید نے حضور شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں خط لکھا کہ میں نے حج کا ارادہ مصمم کرلیا ہے رخصت بھی لے لی فلاں تاریخ کو چلنے کا ارادہ بھی ہے اجازت مرحمت فرمائی جائے۔ تو آپ نے جواب لکھا کہ پہلے صاحبِ خانہ سے مضبوط دوستی گانٹھ لو پھر اس کا گھر بھی دیکھ لینا۔

63- حضرت مغلی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے برادرِ طریقت) نے کہا، مولوی صاحب میں حج کو جاتا ہوں۔ آپ نے جواب دیا کہ بھائی جی! ہمارا حج تو اسی جگہ ہے، اپنے پیر کے روضہ اقدس اور ان کے مہمانوں کی خدمت کیے جاؤ، مگر وہ تشریف لے ہی گئے اور وہاں سے بحالت مرض واپس آئے اور یہاں آکر وصال ہو گیا۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۝ (سورہ البقرہ، آیت: ۱۵۶)

64- ایک روز فرمانے لگے: مقصود ہر وقت بندہ کے پاس ہے۔ پھر نہیں معلوم اس کو کبھی کہیں کبھی کہیں کیوں ڈھونڈتا پھر رہا ہے۔ "یار من درخانہ دل و من گرد جہاں میگردم" والا معاملہ ہو رہا ہے۔ ع

پیا ہمارے گھر بسیں اور ہم پاویں بسرام

Marfat.com

پھر یہ رباعی فرمائی!

بھلی ہیر ڈھونڈیندی بیلے
رانجھن یار بغل وچ کھیلے
سُرت نہ رہیا ، سُرت سنبھار!
عشق دی نویوں نویں بہار

حق، حق، حق

65- ایک روز سرہند شریف میں فرمانے لگے: جو درویش اس جگہ آ کر زیارت روضہ شریف کرتا ہے اس کی نسبت یہاں آنے سے پک جاتی ہے۔

66- ایک روز فرمایا: جس طالب کو امامِ ربانی قدس سرّہٗ کے دربار سے اجازت طریقہ حاصل ہوتی ہے اس کا ظہور بھی اسی جگہ سے شروع ہو جاتا ہے۔

67- مرید کا یہ عقیدہ رکھنا کہ میرے پیر جیسا اس وقت کوئی جہان میں نہیں ترقیٔ مراتب کی علامت ہے مگر اولیاء سابقین پر شرف نہ دے کیونکہ بے ادبی کی نشانی ہے۔

68- پیر کی خدمت کرنی کبھی خالی نہیں جا سکتی، یہاں نہیں تو آخرت میں ضرور اس کا ثمرہ ملتا ہے۔

69- مرید کے کاروبار اور ظاہر و باطن میں عموماً رکاوٹیں پیر کے فرمانوں کی تعمیل نہ کرنے کا نتیجہ ہوتی ہیں۔

70- ایک روز ارشاد فرمایا: قصبہ شاہ آباد کی آبادی سے لے کر جنوب کی طرف دور تک پچاس ہزار شہداء پڑے ہوئے ہیں جن کی قبروں پر ہل چلتے ہیں ان شہداء میں بارہ ہزار تو بہت ہی باکمال اولیاء اللہ ہیں۔

71- ایک روز ارشاد فرمایا: کمینے آدمی کی علامت یہ ہے کہ شریف کی ذلت میں ہمیشہ خوش ہو اور جہاں

Marfat.com

تک ہو سکے وہ شریف کے ذلیل کرنے میں دریغ نہ کرے مگر شریف کو جب وہ (کمینہ) ذلت میں نظر پڑے تو برداشت نہ کر سکے اور اس کو ذلت سے نکالنے میں ساعی ہو۔

-72 ایک روز آپ نے فرمایا: پرسوں ہم نے مکاشفہ میں دیکھا کہ ہماری قسمت کا ایک روپیہ ہمیں دکھایا گیا جو ۱۸۸۹ء کا بنا ہوا اور ملکہ کے تاج کے بالمقابل دوسری طرف ایک سیاہ نشان تھا جو خزانہ غیب سے اترا اور وہ ایک طوائف کے گھر جا گرا۔ ہمیں یہ دیکھ کر بہت فکر ہوئی اور دعا کی کہ بارِ الٰہا! اس کو حرام کے راستے ہم تک نہ پہنچائیو۔ وہ روپیہ اگلے روز ہم کو مل جاتا مگر بوجہ دعا تین دن کا وقفہ پڑ گیا طوائف پر مقدمہ ہو کر اسی روز چالان ہوا اور جرمانہ میں وہ روپیہ اسی دن داخل خزانہ ہوا۔ خزانہ میں داخل ہو کر اس کی تمام حرمت زائل ہو گئی۔ اگلے روز وہی روپیہ تنخواہ میں ایک کانسٹیبل کے پاس آیا۔ وہ تنخواہ لیتے ہی سرکاری کام شاہ آباد آیا اور بیعت ہو کر وہ روپیہ نذرانہ پیش کیا۔ ہم نے پہچان لیا۔ وہی نشان تھے جو دکھائے گئے تھے۔ پس فقیر پر واجب ہے کہ اپنی روزی کے لیے ہمت مضبوط رکھے۔ جلدی نہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے ہر وقت حلال روزی مانگے۔ جب اللہ تعالیٰ فقیر کی نیت پختہ دیکھ لیتا ہے تو پھر اگر حرام جگہ بھی روزی جا پہنچے تو حلال کر کے اس طرح فقیر کے پاس پہنچا دیتا ہے۔ حضرت مولانا حکیم احمد اسلام صاحب اور صوفی محمد صادق الاسلام صاحب کے سامنے پہلے روز آپ نے اپنا یہ مکاشفہ بیان فرمایا، تیسرے روز جب وہ روپیہ آیا تو ہر دو صاحبان کہتے ہیں کہ ہم نے بھی دیکھا کہ اس پر وہ نشان اور سن موجود تھا۔

-73 ایک روز ارشاد ہوا: جس روز پیشوا کا وصال ہوتا ہے اس روز ہر ایک مرید پر خواہ دور ہو یا قریب، حاضر ہو یا غائب ہو۔ ہر مرید کی عقیدت، محبت یا حصول مقامات کے موافق پیر کی نسبت سے ایک خاص فیضان جس کو حقیقت شیخ سے موسوم کرتے ہیں سب مریدوں پر پڑتا ہے

Marfat.com

اور یہ فیضان عمر بھر بلکہ قیامت و بہشت تک مرید کے تمام معاملات ظاہری و باطنی کا ہر طرح سے کفیل رہتا ہے۔ بشرطیکہ مرید اس کی نگہداشت سے کسی وقت بھی غافل نہ ہو۔ جو مرید اسکی حفاظت پوری رکھے اسکے تمام معاملات کی کل سیدھی ہو جاتی ہے اور جو مرید اس فیضان کی طرف متوجہ نہ ہوا اور کاموں میں پیشوا کی حضوری کے بغیر مزے اور عافیت تلاش کرے تو وہ طرح طرح کی الجھنوں اور تکلیفوں میں پھنس کر ہمیشہ مبتلائے رنج و آلام رہتا ہے اور اسکے تمام معاملات درہم برہم ہو جاتے ہیں اور کسی وظیفے اور کسی عمل سے بھی اس کی کل ٹھیک نہیں بیٹھتی ہم نے اس غلطی میں سات برس سخت پریشانی میں گزارے، بغداد شریف تک پھرے مگر کہیں بات نہ بنی، آخر خدا تعالیٰ نے اپنا فضل و احسان کیا کہ مرشد کریم حضور شاہ صاحب انبالوی قدس سرہٗ کی روح مبارک نے یہ معاملہ کھولا اور ہم اس طرف متوجہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اسی روز سے معاملہ بدل گیا۔ حق سبحانہٗ کا فرمان سچا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ الخ (سورۃ الرعد آیت:۱۱)

-74 ایک روز فرمایا: بندہ کے واسطے یہ تنگی و عسرت اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی رحمت و نعمت ہے، بندہ کی وصلِ حق سبحانہٗ میں بڑی دوست و معاون ہے، یہی آکر بندۂ مکدر کو کامل انسان بناتی ہے اور ہمیشہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر و عافیت امن و رحمت لے کر بندہ پر نازل ہوتی ہے اور مالِ دنیا آفت و شر بن کر انسان کو ملتا ہے۔ تنگی و عسرت کو برا سمجھ کر اس سے نفرت نہ کرنا چاہیے یہ تو معشوق کی پیغامبر ہے، بشرطیکہ صبر و قناعت اور ذکر و شکر کے ساتھ اس کی خدمت کی جائے۔ ورنہ بموجب حدیث شریف کے اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْهِ فِي الدَّارَيْنِ ہے۔ (۱)

(۱) کشف الخفاء کے مؤلف لکھتے ہیں: قال الصغانی موضوع۔ علامہ صغانی نے کہا: یہ موضوع ہے۔ کشف الخفاء ۲/۱۱۳ رقم ۱۸۳۷۔

Marfat.com

75- ایک روز ارشاد فرمایا: حق سبحانہٗ کو وہ بندہ بڑا پیارا معلوم ہوتا ہے کہ جب اس پر کوئی تنگی و مصیبت آئے تو اسکو گریہ وزاری اور توبہ استغفار کے ذریعے دور کرے۔

76- ایک روز فرمایا: حق سبحانہٗ تعالیٰ اس بندہ سے بڑا ناراض وغصہ ہوتا ہے کہ جب اس کو مصائب وآلام چاروں طرف سے گھیر لیں مگر وہ پھر بھی اس کی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ نفس و شیطان کے بہکاوے میں آکر تدابیر کے ذریعے سے ان کو دور کرنا چاہیے اور اس مصیبت کے نازل کرنے کی حکمتِ خداوندی کو نہ سوچے سمجھے۔

77- ایک روز ارشاد فرمایا: معاملۂ فقر وغنا میں متقدمین اکابر کا ہمیشہ اختلاف چلا آیا ہے۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ بندہ کی اصل صفت فقر ہے وہ اس سے کبھی دور نہیں ہو سکتی۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ جب فقیر ذات میں فناء اتم حاصل کر چکا تو چونکہ ذات کی صفت غنی ہے، اس میں بھی فقیر کو فنا و بقا حاصل ہوئی، تو فقیر کو شانِ غنا لازمی ہے اور ہمارا بھی یہی مسلک ہے۔ پھر فرمایا کہ اس معاملہ میں ہماری رائے کے نزدیک بلکہ فی الحقیقت قول فیصل یہ معلوم ہوتا ہے کہ درویش جب تک قید جہاں میں ہے افتقار سے ہرگز نکل نہیں سکتا اور غناء اس کے ذاتی افتقار کو زائل نہیں کر سکتی۔ پس جس درویش کی نظر باوجود غنائے ظاہر کے اپنے افتقار پر جمی ہوئی ہے وہ حقیقتاً فقر سے آراستہ ہے اور غناء ظاہر اس کے فقر کو کچھ مضرت نہیں پہنچا سکتی بلکہ فقر کی ایک اعتبار سے مدد و معاون ہے۔ ''آنانکہ غنی تراند محتاج تراند''① اور اللہ تعالیٰ نے جو انسان کا نام فقیر رکھا ہے اس پہ یہ صادق ہے اور جس درویش کی باوجود نہ ہونے غناء ظاہر کے بھی اپنے افتقار پر نظر نہ رہے وہ حقیقت فقر سے بے بہرہ ہے۔ پھر ارشاد فرمایا: اس زمانہ میں درویش کو چاہیے کہ ہر وقت مفتقر الی اللہ رہے کسی وقت بھی اپنے فقر واحتیاج سے نظر نہ ہٹائے اور بظاہر مولا سے غناء طلب کرے

① وہ جتنے زیادہ مالدار ہیں اتنے ہی زیادہ محتاج ہیں۔

Marfat.com

اللہ اس کو غنی بنا دے گا جو اس سے غناء طلب کرے کیونکہ اس زمانہ میں ہمتیں کم ہیں اور حوائج[1] بہت بڑھ گئے ہیں۔ اس لیے یہی راستہ فقیر کے واسطے بہت اسلم ہے کہ ظاہر میں غنی رہے اور باطن میں فقیر اور یہی حقیقت فقر ہے اور بس۔

78- ایک روز ارشاد فرمایا: ہم کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر طاقت عطا فرمائی ہے کہ اگر ہم چاہیں تو روئے زمیں پر کسی پیر کو مرید نہ ملے مگر ہم کو اللہ تعالیٰ نے کسی اور ہی کام کے لیے پیدا فرمایا ہے اور وہی ہمارے سپرد ہے پھر ایک دوسرے وقت میں فرمایا کہ وہ کام تسہیلِ طریقت ہے اور اسی کے واسطے ہم کو ''مُسهِلُ الطَّرِيقة عَلَى الخَلِيقَة'' کا خطاب ملا۔

79- ایک روز ارشاد فرمایا: جس درویش کو اللہ تعالیٰ حیات ابدی سے حصہ عطا فرما دیتا ہے اس کا کلام بھی زندہ ہو جاتا ہے اور زندہ کلام کی نشانی یہ ہے کہ دلوں میں جا کر جگہ پکڑ لیتا ہے۔

ایک روز یہ شعر پڑھا:

پیر نگر نوں جا کے نبی نگر نوں جا
نبی نگر میں بیٹھ کے درشن یار کا پا

فرمایا: اس کے معنی یہ ہیں کہ حقیقت شیخ میں فنا اتم حاصل کرلے پھر یہ فنا طالب کو حقیقت محمدیہ میں پہنچا دے گی حقیقت محمدیہ ﷺ میں سامنے ذات قدیم ہی ہے دیکھو اور مزے اڑاؤ۔

80- ایک روز فرمایا: خدا تعالیٰ کا بڑا شکر و احسان ہے کہ آج ہم کو ''تقی اللہ'' کے لقب کے ساتھ پکارا گیا ہے۔ معلوم یہ ہوا کہ اب ہم کو دنیا و آخرت کی تمام الجھنوں سے آزادی نصیب ہوگئی۔ سچ فرمایا اللہ سبحانہٗ نے:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ (سورۃ یونس، آیت: ۶۲)

---

[1] حاجتیں۔

Marfat.com

81- ایک روز ارشاد ہوا کہ آج بارگاہ حق سبحانہٗ تعالیٰ سے ہم کو خطاب ''سلطان الاکابر'' کا عطا ہوا۔ حق سبحانہٗ کا شکر ہے ہم کو یہ امید ہوگئی کہ آئندہ کو ہمارے سلسلہ میں اکابر ہونگے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری طریقت قبول فرمالی ہے۔

82- ایک روز ارشاد ہوا: ہمارا جسم سر سے سینہ تک تو نور بن گیا ہے، سینہ سے نیچے کا حصہ ابھی باقی ہے پھر فرمایا: درویش کا سب سے بڑا کمال یہی ہے کہ اس جسم کو جو مدت العمر اسکا مرکب رہا اس قابل تو نہ چھوڑے کہ یہ گلے سڑے اور مور و ملخ کی غذا بنے، بلکہ اس کو نور بنا کر معہ جسم عنصری جنت میں جائے تو مزا ہے۔

83- ایک روز باثنائے گفتگو حقائق و معارف کے فرمانے لگے کہ اللہ جل شانہٗ کی شان بے نیازی و استغناء سے صوفی کو ہر وقت خائف و ترساں رہنا چاہیے اس کی کسی مخلوق کو حقیر نہ سمجھے بلکہ سب سے بدتر و حقیر اپنے ہی نفس کو جانے۔

84- ایک روز ارشاد ہوا: درویش کو واجب ہے کہ اپنے حالات کو متقدمین اولیاء اللہ کے حالات کے ساتھ ملاتا رہے اور جو حال ان سے مل جائے اس کو مسلم سمجھے اور جس کی شہادت اکابر اولیاء سابقین سے نہ ملے نہ مانے۔ اپنے ایسے انکشافات کا اعتبار نہ کرے۔

85- ایک روز ارشاد فرمایا: حدیث شریف کی سند میں جس قدر راوی کم ہوں حدیث اسی قدر قوی ہوتی ہے مگر یہاں فقر و تصوف میں جس قدر بھی واسطے زیادہ ہوں اتنی ہی نسبت قوی و طاقتور ہے۔

86- ایک روز ارشاد ہوا: فقیر کے واسطے ضروری بلکہ بڑا کمال یہ ہے کہ ہمیشہ اپنے نفس کو کافر و ملحد سے بدتر سمجھتا رہے۔ کبھی اس کا اعتبار نہ کرے مگر انعامات خداوندی کا معترف و اقراری رہے۔

87- ایک روز ارشاد ہوا: ہمیشہ صوفی کو ایذاءِ قلب مومن سے بچنا چاہیے اگرچہ وہ مومن عامی و فاسق و فاجر ہی کیوں نہ ہو۔ وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے ہر بندے کے ساتھ ایک معاملہ ہے، جس کو

Marfat.com

دوسرا کوئی نہیں جانتا، پس ایسا معاملہ ہرگز نہ کرنا چاہیے جس سے کسی مسلمان کے دل کو ٹھیس یا صدمہ پہنچے، تاکہ وہ صدمہ تمہاری طرف سے حق سبحانہٗ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب نہ ہو جائے۔

88- فرمایا: یہ زمانہ بڑا ہی غفلت وحق فراموشی کا ہے، دینداری وحق پرستی اور خداطلبی کا نام کہیں نظر نہیں آتا، اس قدر سستی و جہالت پھیلی ہے کہ نامِ خدا پوچھنے کے لیے فقیروں کے پاس کوئی نہیں آتا۔ جو آتا ہے دنیوی اغراض و مطلب لے کر آتا ہے، جب مطلب پورا ہو جائے تو پھر درویش سے تعلق کوئی نہیں۔ یہی خلقت پر مصیبت و بلا کے بڑے وجوہ ہیں کہ تمام درویشوں کو بھی تمام لوگ دنیاداروں کی مانند سمجھتے ہیں کہ مطلب نکالا اور الگ ہو جائے حالانکہ بیوقوف یہ نہیں سمجھتے کہ اس کے دوستوں کے ساتھ معاملہ کے بعد ان سے اعراض کرنے میں غیرتِ خداوندی جوش میں آجاتی ہے اور بنے بنائے کاموں کو ایک دم درہم برہم کر دیتی ہے۔

89- ایک روز ارشاد فرمایا: ہمارے طریقہ میں درویشی، سُستی، بیہوشی اور حماقت کی نہیں بلکہ ہوش وحواس کے ساتھ پوری کوشش شریعت اور اتباع سنّت میں فائدہ اور ترقیٔ مقامات عالیہ ہے اور اس کے خلاف کرنے میں نقصان ظاہر و باطن۔

90- درویشی جیسی اس زمانہ میں سستی اور آسان ہو رہی ہے ایسی کبھی نہ ہوئی ہوگی بڑا بدنصیب وہ شخص ہے جو اس آسان اور سستے زمانہ میں بھی یہ دولت باطنی حاصل نہ کرے۔

91- ایک روز ارشاد فرمایا: جو ایک جگہ ہے وہ سب جگہ ہے اور جو ایک جگہ نہیں وہ کہیں بھی نہیں۔

92- ایک روز ارشاد فرمایا: ایک کا مقبول تمام جہان کا مقبول، ایک کا مردود تمام زمانہ کا مردود ہے۔

93- جب میں (صوفی محمد صادق الاسلام) درود کبریتِ احمر شریف کی زکوٰۃ سے فارغ ہوا تو تھوڑے عرصہ کے بعد آپ اس جگہ تشریف لائے تو حجرہ میں داخل ہوتے ہی فرمایا: بلّے حجرہ کی سب دیواریں اور چھت درود کبریت احمر شریف کے نور سے رنگین ہو گئیں۔ پھر فرمایا: ذکر کے انوار

Marfat.com

سے زمین و مکان بھی حصہ لیتے ہیں مگر ان کو معرفت نہیں۔

94- ایک روز ارشاد ہوا کہ درویش جوں جوں آگے بڑھتا ہے خطرات بھی اس کو سخت آ کر گھیرتے ہیں مگر درویش کو ان کا خیال اور ان کے پیچھے نہ لگ جانا چاہیے ورنہ بڑا خراب کرتے اور مقامات سے روکتے ہیں۔

95- ایک روز ارشاد ہوا کہ نفس و شیطان حتی المقدور بندۂ کامل انسان کی خدمت میں جانے سے بہت روکتے ہیں کیونکہ ان کی صحبت کا نور ان کی شرارت کی جڑ کو جلاتا ہے مگر ہاں روح کو ان کی صحبت سے آرام ملتا ہے۔

96- فرمایا: آج کل کے زمانہ میں چونکہ رزقِ حلال میسر نہیں آ سکتا اس واسطے فقراء کو جیسا انکشاف پچھلے بزرگوں میں تھا اب نصیب نہیں ہوتا۔ اس زمانہ کے اکثر انکشافات غلط ہونے کی یہی وجہ ہے۔

97- فرمایا: جس بندہ پر اللہ تعالیٰ کا قہر و غضب نازل ہوتا ہے اس کی عقل و سمجھ سلب ہو جاتی ہے، اس کی سمجھ میں کبھی خیر و بھلائی کی بات نہیں آتی بلکہ ہمیشہ اس کو وہ بات بُری معلوم ہوتی ہے۔

98- وفات سے دو ماہ قبل فرمایا: اگر دو سال کی اور مہلت مل جاتی تو خدا تعالیٰ کا نام کچھ اور لے لیں کیونکہ نام خدا لینے کا مزہ ابھی حاصل ہوا ہے۔

99- ایک روز ارشاد فرمایا: خدا تعالیٰ اگر ناراض ہو جائے تو اس کو راضی کر لینا آسان ہے۔ مگر مرشد کی ناراضگی بہت سخت ہے پھر فرمایا: حضرت میراں بھیک نے سچ فرمایا:

بھیکا! وہ نر کور ہیں جو گور کو جانیں اور
ہر روٹھیں گور میل دیں گور روٹھیں نہیں ٹھور

ترجمہ: اے بھیک! وہ لوگ بہت ہی بدنصیب ہیں جو پیر کی قدر نہیں کرتے حالانکہ اگر اللہ

Marfat.com

تعالیٰ ناراض ہو جائے تو پیر کی دعا سے اللہ تعالیٰ کو خوش کرنا ممکن ہے لیکن اگر پیر ہی روٹھ جائے تو کوئی خوش کرنے والا نہیں۔

100- ایک روز فرمانے لگے: درویش کو فقر کے راستہ کی تکلیفوں اور مصائب و آلام سے گھبرا کر ہمت نہ ہارنی چاہیے۔ ''تا رنج نبری گنج نہ بگیری'' ① پس جب فضلِ خدا ہو جاتا ہے تو یہ تمام تکلیفیں اور رنج و آلام خواب و خیال ہو جاتے ہیں اور فقیر کو پھر یہ زمانہ بھول کے بھی یاد نہیں آتا پھر یہ پنجابی شعر پڑھا۔

مہندی سو دکھ سہندی تاں تلیاں تے بہندی
تن من سب چروا کے کنگھی تاں زلفاں تے وہندی

101- ایک روز ارشاد فرمایا: ہماری طریقت کے پیر تو قبلہ عالم خواجہ توکل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں، مگر اب ہمارا پیر فتوت و نبوت ہے۔

102- فرمایا: میں ایک نصیحت نامہ اپنی اولاد کو لکھوں گا کہ بزرگوں کے کمال پر خود نازاں ہو کر بیٹھ نہ رہنا چاہیے بلکہ ہر وقت، ہر زمانہ میں خاندانی شہرت و شرافت پر خیال نہ کرے۔ ابوالوقت یا کم از کم ابن الوقت سے بیعت حاصل کریں اور مجاہدہ کر کے کمال پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

103- فرمایا: قلب کے ذکر سے جلا بہت ہوتی ہے لیکن اگر زبان اور قلب سے ذکر کیا جائے تو بہت فائدہ ہے۔

104- فرمایا: ہر ولی اللہ کا خاص مقام ہوتا ہے۔ اور ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام اسمائے الٰہی کا مظہر تھی اسی واسطے کافہ انام کی طرف آپکو بھیجا گیا۔ باقی انبیاء علیہم السلام چونکہ ایک خاص اسم کے مظہر ہوتے تھے، اس لیے کسی خاص قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ

① جب تک تکلیف نہیں اٹھائے گا خزانہ حاصل نہ کر سکے گا۔

Marfat.com

علیہ وآلہٖ وسلم کا دعویٰ ہے۔ بُعِثْتُ اِلَی الْاَسْوَدِ وَ الْاَحْمَرِ[1] چونکہ ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جمیع اسماء کا مظہر تھی اور ادھر یہ شجر وحجر وغیرہ سب ایک تجلی کے مظہر تھے۔ اس لیے ان سب کو نبوتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اقرار کرنا پڑا۔

105- فرمایا: توجہ تین قسم کی ہوتی ہے۔ انعکاسی، القائی، اتحادی۔

106- قُطبِ مدار کا مرتبہ غوث سے آگے نکلا ہوا ہوتا ہے۔ غوثِ اعظم ہمیشہ قُطبِ مدار ہوتا ہے۔ قُطبِ مدار کی ظاہر علامات یہ ہیں کہ وہ شریعتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حامل یعنی علمِ ظاہری میں کامل بلکہ اکمل ہوگا اور صاحب عظمت وجلال ہوگا۔ گھوڑوں پر سوار ہوگا، اچھے کھانے کھائے گا، وہ خود کہے یا نہ کہے، اہتمام کرے نہ کرے ہمیشہ اسے اچھے ہی کھانے ملیں گے۔ اور جب کسی شہر میں جائیگا تو سب سے پہلے اس شہر کے شریف خاندانی نجیبُ الطرفین اور کسی ایسے خاندان کا آدمی جس کی عظمت وعقیدت تمام شہر والوں کے دلوں میں ہو اس کے ہاتھ پر بیعت کرے گا۔ قُطبِ مدار ہی فردبھی ہو جاتا ہے۔ قُطبِ مدار کے سامنے تمام اولیاء اللہ کی ارواح با امر پروردگار حاضر کی جاتی ہیں۔ خواہ وہ زندہ ہوں یا پردہ موت میں چھپ گئی ہوں اور سب اس کی تعظیم بجالاتی ہیں۔ غوث سے ورے بیرنگی کا مقام حاصل نہیں ہوتا۔ بیرنگی کا مقام عموماً قُطب مدار پر ہی کھلا کرتا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی بھی قُطبِ مدار ہوئے ہیں۔

107- جب کبھی سلطنت بدلے گی تو مجذوبوں سے حکومت چھن کر سالکوں کو ملے گی۔ آپ نے بڑا افسوس فرمایا کہ اس زمانہ میں مجذوبوں کو سوات بنیر والے اخون صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حکومت ملی اور صرف ہندوستان میں مجذوبوں کی حکومت کامل طور پر ہوئی ہے۔ شاہ عبدالعزیز

---

[1] تفسیر ابن کثیر: للامام ابی الفداء اسماعیل بن کثیر الدمشقی المتوفی ۷۷۴ھ، ج: ۳، ص: ۵۴۰، مکتبہ الریاض الحدیثۃ۔

Marfat.com

صاحب ایک بار راستہ میں چلے جا رہے تھے ایک مجذوب ملا اور بولا کون؟ آپ نے فرمایا: نوکر۔ کہا: کس کا؟ فرمایا: احکم الحاکمین کا۔ مجذوب گھبرا کر بھاگا، کسی نے پوچھا: باوجود اس قدر جذب کے اب کیوں بھاگا، کہا سالکوں پر عالم جبروت سے تجلّی وارد ہوتی ہے اس تجلّیٔ جبروت کے خوف سے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ مجھ پر ایک تجلّی وارد ہوئی معلوم ہوا اونٹوں کی دو قطاریں ہیں جس میں مسلمان نظر آتے ہیں وہ قطاریں باہم لڑیں ضعیف اور چھوٹی قطار بڑی اور قوی قطار پر غالب آ گئی جس سے معلوم ہوا کہ عنقریب کوئی جنگ ہونے والی ہے چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔ شاہ ولی اللہ صاحب بھی قطب مدار کے ظل اور ظل مجدّد میں تھے اور ایسے حالات وواقعات کا انکشاف خصوصیت کے ساتھ انہیں مردان خدا پر ہوتا ہے۔ اور عالم ظاہر آکل وشارب صاحب اختلاط باخلق ہونا اس کے لیے ضروری ہے۔

-108 فرمایا: جس شخص کا خاتمہ لاالہ الا اللہ پر ہو قطع نظر اس سے کہ وہ ولی اللہ ہو یا نہ ہو اور خواہ وہ کتنے ہی گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو اس کی روح مرنے کے بعد مسخ نہیں ہوتی اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کا پاس ہے۔ برخلاف دیگر اقوام کے جو مرنے کے بعد اپنے افعال قبیحہ کی وجہ سے (ان کے عقائد کے مطابق) مسخ ہو کر بندر، کتا، سور وغیرہ وغیرہ مختلف صورتیں اختیار کر لیتی ہیں اور عذاب آخرت کی اور ہی کیفیت ہے چنانچہ قرآن شریف میں وارد ہے۔ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ○ (سورۃ القارعہ آیت: ۸) آخر میں اللہ جل شانہٗ نے: نَارٌ حَامِيَةٌ ○ (سورۃ القارعہ آیت: ۱۱) فرمایا۔ حارقہ نہیں فرمایا۔ اس میں ایک بھید ہے۔ دنیا کی آگ کا قاعدہ ہے کہ وہ پہلے باہر کی جانب سے جلانا شروع کرتی ہے اور بتدریج جلاتے جلاتے کسی شے کو خاکستر کر دیتی ہے پھر اگر اس شے کو دوبارہ جلائیں تو اسے کسی قسم کی اذیت نہ پہنچے گی اور اس کی حالت میں آگ کا عدم ووجود برابر ہوتا۔ حرق کے معنی تو یہ ہوئے اور حرق میں چونکہ

Marfat.com

عذاب ابدی پایا نہیں جاتا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے نَارٌ حَامِيَةٌ فرمایا، چنانچہ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ○ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْئِدَةِ (سورۃ الھمزۃ، آیت: ۶، ۷) وہ آگ جو دلوں پر چمکتی ہے اصل بات یہ ہے کہ حَامِيَةٌ مُشتق ہے حُمّی سے جس کے معنی ہیں تپ۔ تپ میں تم دیکھتے ہو کہ تپ سے گرمی پہلے دل پر پہنچ کر پھر تمام بدن میں سرائت کرتی ہے اور آدمی اضطرار میں کہتا ہے ہائے! میں مرا جلا۔ مگر بظاہر اس کے بدن پر کسی قسم کی آگ وغیرہ نظر نہیں آتی اور خواہ وہ پانی پیے یا کوئی اور چیز کھائے وہ برابر آگ ہی آگ! پکارے جاتا ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کفار کو آخرت میں عذاب دے گا جو حُمّی کی طرح اندر ہی اندر جلاتا رہے گا اور وہ اس کا صدمہ ہر وقت مجبوراً اٹھاتے رہیں گے نہ مریں گے نہ جئیں گے۔ اس طرح ابدالآباد عذاب میں مبتلا رہیں گے۔ چونکہ کفار کی روحیں مرنے کے بعد مسخ ہو کر کتا، بندر، سور، چڑیل وغیرہ مختلف اشکال اختیار کر لیتی ہیں اور صاحب کشف جوگی مکاشفہ کے ذریعے سے معلوم کر لیتے تھے کہ وہ ارواح اپنے کفر اور دیگر افعال قبیحہ کی وجہ سے ان صورتوں میں مسخ ہو گئی ہیں تو انہیں یہاں تناسخ کا شبہ ہو گیا ورنہ اصل تناسخ کوئی چیز نہیں بلکہ یہ ان کی مسخ شدہ ارواح کی صورتیں ہیں جنہیں وہ دوسری جون خیال کرتے ہیں۔ چنانچہ یہاں تھانیسر میں اس قسم کی مسخ شدہ ارواح خبیثہ بہت ہی کثرت سے نظر آتی ہیں۔

109- ایک مجلس میں ذکر فرمایا: اسلام کو اسلام کیوں کہا گیا ہے حالانکہ پہلے دین کہا جاتا تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ کا نام ہے سلام اور اسلام نام ہے اس تجلی کا جو زمین و آسمان، چاند سورج، حجر و شجر پر سلامتی کرتی ہے اور ان کو گھیرے ہوئے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ سلامتی والی تجلی ان مخلوقات پر سے اٹھ جائے گی فوراً قیامت آجائے گی تو اسلام اسی سلام سے مُشتق ہے اور سب سے پہلے دین کا نام اسلام حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رکھا تھا وجہ یہ تھی کہ گستاخ حضرت ابراہیم علیہ

Marfat.com

السلام کے واسطے پیوستن پر مقدم تھا۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے بیٹا ذبح کرایا تھا ورنہ اور کوئی وجہ نہ تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا گسستن تمام تعلقات ماں، باپ، بھائی، بہن، چچا، تایا وغیرہ اور دیگر تمام رشتہ داروں سے تو اسی وقت ختم ہو چکا تھا جب کہ آپ کو آگ میں ڈال دیا گیا تھا۔ کیونکہ تمام امیدیں جو دوسروں کے ساتھ وابستہ تھیں ٹوٹ چکی تھیں اور نبوت بھی حاصل تھی مگر خلّت کا مقام جو دینا تھا اس کے واسطے یہ تھوڑا سا پیوستن جو اسماعیل علیہ السلام کی محبت کا تھا۔ اس کا گسستن مقصود تھا۔ دراصل بیٹا ذبح کرنے کے واسطے حکم تو اللہ تعالیٰ کا ہی تھا مگر ابراہیم علیہ السلام نے اس طرح تعبیر فرمایا۔ اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی ؕ قَالَ یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ؗ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ۝ (سورۃ الصّٰفّٰت، آیت: ۱۰۲) اگر ابراہیم علیہ السلام ذرا بھی تامل فرماتے تو تمام خلت وارد نہ ہوتی گو نبوت باقی رہتی۔ کیونکہ نبی نبوت حاصل ہوئے پیچھے کبھی گمراہ نہیں ہوتا۔ جب ابراہیم علیہ السلام کو لوگوں نے آگ میں ڈالنے کا ارادہ کیا تو لکڑیوں کے ڈھیر میں چاروں طرف سے آگ لگا کر بیچ میں خلیل علیہ السلام کو بٹھا دیا تو جس وقت خلیل علیہ السلام آگ میں جانے لگے تبھی تمام رشتہ داروں اور دنیا و مافیہا سے کامل گسستن ہو چکا تھا۔ جب چاروں طرف سے آگ لگی اور جوں جوں بڑھتی جاتی تھی ساتھ ہی ساتھ پیوستن بڑھتا جاتا تھا اور قلب پر تجلیات کا ورود کثرت سے ہو رہا تھا۔ اسی واسطے حضرت ابراہیم علیہ السلام مگن اور تجلیات میں بے خوف و ہراس آگ کے اندر بیٹھے رہے۔ اگر یہ ورود نہ ہوتا تو بتقاضائے بشریت ہراس ضرور ہوتا آگ کے بڑھنے کے ساتھ ہی تجلیات اس قدر وارد ہوئیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام جبرائیل علیہ السلام کے مقام سے بھی آگے بڑھ گیا تھا یہی وجہ تھی کہ جبرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے سامنے عرض کیا کہ خداوندا! تیرا خلیل آگ میں پڑا ہے حکم ہو تو میں اسکی مدد

Marfat.com

کروں؟ حکم ہوا یہ خلیل تیری امداد کا محتاج نہیں مگر جا تو بھی دیکھ لے تو جبرائیل علیہ السلام نے ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا! اگر آپ فرمائیں تو آگ دریا میں پھینک دوں یا دریا کو آگ پر ڈال دوں؟ چونکہ ابراہیم علیہ السلام جبرائیل کے مقام سے آگے مقامِ مشاہدہ میں مستغرق تھے، فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے تجھ کو حکم دیا ہے تب تو ایسا کرو ورنہ مجھ کو تیری کوئی ضرورت نہیں۔ جبرائیل علیہ السلام آگ سے باہر نکل کر دیکھنے لگے جب آگ ابراہیم کے بہت نزدیک آگئی تو فرشتوں کے درمیان شور پڑ گیا کیونکہ خلت کا آوازہ پہلے عالم سموٰت میں دیا گیا تھا یہاں تک کہ حَآفِّيْنَ حَوْلَ الْعَرْشِ[1] رونے لگے۔ اور تمام فرشتے مارے مصیبت کے کانپنے لگے اور تمام لکڑیاں جل کر راکھ ہو گئیں صرف وہ لکڑی باقی رہی جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔ تو حکم ہوا۔ قُلْنَا يٰنَارُ الخ[2]! قرآن مجید کے طرز کلام سے ابراہیم علیہ السلام کا مقام مشاہدہ معلوم ہو رہا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قلنا یعنی ہم نے خود فرمایا: یا نار الخ اے آگ ٹھنڈی ہو جا۔ یوں نہیں فرمایا کہ بجھ جا بلکہ فرمایا: ٹھنڈی ہو جا۔ باوجودیکہ تو اپنی ناریت پر قائم ہو نار کے تمام خواص تیرے اندر باقی ہوں رنگت بھی تیری آگ ہی کی سی ہو اور پھر باوصف ان باتوں کے ٹھنڈی ہو جا۔ فوراً آگ ٹھنڈی ہو گئی اور ایسی ٹھنڈی ہوئی کہ سردی کی وجہ سے کانپنے لگے، اس وقت حکم ہوا! سَلٰمًا ایسی ٹھنڈی نہ ہو جس سے ہمارے خلیل کو تکلیف پہنچے بلکہ سلامتی والی ہو جا۔

110- ایک مجلس میں فرمایا: شیونات کی ایسی مثال ہے کہ جیسے بادشاہ اپنے مختلف محکموں کی مدات کے علیحدہ علیحدہ نام رکھ دے، درحقیقت محکمہ جات کوئی چیز نہیں، وہ تمام محکمہ جات اور ان کی مدات

---

[1] عرش کے اردگرد والے پہرے دار ملائکہ وغیرہ۔ ۱۲

[2] قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ (سورۃ الانبیاء آیت:۶۹)

Marfat.com

بادشاہ کی مختلف قوتوں کے نام ہیں۔ جیسا کہ بادشاہ نے وزیر مال وزیرِ جنگ، وزیر خارجہ وغیرہ وغیرہ نام رکھ دیے ہیں، حقیقت میں یہ وزیر بذات خود کوئی چیز نہیں، بلکہ بادشاہ نے اپنی ایک قوت ایک شخص پر ڈال کر اس کا نام وزیرِ مال رکھ دیا اور دوسرے پر دوسری قوت فائض کر کے اس کا نام وزیرِ جنگ رکھ دیا علیٰ ھذا القیاس۔ تو دراصل یہ بادشاہ کی مختلف شیون ہیں جو اس طریقے سے ظہور میں آئی ہیں۔ اسی طرح حروفِ مقطعات ان شیونات کے نام ہیں اور ان کا تعلق تدبیر سلطنت سے ہے اور وہی شان بادشاہ کے سامنے دست بستہ کھڑی ہو کر اظہارِ عبودیت کرتی ہے اور بادشاہ کی طرف سے معلوم ہوتا ہے کہ تجھ کو یہ اختیارات اس منصب کے متعلق دیے گئے ہیں۔ پھر فرمایا: حکومت دو قسم کی ہوتی ہے۔ حکومت قہری اور حکومت ارادی۔ حکومت قہری صرف بادشاہوں کے واسطے ہے اور ارادی انبیاء علیہم السلام کے واسطے ہے۔

111- غوث الثقلین بالاصل حضرت پیران پیر ہی ہیں کیونکہ ثقلین کے معنی جن وانس پروارد ہیں، حضرت غوث الاعظم نے فرمایا: ''مجھے نبوت وفتوت ہر دو کے کمالات (فیوضات) حاصل ہیں۔''

112- حکومت ارادی قلوب پر اور حکومت قہری باقی اجسام پر ہوتی ہے۔ ارادی کی کوئی مخالفت نہیں کر سکتا کیونکہ وہ قلوب پر ہوتی ہے اور حکومت قہری دلوں پر نہیں ہوتی اجسام پر ضرور ہوتی ہے۔

113- نسبت طویل قلندروں کے لیے بہتر ہے اور عریض صاحبِ تلقین کے لیے، اگر طویل وعریض ہر دو نسبتیں ہوں تو یہ بڑی نعمتِ عظمیٰ ہے۔ یہ سالک مجذوب کا مقام ہے۔

114- فرمایا: ایک بار حضرت شاہ صاحب کسی مقام میں پہنچ کر بحالتِ سکر بیٹھے تھے کہ ایک صاحبِ حال شخص آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ آپ کا نام جو توکل شاہ ہے آپ کا توکل کس طور پر ہے؟ آپ نے فرمایا: جس طرح بچہ باپ کی گود میں بیٹھ کر تمام افکار سے بے فکر ہو جاتا ہے۔

115- فرمایا: ایک لمحہ کا فکر ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ اس سے مراد فکر مراقبہ ہے پھر موج میں

Marfat.com

آکر فرمایا:

بھلی ہیر ڈھونڈیندی بیلے

رانجھن یار بغل وچ کھیلے

پھر فرمایا: جل میں مَیں پیاسی سادھو۔ جل میں مَیں پیاسی۔

پھر فرمایا: حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَلَدَنِي الصِّدِّيْقُ مَرَّتَيْنِ۔ ◊

درحقیقت ولادت اصلی یہی ہے پھر فرمایا: موت کے ڈر کی وجہ سے خیال ہوتا ہے ورنہ جلد طالبین کو ان کے مناسب حال و استعداد کے مطابق چڑھا دیا جائے۔

116- (صوفی محمد صادق الاسلام صاحب) نے سوال کیا کہ وہ جو حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ نماز میں تھے کہ شیطان آپ کے سامنے آیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے باندھ دیا پھر فرمایا: اگر میرے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو میں اس کو ابدالآباد کے لیے قید کر دیتا۔ چونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ویسے ہی سید السلاطین بھی ہیں، اس لیے یہ حدیث بظاہر اس عقیدہ کے خلاف معلوم ہوتی ہے۔ فرمایا قرآن شریف میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا کے الفاظ بھی ہیں۔ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ: (سورۃ ص آیت: ۳۵) میں ایک لطیف اشارہ ہے اور اصل بات یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت جنوں اور شیطانوں، آدمیوں، سباع و بہائم اور طیور تک محدود تھی۔ برخلاف اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سلطنت ان سب کے علاوہ

◊ مکاشفات عینیہ ص ۱۹ از مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ۔

تاریخ الاسلام علامہ ذہبی: حرف الجیم، ج: ۳، ص: ۵۲۔

Marfat.com

ملائکہ، حجر، شجر زمین وآسمان عرش سے فرش تک تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگر اس لحاظ سے کہ میرے بھائی کی توہین نہ ہو اور اس کو چھوڑ دینے سے ہماری سلطنت پر کوئی نقص بھی نہیں ہوتا، اس کو چھوڑ دیا تو اس میں کوئی قباحت یا کسرِ شان وارد نہیں ہوتی بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تحمل اور وقار، حوصلہ بہت بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ **فافھم**

117- حضرت شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: ''دنیا دار مالدار کا منہ جو کوئی محبت کے ساتھ دیکھے اس کا آدھا ایمان ضائع ہو جاتا ہے۔''

118- فقیر کا شغل سب شغلوں سے اچھا ہے۔ علم ظاہری کا شغل بھی اگر وہ فساد جھگڑوں سے پاک ہو تو بہتر ہے۔

119- فقیر کے دروازہ پر دنیا دار کا آنا اچھا نہیں لیکن اولیاء اللہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوتے ہیں ان سے کافر بھی فیض پاتے ہیں کفر میں[1] عالم فیض پاتے ہیں علم میں۔ دنیا دار دنیا میں؛ کیونکہ قطبِ وقت ہوتے ہیں۔

120- ایک شخص نے دعا مانگی کہ اے خدا مجھ پر اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحم فرما۔۔۔۔۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتنا سن کر فرمایا: افسوس تو رحمتِ الٰہی کو محدود کرتا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: رحمتِ الٰہی کو محدود کرنے سے لوگوں کا کوئی نقصان نہیں لیکن کہنے والے کے واسطے گھاٹے کا باعث ہے۔

121- عالم گیر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک درویش کی قبر کو جو پہلے انبیاء کی امت میں سے تھا اس واسطے اکھیڑ دیا کہ اس کا رخ بدلا ہوا تھا، جب اکھیڑا اور عالم گیر نے درست کرنا چاہا تو فقیر کے پاؤں پھر اسی طرف ہو گئے، عالم گیر نے درویش کی قبر پر ہاتھ مار کر کہا کہ جانتا نہیں کہ ہم محمدی ہیں قبر فوراً

---

[1] یعنی کافر صرف دنیاوی اغراض و مقاصد کے حصول کے لیے دعا وغیرہ کرواتے ہیں۔ ۱۲

Marfat.com

سیدھی ہوگئی۔ فرمایا "عالمگیر کا" اور دوسرے فقیروں کا یہ حال ہے کہ عروج میں فیضان نہیں ہوتا، نزول میں فیضان عام طبیعتوں کو محسوس ہوتا ہے۔ لیکن عالمگیر میں یہ حالتیں ایک وقت میں ہوتی ہیں پھر بندہ نے عرض کیا کہ حضور! بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ایک ساعت کا فکر ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ یہ بہتری کس حیثیت سے ہے؟ فرمایا وصول الی اللہ کی حیثیت سے کیونکہ اصل مقصود عبادات اور ریاضات سے وصول الی اللہ ہے۔ اور عبادت بھی ایک قسم کا ذکر ہی ہے اور ذکر میں خدا تعالیٰ کے اور بندہ کے درمیان دو واسطے پیدا ہوتے ہیں کیونکہ ذکر میں تین چیزیں ہیں ایک ذکر دوسرا مفہوم تیسرا مصداق۔ ذکر میں ایک قسم کی جدائی ہوتی ہے پھر مفہوم کے واسطہ سے مصداق تک پہنچنا ہوتا ہے اور فکر میں صرف مصداق ہی مصداق کا خیال ہوتا ہے مفہوم اور فکر کا واسطہ نہیں ہوتا، اس حیثیت سے فکر ذکر سے بہتر ہوتا ہے۔

-122 فرمایا: خواجہ قطب الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ دونوں اکٹھے تشریف فرما تھے اور بابا فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہوئے تو آپ نے پہلے اپنے پیر کی تعظیم کی تو معاً خواجہ قطب الدین صاحب کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا غیرت پیر نہ ہو جائے تو خواجہ اجمیری نے خواجہ کاکی کو فرمایا کہ مبارک ہو جس شہباز کی بشارت دی گئی تھی وہ یہی ہیں اور خود ہی بابا صاحب کے پاس آکر فرمایا شاباش مفت نعمت لوٹنے کی یہی باتیں ہیں۔ پیر سے ایسا ہی عقیدہ چاہیے اور خواجہ قطب الدین صاحب نے فرمایا کہ میرا ادب و تعظیم تم پر ہے اور تمہارا ان پر۔

-123 دانا وہ ہوتا ہے جو کہ خیر الخیر اور شر الشر میں تمیز کرے جب دیکھے کہ دو نیکیاں درپیش ہیں تو دانا وہ ہے جو پہلے بڑی نیکی کرلے اور جب دیکھے کہ دو برائیاں ہونے والی ہیں تو چھوٹی سے چھوٹی برائی سے بھی بچے۔

Marfat.com

124- ہر کلام کی تاثیر دریافت کرنی چاہیے کہ اسکا کیا اثر ہے؟ کیونکہ ہر کلام کے ذریعے دیدار الگ ہے کیونکہ اسمائے الٰہی مظہرِ ذات ہیں۔ جس اسم کی طرف متوجہ ہو کر فیض لینا شروع کرو گے جب اس اسم کے فیض سے قلب رنگین ہوگا تو اسی کلام کے اندر دیدار ہوگا۔

125- مجاہدہ کی فضیلت ہے بے محنت لینے پر۔

126- کمال فقیر کا یہ ہے کہ مشغولی کامل ہو۔

127- حُبّ کے معنے ہیں انقطاع عن ماسوی اللہ۔

128- صحو کو ترجیح ہے سکر پر۔

129- کامل فقیر اور کامل نبی کی یہ شناخت ہے کہ ہر ادنیٰ اعلیٰ کی زبان پر اس کا نام جاری ہو۔

130- وہ جو حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمیشہ ظہر کے بعد تپ ہو جاتا تھا اور ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے ''اِنَّمَا الْحُمّٰی مِنْ فَیْحِ جَھَنَّمْ ''[1] تو دراصل تپ نہ ہوتا تھا۔ بلکہ فیضان کا غلبہ ہوتا تھا۔

131- شیطان بزرگوں کو وسوسے اس لیے نہیں دیتا کہ عبادت کم کریں بلکہ زیادہ عبادت کرانے کے وسوسے دیا کرتا ہے؟ چنانچہ کسی شیطان نے ایک روز کسی بزرگ کی نماز قضا کرائی انہوں نے منت وزاری کی اور استغفار۔ اللہ تعالیٰ نے قصور معاف کر کے اور کئی حصہ زیادہ ثواب عطا فرمایا تو دوسرے بڑے شیطانوں نے اس کو زجر و توبیخ کی کہ آئندہ ایسا نہ کرنا۔

---

[1] مشکوۃ المصابیح: تالیف: الشیخ العلامۃ ولی الدین۔ ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزی، تحقیق، الشیخ جمال عیتانی، الجلد ۳، حدیث رقم ۴۵۲۵، صفحہ ۴۳ کتاب الطب و الرقی، الفصل الاول الحمّی من فیحِ جھنّم، فابردوھا بالماءِ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا منشورات محمد علی بیضون دار الکتب العلمیۃ، بیروت لبنان الطبعۃ الاولی ۲۰۰۲ء، ۱۴۲۴ھ۔

Marfat.com

ابلیس کے گمراہ کرنے کے آلات

۱- غفلت: یہ اس کی تلوار ہے۔

۲- شہوت: یہ اس کا تیر ہے۔

۳- ریاست: یہ اس کا قلعہ ہے۔

۴- جہل: یہ اُس کی سواری ہے۔

۵- لہو ولعب: (شراب اور فضول قصے کہانیاں) یہ اُس کے ہتھیار ہیں۔

۶- عورتیں: یہ اُس کا گروہ ہیں اس سے زبردست ہتھیار اُس کا اور کوئی نہیں۔

ابلیس کے حملہ کرنے کے اوقات

۱- رات کا وقت

۲- غصہ کا وقت

۳- تہمت کا وقت

۴- جھگڑے کا وقت

132- ایک درویش نے دعا کی کہ خداوندا! ایسا دیدار نہ دینا کہ ایک کوٹھے میں بہت سے لوگ ہوں اور وہاں مشاہدہ ہو۔ بلکہ میں ہوں اور تو ہو اور میرے تیرے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں۔

133- ایک بار قبلہ عالم حضرت شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ دعا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ

Marfat.com

قَلْبِی نُوْرًا اِلٰی اٰخِرِہٖ[1] میں دیدار کے وقت کی دعا ہے۔

134- حضرت قبلہ عالم شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ مالِ حلال اور مالِ حرام کو فوراً پہچان لیتے تھے۔ اگر حلال ہوتا تو لے لیا کرتے اور حرام کی طرف ہاتھ ہی نہ بڑھاتے اور انکار فرما دیتے جب کوئی اصرار کرتا تو اشارے سے روک دیتے اور اگر کوئی اور شخص عرض کرتا تو اشارے سے روک دیتے اگر کوئی دوسرا شخص عرض کرتا کہ اس سے لے کر کسی اور کو دے دیں تو حضور کو ثواب ہوگا تو فرما دیتے کہ حرام مال کا مِلک کرنا بھی بہت بُرا ہے۔

[1] صحیح البخاری: للامام اَبی عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری الجعفی رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۴-۲۰۶) دار السلام للنشر والتوزیع الریاض ذوالحجۃ ۱۴۱۹۔ مارس ۱۹۹۹۔ کتاب الدعوات۔ بابُ الدعاء إذا انْتَبَہَ مِنَ اللَّیل رقم حدیث ۶۳۱۶۔

Marfat.com

معمولات

یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ یہ سلسلہ نقشبندیہ، قادریہ ہر دو نسبتوں سے مرکب ہے یعنی ہر دو نسبتوں کا ایک نفیس اور عمدہ امتزاج ہے۔ امتزاج سے یہ نہ سمجھا جائے کہ ہر دو نسبتیں مل کر آپس میں خلط ملط ہو جاتی ہیں۔ مگر ہر نسبت اپنا الگ اثر اور الگ ذوق رکھتی ہے۔

بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیٰنِ ○ (سورۃ الرحمٰن آیت: ۲۰)

البتہ تمیز نسبت کے لیے خاص ذوقِ لطیف کی ضرورت ہے لہٰذا معمولات میں اسی مرکب اور امتزاج کی جھلک ہوگی۔ اور وہی رنگ ہوگا اور ایسا ہونا بھی فطری امر ہے کیونکہ امتزاج کا یہی خاصہ ہے اور ایسے معمولات جن کی ترکیب بیان نہ ہوگی اور صرف ان کا نام ہوگا۔ ان کی پوری تفصیل ذکرِ خیر اور خیر الخیر میں موجود ہے۔ اگر طالب چاہے تو ان کا مطالعہ کرے یہاں کسی قدر اختصار مطلوب ہے۔

طریقۂ نقشبندیہ و قادریہ کے مرکب ہونے کا بیان:

یہ جو اوپر تحریر کیا گیا ہے کہ یہ طریقہ نقشبندیہ اور قادریہ دونوں سے مرکب ہے اس کا ثبوت یہ ہے کہ مولانا بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ الاقدس کتاب حضرات القدس میں خود حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی تحریر فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ صبح کے حلقہ میں معہ یاراں مراقب بیٹھے تھے کہ حضرت شاہ سکندر نبیرۂ حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہما تشریف لائے اور ایک خرقہ آپ کے دوش پر ڈال دیا۔ حضرت نے جو آنکھ کھولی دیکھا کہ شاہ سکندر (رحمۃ اللہ علیہ) ہیں جلدی سے اٹھے اور بتواضع معانقہ کیا۔ حضرت شاہ سکندر نے فرمایا کہ میرے جدِ امجد

Marfat.com

نے اپنے وصال کے نزدیک یہ جبہ جو کہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے پشت بہ پشت ہمارے یہاں چلا آیا ہے میرے سپرد کر کے فرمایا تھا کہ اس کو اپنے پاس رکھو جس کو میں کہوں گا اس کے حوالے کر دینا۔ اب چند مرتبہ مجھ سے حضرت جد امجد نے آپ کے حوالے کرنے کے واسطے واقعہ میں فرمایا۔ لیکن مجھ پر اس تبرک کا علیحدہ کرنا سخت شاق تھا۔ مگر چونکہ اب تاکید بہ تہدید تھی چاروناچار لے آیا ہوں۔ چنانچہ حضرت امام ربانی وہ خرقہ پہن کر خلوت میں تشریف لے گئے۔ وہاں آپ کے دل میں خیال گزرا کہ مشائخ کے بھی عجیب معمول ہیں کہ جس کو جامہ پہنا دیا وہی خلیفہ بن گیا۔ ورنہ چاہیے تھا کہ پہلے خلعت معنوی پہنائیں بعد ازاں اپنا خلیفہ بنائیں۔ بمجرد اس خیال کے حضرت غوث الثقلین شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ مع تمامی خلفاء کے تا حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس اللہ اسرارہم تشریف لائے اور میرے معاملے میں تصرف فرمایا اور میرے دل کو اپنے تصرف میں لیا اور اپنی خاص نسبتوں کے اسرار و انوار عطا فرمائے اور میں دریائے انوار میں غرق ہو کر اس سمندر میں غواصی کرنے لگا۔ اس وقت آپ کے دل میں خیال گزرا کہ مَیں نقشبندیوں کا پرورش یافتہ ہوں اور یہاں یہ معاملہ گزرا۔ اس خیال کے آتے ہی میں نے دیکھا کہ سلسلہ نقشبندیہ کے مشائخ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی سے لے کر تا حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سب تشریف لائے۔ حضرت خواجہ محمد بہاؤالدین شاہِ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ اکابر نقشبندیہ نے فرمایا کہ شیخ احمد (رحمۃ اللہ علیہ) ہماری تربیت سے کمال و تکمیل کو پہنچے آپ کو ان سے کیا واسطہ؟ اکابر قادریہ نے فرمایا کہ انہوں نے اوّل چاشنی ہمارے خوان سے کھائی ہے اور یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایام شیر خوارگی میں تشریف لائے تھے اور حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت بیمار تھے اور حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زبان مبارک حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے دہن مبارک میں دے دی جس کو آپ نے بڑی دیر تک چوسا اور شفایاب ہو گئے اور ابھی خرقہ بھی ہمارا ہی پہنا ہے۔ ابھی یہی بحث ہو رہی تھی کہ

Marfat.com

حضراتِ چشتیہ، کبرویہ سہروردیہ بھی تشریف لائے اور کہا کہ ان کے ہم بھی دعوے دار ہیں۔ (کیونکہ ان خاندانوں کی خلافت حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کو قبل بیعت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والدِ بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ سے مل چکی تھی) حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس وقت ارواح اولیاء اللہ اس قدر جمع ہوئیں کہ تمام مکان وگلی کوچہ ودشت وصحرا بھر گیا اور مناظرہ کو صبح سے ظہر کا وقت ہو گیا کہ اسی اثناء میں جناب رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہوئے اور بکمالِ کرم ونوازش سب کی تسلی ودلاسا فرما کر ارشاد فرمایا کہ چونکہ شیخ احمد کی تکمیل طریقہ نقشبندیہ میں ہوئی ہے اس واسطے اس کی ترویج کریں اور باقی دیگر سلاسل کی نسبت بھی القاء کریں کہ ان کا حق بھی ثابت ہے اور اسی پر فاتحہ خیر پڑھا گیا اور سب رخصت ہوئے۔

حب الوطن من الایمان

الحدیث

Marfat.com

طریقۂ بیعت

بیعت کرنے کے طریقے صوفیائے کرام کے مختلف ہیں مگر آپ کا معمول تھا کہ طالب جب حاضر ہوتا تو خود بھی وضو فرماتے اور اس کو بھی وضو کا حکم دیتے۔ خود بھی دوزانو بیٹھتے اور طالب بھی دوزانو ہو کر سامنے بیٹھ جاتا اور طالب کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑتے گویا صورت مصافحہ کی ہو جاتی۔ اس وقت آپ طالب سے مخاطب ہو کر فرماتے کہ کہہ توبہ ہے میری سب ظاہری باطنی گناہوں سے اور پھر استغفار بایں الفاظ کہلواتے:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ ط

پھر کلمہ شہادت پڑھاتے:

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ط

پھر فرماتے یہ بیعت خاندان نقشبندی مجددی توکلی میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے منظور ہے۔ تین بار یوں ہی دہراتے۔ البتہ تیسری بار بجائے کلمہ شہادت کے کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھا کر طریقہ قبول کراتے۔ پھر ہاتھ پکڑے رکھتے اور خاموش زبان سے الحمد شریف ایک بار، سورۂ اخلاص ۳ بار اور الٓمّٓ سے مُفْلِحُوْنَ تک پھر آیۃ

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ؕ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا یَنْكُثُ عَلٰی نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰهَدَ عَلَیْهُ اللّٰهَ فَسَیُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ (سورۃ الفتح آیت:۱۰)

یہ سب ایک بار پڑھ کر طالب کے قلب اور منہ کی طرف پھونک دیتے اور ہاتھ چھوڑ دیتے اور

Marfat.com

از قسم شیرینی جو حاضر ہوتی اس میں سے تھوڑی سی لے کر اس پر صلی اللہ علیہ وسلم تین بار اور سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ ۝ (سورۃ یٰس آیت:۵۸) تین مرتبہ پڑھ کر دم فرماتے اور طالب کو اپنے ہاتھ سے کھلا دیتے، تین بار ایسا ہی کرتے اگر طالب عورت ہوتی تو اس کے لیے پردے کا انتظام ہوتا اور اپنے رومال کا دامن پکڑ کر اسے اسی طرح سے بیعت فرماتے اور شیرینی دم کر کے خود کھا لیتے اور پھر تلقین فرماتے۔ اگر بیعت کے وقت ہجوم ہوتا تو اپنی چادر یا عمامہ دور تک پھیلا دیتے اور طالبین سے فرماتے کہ سب پکڑ لو اور سب کو ایک بار توبہ استغفار بطریق مذکور تلقین کرا دیتے۔ سب سے بڑی احتیاط یہ ہوتی جو آج اس زمانہ میں مفقود ہوتی جا رہی ہے کہ مردوں عورتوں کا اختلاط ہرگز برداشت نہ کرتے اور یہاں تک احتیاط فرماتے کہ عورت کو بیعت کرتے وقت اس کے کسی محرم کو پاس کھڑا کر لیتے تا کہ کوئی فتنہ پیدا نہ ہو۔ آج اس معاملہ میں احتیاط نہیں کی جا رہی اور حقیقت یہ ہے کہ علماء اور مشائخ کے لیے دو چیزیں سخت مہلک ہیں عورتوں سے اختلاط اور چرب و شیریں لقموں کی تلاش اور اگر مل جائیں تو اس پر ٹوٹ پڑنا۔ ان حضرات میں سے جب کوئی اپنے مقام سے گرا ہے تو انہی میں سے کوئی ایک سبب بنا ہے جو صوفی اور عالم سلاطین کے تاج و تخت کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا کرتے تھے وہ آج چائے اور روٹی کے ٹکڑوں پر بک رہے ہیں اور پھر پوچھتے ہیں کیا بات ہے کہ آج صوفیاء۔۔۔۔۔۔ اور علماء کا وقار کیوں قائم نہیں رہا۔

رہی خودی تو شاہی، نہ رہی تو روسیاہی

محض عمدہ لمبے جبوں اور لچھے دار تقریروں سے قومی مزاج درست نہیں ہوا کرتا۔ ایسی تقریروں کا اثر وقتی ہوتا ہے۔ کوئی دعوت اگر صرف لفظی ہو اور اس کے ساتھ اخلاقی زور نہ ہو تو وہ کیسی ہی زرّیں کیوں نہ ہو اور تھوڑی دیر کے لیے کتنا ہی سحر کیوں نہ طاری کر دے۔ آخر دھویں کے مرغولوں کی طرح فضا میں تحلیل ہو جاتی ہے۔ محض زبان ہی انقلاب پیدا نہیں کر سکتی۔ الفاظ جب ہی مؤثر ہوتے ہیں جب کہ ان کے اندر عمل کے معنی بھی ہوں۔ زبان کا جادو صابن کی طرح خوشنما جھاگ اور رنگین بلبلے تو پیدا کر

Marfat.com

سکتا ہے مگر یہ بلبلے کسی تودہ کو اپنی جگہ سے نہیں ہلا سکتے اور ساتھ کے ساتھ ہی مٹتے چلے جاتے ہیں۔ دلیل جب کردار کے ساتھ آئے تو انسانیت اس سے متاثر ہوا کرتی ہے۔ اخلاقی طاقت ہی کسی دعوت میں اثر بھرتی ہے۔ عمل کی شہادت کے بغیر زبان کی شہادت بیکار ثابت ہوتی ہے۔

دامن آلودہ اگر خود ہمہ حکمت گوید
بسخن گفتنِ زیبائش بداں بہ نشوند
وانکہ پاکیزہ دل است از بنشیند خاموش
ہمہ از سیرت صافیش نصیحت شنوند

ترجمہ: ''گناہ میں مبتلا شخص اگر حکمت کی بات بھی کرے تو اس کی کوئی نہیں سنتا اور نیک سیرت اگر خاموش بھی بیٹھا رہے تو لوگ اس سے نصیحت حاصل کرتے رہتے ہیں۔''

کردار کی طاقت نے ہی صوفیاء اور علماء کو اس مقام پر پہنچایا تھا کہ اس خاک نشین گروہ کی عظمت وہیبت سے سلاطین دنیا کے تاج وتخت لرز جاتے تھے۔ درویش کی جھونپڑی کو وہ عظمت نصیب ہوئی جو دارا اور سکندر کے تاج کو نہ ہو سکی۔ کردار ختم ہوا تو عظمت بھی ساتھ ہی رخصت ہوئی۔

تیرے اک نہ ہونے سے ساقیا نہ وہ دَور ہے نہ وہ جام ہے
نہ وہ صبح اب میری صبح ہے نہ وہ شام اب میری شام ہے

ان کی اخلاقی جیت کا آج بھی یہ حال ہے کہ لاکھوں دل ان کی عظمت سے مسخر ہیں اور لاکھوں سر ان کے نقشِ کفِ پا پر جھکنے کو فخر سمجھتے ہیں۔

Marfat.com

بیعت کے بعد عام طریقۂ تلقین

بائیں پستان سے دو انگل جانبِ بغل قلب پر انگشت شہادت رکھ کر فرماتے اللہ، اللہ، اللہ اور پھر انگلی اٹھا لیتے اور یہ وظائف تلقین کرتے۔ ہر نماز کے بعد ایک تسبیح آیت کریمہ:

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝

(سورۃ الانبیاء، آیت: ۸۷)

اور بعد نماز عشاء گیارہ تسبیح درود شریف صلی اللہ علیہ وسلم اس ترکیب کے ساتھ کہ باوضو دوزانو قبلہ رو بیٹھے اور یہ دھیان رکھے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے روضہ مبارک کے سامنے بیٹھا ہوں اور میرا درود شریف خود رسول اللہ ﷺ سن رہے ہیں اور آپ ﷺ کے قلب مبارک سے میرے قلب میں زرد رنگ کا نور آ رہا ہے۔ اس کے بعد شریعت کے خلاف باتوں سے بچنے کی تاکید فرماتے۔ اسمِ ذات ''اللہ'' کبھی تو اسی وقت فرما دیتے اور بعض طالبین کو صرف پہلے وظائف پر ہی اکتفا فرماتے۔ یہ آپ کی تعلیم حکمتِ اصلاح پر موقوف تھی۔

طریقۂ خاص:

اگر کسی طالب کی صلاحیت واستعداد عمدہ اور اعلیٰ دیکھتے تو پھر اس کو سلوک نقشبندیہ مجددیہ کی باقاعدہ تعلیم شروع کرا دیتے اور اس کا طریقہ یہ ہوتا کہ آپ اپنے بائیں ہاتھ کی دو انگلیاں طالب کے بائیں پستان کے نیچے پہلو کی طرف عرض میں رکھ کر اپنے دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی کا سران انگلیوں کے آگے ملا ہوا رکھ کر بتاتے کہ یہ قلب کا منہ ہے اور زبان سے یہ لفظ ادا کرتے اور مرید کو فرماتے کہ تم دل سے یہ الفاظ ادا کرنا۔ تین بار یوں ہی فرماتے اور پھر انگلی اٹھا لیتے۔ وہ الفاظِ نیت یہ ہیں

Marfat.com

اول لطیفہ قلب نور زرد زیرِ قدم حضرت آدم علیہ السلام، ذکر اسمِ ذات اللہ، اللہ، اللہ۔ پھر طالب کو ذکر قلبی کی تلقین کرتے۔ جس کی ترکیب یہ بیان فرماتے کہ ذکر کے وقت زبان تالو سے لگائے اور اپنے خیال کو قلب پر رکھ کر ذکر اثبات مجرّد یعنی صرف اللہ کا ذکر کرے۔ کسی کو حبس دم کے ساتھ اور کسی کو بغیر حبس دم کھلا تلقین فرماتے۔ اور اس ذکر کی اتنی کثرت کی تلقین فرماتے کہ طالب مولا کو یہ ذکر دل میں محسوس ہونے لگے۔ ایک ہزار کی تعداد سے شروع کراتے۔ پانچ ہزار، سات ہزار، دس ہزار، پندرہ ہزار آخر چوبیس ہزار تک جیسا کہ مناسب سمجھتے حکم فرماتے۔ ذکر واذکار میں طالب کی ہمت اور طاقت، جوانی اور بڑھاپے کا بہت زیادہ خیال رکھتے۔ حبس دم سے اگر ذکر کا حکم فرماتے تو اس کی ترکیب یہ ہوتی کہ جب سانس باہر نکالے تو منہ سے نہ نکالے بلکہ ناک کے راستے نکالے۔ جب سانس نکال چکے تو یہ دعائیہ فقرے ادا کرے۔ ''خداوندا میرا مقصود تو اور تیری رضا ہے، اپنی محبت اور معرفت عطا فرما'' علاوہ ازیں اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ہر سانس کے ساتھ ذکرِ اسم ذات کی ہدایت کرتے اور فرماتے کہ خیال رکھا کرو کہ میرا قلب اللہ اللہ کر رہا ہے اور اکثر دیکھا گیا کہ فوراً اسی وقت اسمِ ذات قلب میں محسوس ہونے لگتا۔

ہر نماز کے بعد ایک تسبیح آیت کریمہ اور بعد نماز عشاء اوپر والا درود شریف۔ اسی طریقہ مذکورہ سے ارشاد فرماتے اور فرماتے کہ لطیفہ قلب اس درود شریف سے بہت جلد کھلتا ہے۔ ایسے سالک کو قلب پر توجہات کثیرہ لینے کی تاکید ہوتی اور ارشاد ہوتا کہ توجہات مرشد سے قلب بہت جلدی کھل کر ذاکر ہو جاتا ہے سو (100) چلہ مردِ کامل کی ایک توجہ کے برابر نہیں ہو سکتا۔ توجہ مرشد نہایت آسان اور قریب ترین راستہ ہے اور مضمون کو اس شعر سے ادا فرماتے۔ ؎

آنکہ بہ تبریز یافت یک نظر شمس دیں
سخرہ کند بر زہد و طعنہ زند بر چلہ

ترجمہ: مولانا روم فرماتے ہیں۔ ''تبریز میں مولانا شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کی ایک نظر سے

Marfat.com

میں نے جو کچھ پایا وہ زہد اور چلے کا مذاق اڑاتا ہے"

اسی مضمون کو کسی بزرگ نے پنجابی میں کیا ہی اچھا فرمایا ہے ؎

پنجاہ ہزار ورھے دا پینڈا اک قلب دا آہا

پر کامل مرشد ہکسے نظرے سارا طے کرایا

اور مرید کو چاہیے کہ پیشوا کی توجہ کا بہت شوق رکھے اور توجہ کے وقت کو غنیمت جانے۔ پھر لطیفہ روح کا سبق دیتے۔ وظائف اور توجہ کا وہی طریقہ ہوتا۔ البتہ درود شریف یہ بتلاتے:

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَا صَلَّى اللهُ عَلَى مُحَمَّدِ نِالنَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

پھر لطیفہ سر پر یہ درود شریف تلقین فرماتے صَلَّى اللهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَسَلَّمَ اور لطیفہ خفی پر بھی یہی درود شریف پڑھنے کو فرماتے۔ البتہ اس لطیفہ خفی پر ایک تسبیح يَا لَطِيْفُ اَدْرِكْنِيْ بِلُطْفِكَ الْخَفِيِّ پڑھنے کو فرماتے البتہ اس سے لطیفہ کو بہت فائدہ پہنچتا ہے۔ پھر لطیفہ اخفی کا سبق دیتے۔ اس لطیفہ کا تعلق براہِ راست ولایت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) سے ہے۔ اس لیے یہ تمام وظائف سے اعلیٰ ہے۔ اس لطیفہ پر اس درود شریف کی ایک تسبیح پڑھنے کا حکم فرماتے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ۔

لیکن لطائف جب کھل جاتے تو پھر وہی درود شریف صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ گیارہ تسبیح طالب کا معمول ہوتا۔ مندرجہ ذیل ہر دو درود شریف کے فضائل بہت فرمایا کرتے اور حاجات دینی و دنیوی کے واسطے بہت مفید فرمایا کرتے تھے اور فرماتے کہ اگلے مقامات والوں کے واسطے درود شریف بہت ہی افضل اور باعث برکات ہیں اور وہ درود شریف یہ ہیں:

۱- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ

Marfat.com

مَعْلُوْمٍ لَّكَ مِائَةَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّةٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ وَصَلِّ عَلَيْهِ۔

۲- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ وَبِعَدَدِ كُلِّ ذَرَّةٍ مِّائَةَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّةٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ وَصَلِّ عَلَيْهِ۔

پھر لطیفۂ نفس و لطیفۂ قلب کا سبق دیتے اور اس مقام پر ذکرِ نفی اثبات تلقین فرماتے۔ کسی کو جہر کے ساتھ اور کسی کو خفی کے ساتھ۔ پھر ولایت کبریٰ کا سبق دیتے اور اس پر مراقبہ کی نیت تلقین کرتے۔ یہاں بھی ذکرِ نفی اثبات بطریقہ ذکرِ تہلیلی کا حکم فرماتے اور اکثر حبسِ دم کے ساتھ یہاں سالک کی سیر قدمی ختم ہوجاتی ہے اور فناء کی حقیقت وارد ہوجاتی ہے اور اسرارِ معیت کا انکشاف ہوجاتا ہے۔ اس کے بعد سالک کی سیر نظری شروع ہوجاتی ہے جس کی کوئی انتہا نہیں اور سالک کا یہ سلوک حقائق انبیاء علیہم السلام اور حقائق الٰہیہ سے شروع کراتے۔ یہ اصل میں مراقبات ہیں اور ان کے باقاعدہ اسباق ہیں اور ان کی نیات ہیں۔ ان کے انوار و واردات ہیں اور اوراد و اشغال ہیں۔ دائرہ ولایت کبریٰ پر طالبین کو اسمائے سبعہ کی زکوٰۃ دلاتے اسمائے سبعہ یہ ہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ایک لاکھ بار، اسم دوم اسمِ ذات اللہ ایک لاکھ بار، اسم سوم حَیٌّ ایک لاکھ بار، اسمِ چہارم وَاحِدٌ ایک لاکھ بار، اسم پنجم عَزِیْزٌ ایک لاکھ بار، اسم ششم وَھَّابٌ ایک لاکھ بار، اسم ہفتم وَدُوْدٌ ایک لاکھ بار۔ اگر ضرورت سمجھتے تو کئی کئی زکوٰۃ دلاتے۔ اس کی باقاعدہ ترکیب مع توجہات ہے۔ کسی طالب کو درود کبریت احمر شریف کی اجازت فرماتے اور زکوٰۃ بھی دلواتے اور کسی کو درود مستغاث شریف کی اجازت فرماتے۔ کسی کسی کو حزب البحر کی اجازت بھی فرماتے۔ مسبّعات عشر کی اکثر طالبین کو اجازت دیتے اور ہر بار بسم اللہ شریف پڑھنے کی بالخصوص تاکید فرماتے۔ اور پڑھنے کے لیے یہ اوقات مقرر فرماتے۔ بعد نماز صبح طلوع آفتاب سے پہلے اور بعد نماز عصر غروب آفتاب سے پہلے۔ ان اوقات میں پڑھنے کا یہ نکتہ بیان فرماتے کہ یہ وقت تبادلۂ ملائکہ کا ہے۔ اس لیے

Marfat.com

اس کے ملائکہ عامل کے لیے نزول فرما کر شب و روز پہرہ دیتے ہیں۔ ایک بار حضور سیدوی رحمۃ اللہ علیہ نے مسبّعاتِ عشر کے فضائل و خواص بیان فرماتے ہوئے یہ واقعہ ارشاد فرمایا کہ ایک سوداگر جو اس ورد کا عامل تھا۔ گھوڑے پر سوار سفر کر رہا تھا۔ رات کو ایک جنگل میں قیام کیا۔ کچھ رات گزرے چور آیا اور گھوڑا کھول کر چلنے لگا کہ اچانک ایک جانب سے دس سوار تلواریں سونتے ہوئے آ پہنچے۔ چور کی گردن اڑا دی اور گھوڑا وہیں باندھ دیا۔ اتنے میں سوداگر کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک شخص مرا پڑا ہے اور دس مسلح شخص اس کے سر پر کھڑے پہرہ دے رہے ہیں۔ مگر ان کا حلیہ یہ ہے کہ گردن تک دھڑ تو موجود ہیں مگر سر ندارد۔ سوداگر یہ نقشہ دیکھ کر حیران ہوا اور پوچھا کہ تم کون ہو اور یہ بھید کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم مسبّعات عشر کے خادم ہیں اور تیری حفاظت ہمارے ذمہ ہے۔ یہ شخص تیرا گھوڑا چرا کر لے چلا تھا۔ ہم نے اسے قتل کیا اور تیرا گھوڑا بچا لیا۔ سوداگر نے پوچھا تمہارے جسم بغیر سر کے کیوں ہیں؟ انہوں نے کہا۔ چونکہ تم مسبّعاتِ عشر کے ساتھ باقاعدہ مجوزہ طریق پر بسم اللہ شریف نہیں پڑھتے۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے ہمارے اجسام پر سر نہیں پیدا کیے۔ اگر تم بسم اللہ شریف بھی پڑھتے تو جسموں پر سر بھی ہوتے۔

بایں وجہ آپ بسم اللہ شریف کی تاکید کیا کرتے۔ بعض طالبین کو دلائل الخیرات شریف کی بھی اجازت فرماتے۔

سورۂ اخلاص کے بے شمار فوائد بیان فرماتے۔ اور فرماتے جو شخص دس بار ہر نماز کے بعد پڑھے۔ علاوہ دیگر فوائد کے روزی کی تنگی دور ہو جاتی ہے۔ دوسرے سکرات موت کی تنگی نہیں ہوتی۔

اَللّٰہُ الصَّمَدُ کے بارہ میں ارشاد ہوتا کہ ہر قسم کی تنگی خصوصاً رزق کی تنگی کے لیے ایک عجیب نسخہ ہے۔ بہت کم کسی سے اس کی زکوٰۃ باقاعدہ دلاتے۔ ورنہ ویسے ہی بعد نماز عشاء گیارہ تسبیح پڑھنے کو ارشاد فرماتے اَللّٰہُ الصَّمَدُ کو دودھاری تلوار فرمایا کرتے۔

Marfat.com

آپ کے معمولاتِ خاصہ

اسمِ ذات بصورت حبس و بغیر حبس تا زندگی آپ کا معمول رہا۔ پانچ سو (500) دانہ کی تسبیح ہر وقت ہاتھ میں رہتی۔ زبان و قلب اسی ذکر میں مشغول رہتے۔ ایک بار کسی نے عرض کیا کہ فلاں بزرگ غالباً میاں خدا بخش صاحب المعروف جُھلی والے رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ہے کہ انہوں نے نو کروڑ بار اسمِ ذات پڑھا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ فقیر اکیس (21) کروڑ مرتبہ پڑھ چکا ہے۔ اسمائے سبعہ بعد از نماز تہجد تا صبح ایک اسم ایک لاکھ بار ہر روز کا معمول تھا اور یہ کبھی قضا نہیں ہوا۔ فرماتے ہیں یہ اسمائے سبعہ اللہ تعالیٰ کے سات خزانوں کی سات کنجیاں ہیں۔ بعد نماز صبح تلاوت قرآنِ پاک، دلائل الخیرات، مسبّعات عشر۔ پانچ تسبیح کلمہ تمجید اور ہر اُس سالک کو جو کسی مقام پر اٹک گیا ہو اسے بھی یہ پانچ تسبیح یا کم و بیش پڑھنے کو فرماتے۔

سورۂ اخلاص کی بارہ تسبیح، سلطان الاذکار، یہ معمول بہت عرصہ حضرت قبلہ عالم خواجہ توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ تربیت میں بھی اور بعد حیاتِ شیخ بھی آپ کا رہا۔ یہ شغل بہت ہی فوائد عظیمہ کا حامل ہے۔ حضور سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ اس شغل سے انسان مقامِ مشاہدہ سے وحدتِ شہود تک پہنچتا ہے۔ اگر خدا کے فضل سے یہ پورے طور پر حاصل ہو جائے۔ اس سے وصلِ عریانی حاصل ہو جاتا ہے۔ ابتداء میں یہ ذکر کسی کو نہ بتاتے بلکہ بہت مجاہدہ کے بعد کراتے۔ آپ یہ شغل اکثر پانی میں بیٹھ کر کرتے۔ پانی میں بیٹھ کر کرنے سے زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔ اگرچہ خشکی پر بھی آپ نے کیا ہے مگر بہت کم، پانی میں بیٹھ کر کرنے سے پانی گرم ہو جاتا اور بغیر پانی کے کرنا ہوتا تو سر پر مکھن کا ایک پیڑا رکھوا لیتے اور وہ مکھن چند منٹوں میں خشک ہو جاتا۔

Marfat.com

ذکر سُلطاناً محمودا:

یہ شغل بھی ولایت کبریٰ کے محل پر کیا جاتا ہے۔ اگر چہ بعض اولیاء نے اسے ولایت کبریٰ سے الگ لکھا ہے۔ لیکن فی الحقیقت الگ نہیں بلکہ اسی کی ایک شاخ ہے، وہ خاصہ سنّت نبوی ﷺ کہ آپ کو پیچھے کی چیزیں ایسی ہی نظر آتی تھیں جیسی آگے کی۔ یہ شغل اس سنّت نبوی کا حامل ہے۔ علاوہ ازیں اور عجائبات و کیفیات ہیں جو تحریر میں نہیں آسکتے تاکہ طالب اسی جگہ پھنس کر نہ بیٹھ رہے۔ کیونکہ آپ نے بعض طالبین کو جو اس جگہ توجہ دی تو ایسی گرفت ہوئی کہ یہ کہنے لگے کہ فقیری بس یہی ہے اور اسی پر راضی ہو گئے۔ آگے جانا نہیں چاہتے تھے، بڑی مشکل سے آگے سبق دے کر نکالا۔

ذکر سلطاناً نصیرا:

اس کے بعد اسی کی شاخ ذکر سلطاناً نصیرا ہے، یہ ذکر بھی ایک شغل کی صورت میں ہے، یہ بھی آپ کا معمول رہا۔ پھر آپ اس باب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ سب ذکراذکار اپنے اپنے مقام پر زور و شور کر کے رہ جاتے ہیں۔ پھر سوائے فکر کے کوئی چیز نہیں رہتی۔ اس وقت فقیر ذکر، شغل تسبیح سب دکھلاوے کے واسطے کرتا ہے جو عین خلوص بے ریاء ہے۔ کیونکہ یہی ذریعہ وصلِ الٰہی کا ہوا ہے، اسی سے مولا ملا۔ اب اس کو طالب سیکھیں اور مولیٰ سے واصل ہوں۔ اسی واسطے کسی بزرگ نے فرمایا ہے۔

تسبیح مالا رہ گئی ان حد بھی رہ جائے
پر سرت سہاگن نہ مرے جو تن من میں رہے سمائے

سُرت کہتے ہیں فکر کو۔ اس مقام پر یہ فکر سہاگن ہو جاتی ہیں۔ سہاگن کہتے ہیں خاوند والی عورت کو۔ گویا سب تعلق ٹوٹ کر خدا کے ساتھ ایسا گہرا اور شدید تعلق ہو جاتا ہے کہ خدا اور بندے کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں رہتی۔ عبد معبود کے مشاہدہ میں مستغرق ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

رانجھے وچہ سما محمد چھٹی ہیر جنجالوں

لیکن اخیر میں اب آپ کے یہ اشغال نہ رہے تھے اور نہ ہی اب ان کی ضرورت رہی۔

سرمدِ غمِ عشق بو الہوس را ندہند

سوزو دل پروانہ مگس را ندہند

ترجمہ: ''غم عشق کا راز لالچی کو نہیں دیتے، سوز اور پروانے کا دل مکھی کو نہیں دیتے۔''

خیر الخیر میں آپ کا ارشاد ہے کہ اکابر نقشبندیہ ہر رطب و یابس کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ اور اشکالِ غیبی اور صورتوں کی طرف رخ نہیں کرتے اور کشف و انوار کا اعتبار نہیں کرتے۔ طالب مولا کو صرف چار چیزوں سے رغبت ہونی چاہیے۔ اور یہ چار چیزیں سلسلہ نقشبندیہ میں اصل مانی جاتی ہیں۔ اگر یہ ہو گئیں تو سب کچھ ہو گیا ورنہ کچھ بھی نہیں اور وہ چار چیزیں یہ ہیں:

۱- جمعیت

۲- جذبہ

۳- حضور

۴- واردات

اس لیے یہ اشغال وغیرہ مقصود نہیں ہیں بلکہ صرف وسیلہ کا درجہ رکھتے ہیں اگر حاصل ہوں تو زہے نصیب، ورنہ پریشان خاطر اور محرومی کا گلہ نہ کرنا چاہیے اور ان مجاہدات و اشغال کو دیکھ کر ہمت نہ ہارنی چاہیے۔ اصل مقصود جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے وہ پھر بھی حاصل ہو جاتا ہے کیونکہ اَلطَّرِیْقُ اِلَی اللہِ کَعَدَدِ الْاَنْفَاسِ یعنی اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے طریقے اتنے ہی ہیں جتنی اللہ کی مخلوق ہے۔

بعد نماز مغرب حلقۂ توجہ منعقد ہوتا۔ عشاء کی نماز عموماً نصف شب کے قریب ادا فرماتے۔ کیونکہ مغرب کے بعد اکثر آپ رحمۃ اللہ علیہ بے ہوش ہو جاتے۔

Marfat.com

بوجہ ریحی بواسیر کا عارضہ ہونے کے اور وضو نہ ٹھہرنے کے سبب نماز میں مختصر قرأت پسند فرماتے۔ نماز عموماً پیچھے پڑھتے۔ البتہ کبھی صبح کی نماز خود پڑھاتے اور اس میں سورۂ الشّمس ضرور پڑھتے۔ سورۂ شمس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بے حد محبت تھی۔ قرأت نہایت سادہ مگر رقت انگیز اور دلسوز ہوتی۔ مقتدیوں پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی۔

جمعۃ المبارک کے لیے خاص اہتمام ہوتا اور فرماتے جمعۃ المبارک کی تجلیات کا ورود جمعرات کی شام سے شروع ہو جاتا ہے۔

تعویذات سے آپ کو کوئی خاص دلچسپی نہ تھی۔ اگر کسی کو تعویذ دینے کی ضرورت پیش آتی تو کسی خادم کو فرماتے:

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ [1]

لکھ کر دے دو یا پھر یَاوَدُوْدُ کا تعویذ لکھ کر عنایت فرماتے۔ عموماً ہر کام کے لیے یہی معمول تھا۔ اور فرماتے کہ عملیات وغیرہ مقصود نہیں۔ صرف بھاڑے کے ٹٹوؤں کے لیے ہیں جو بغیر بھاڑے کے چلنے کو تیار نہیں ہوتے۔ تعویذات میں ایک خاص طریق کے پابند نہ تھے۔ بلکہ اس کے پابند بھی نہ تھے کہ ضرور کوئی آیت ہی لکھ کر دیں بلکہ بعض اوقات ایسا ہوتا کہ جو کچھ خیال شریف میں آتا لکھ دیتے اور

[1] جامع الترمذی، (السنن الترمذی) کتاب الدعوات ماجاء فی الدعاء اذا اصبح واذا امسٰی، رقم الحدیث ۳۳۸۸، دارالکتب العلمیہ بیروت، صفحہ ۷۸۰۔
سنن ابی داؤد کتاب الادب باب مایقول اذا اصبح، آفتاب عالم پریس لاہور، ۳۳۸/۲۔
سنن ابن ماجۃ ابواب الدعاء باب مایدعو بہ الرجل اذا اصبح، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، صفحہ ۲۸۴۔
مسند احمد بن حنبل عن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت، ۶۶/۱۔
کنز العمال رقم الحدیث ۳۴۸۹، ۳۴۹۷، ۳۵۸۵ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۳۷/۲، ۱۳۹، ۱۶۳۔

Marfat.com

کام ہو جاتا۔

چنانچہ ایک بار قصبہ راد ور ضلع کرنال میں ایک شخص حبیب احمد نامی حاضر ہوا۔ عرض کیا کہ میری بھاوج جو بیوہ ہے، مجھ سے نکاح نہیں کرتی۔ کوئی تعویذ دیجیے۔ آپ نے فرمایا۔ ایک کاغذ لاؤ۔ کاغذ پیش کیا گیا۔ پوچھا اس کا نام کیا ہے؟ عرض کیا حبیباً۔!

آپ نے اس پر تحریر فرمایا:

''اری حبیباً! تو حبیب سے نکاح کیوں نہیں کرتی''

اور کاغذ پھاڑ کر فرمایا کہ جاؤ! اس کو آگ میں جلا دو۔ کاغذ جلایا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ عورت آئی اور حضور قبلہ عالم کی خدمت میں عرض کیا کہ میرا نکاح اس سے کر دیجیے۔ چنانچہ آپ نے نکاح کر دیا۔

آپ کے تعویذات و معمولات غیر مطبوعہ صورت میں موجود ہیں۔ مگر ان کو طبع کرنے کی اجازت نہیں فرمائی۔

نوٹ:

تمام وہ لطائف واذکار اور اشغال جن کا اوپر صرف نام آیا ہے اور ان کی ترکیبیں نہیں بیان کی گئیں ان کی پوری پوری تفصیل کما حقہٗ، حضور قبلہ عالم کی تصنیف ''خیر الخیر'' میں موجود ہیں۔

Marfat.com

دلیل قبولیّت سلسلۂ محبوبیہ

برادر سلسلہ محمد سعید قانونگو شاہ آبادی نے بیان کیا کہ حضرت امام الطریقہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد میں سے میں ایک بزرگ حضرت شاہ رؤف احمد صاحب بڑے باخدا صاحبِ کمال تھے۔ ان کی بڑی شہرت تھی، ان کا معمول تھا کہ جو کوئی بھی ان سے ملاقات کو جاتا، خواہ کسی سلسلہ کا ہوتا اس کو ذکر اسم ذات وقوف عددی کے ساتھ بتا دیتے۔ کسی کو دو ہزار کسی کو تین ہزار اور چھ ہزار تو شاید ہی کسی کو بتاتے ہوں۔

ایک دفعہ حافظ احمد اسلام صاحب شاہ آبادی خلیفہ حضور قبلۂ عالم سیدوی رحمۃ اللہ علیہ ان کی زیارت کو چلے گئے۔ خلافِ معمول بجائے ذکر بتانے کے پوچھا کہ کیوں بھئی تم بھی کسی کے مرید ہو؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں! میں حضرت خواجہ توکل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم حضرت قبلہ خواجہ محبوب عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت وافادیت میں داخل ہوں۔ پھر پوچھا کچھ ذکر بھی کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں! چوبیس ہزار اسم ذات کیا کرتا ہوں۔ پھر پوچھا یوں کھلا ہی کرتے ہو یا وقوف عددی کے ساتھ؟ جس پر جواب دیا گیا کہ میں تو وقوفِ عددی کو نہیں جانتا۔ البتہ کھلا ذکر لسانی اسم ذات کر لیتا ہوں۔ یہ سن کر نہایت حیرت و استعجاب کے لہجے میں فرمایا۔ ارے میاں! اتنا ذکر تو ہم خود بھی نہیں کرتے۔ اتنا کہہ کر کچھ بتانے کا ارادہ کیا۔ مگر معاً بتاتے بتاتے پھر رک گئے اور آنکھیں بند کر کے بطورِ مراقبہ اپنے قلب کی طرف متوجہ ہو گئے۔ چند منٹ کے بعد ارشاد فرمایا۔ ارے میاں! تمہارے پیر تو نہایت زبردست مرد بلکہ کامل مرد ہیں۔ جس طرح انہوں نے فرمایا ہے بس اسی طرح کرتے رہو۔ ان کا مقابلہ کرنے یا بہتر تعلیم دینے کی ہم میں ہمت نہیں۔ مندرجہ بالا واقعہ ۳ مارچ ۱۹۱۷ء کا ہے۔

Marfat.com

نقل:

۵ شعبان المعظم ۱۳۳۵ھ بعد نماز مغرب تخلیہ میں ارشاد فرمایا کہ درویش کو چاہیے کہ اپنے حالات کو متقدمین اکابر اولیاء اللہ کے ساتھ ملاتا رہے اور جو حال اُن سے مل جائے اس کو درست سمجھے اور جس کی شہادت اگلے اکابر اولیاء اللہ سے نہ ملے اس کو نہ مانے اور صرف اپنے مکشوفات پر کبھی اعتماد نہ کرے۔ چنانچہ ایک بار ہمارے ساتھ یہ معاملہ پیش آیا کہ ایک روز ہمیں عروج ہوا اور ہماری روح نے ساقِ عرش کے نیچے جا سجدہ کیا۔ ذات پاک جل جلالہ کی حضوری ہوئی۔ ارشاد ہوا کہ ہمارے بندے ہم تم سے راضی ہو گئے۔ اگر تو نے اس واسطے عبادت کی ہے کہ تیرے واسطے جنت واجب اور دوزخ تم پر حرام کر دیا جائے۔ تو آ گاہ رہ! کہ ہم نے تیرے واسطے جنت واجب اور دوزخ کو حرام کر دیا۔ اور اگر مشاہدہ دیدار کے لیے تو نے عبادت کی ہے تو ہم تجھ سے راضی بھی ہو گئے اور تمام تکلیفات شرعیہ سے بھی تجھ کو آزاد کر دیا۔ تیری مرضی ہے خواہ عبادت کر یا نہ کر۔ جب تیری تمام آرزوئیں پوری ہو گئیں اور ہر طرح کی آزادی حاصل ہو چکی تو اب کس واسطے عبادت کرتا ہے؟ یہ ارشاد ربانی سنتے ہی ہم نے دوبارہ سجدۂ شکر ادا کیا۔ اور بے ساختہ ہمارے منہ سے نکلا (حالانکہ اس سے پہلے ہمارے ذہن میں کوئی تخیل موجود نہ تھا) کہ اے خداوند ارض و سماء محض حق عبودیت ادا کرنے کے لیے تیری عبادت کرتا ہوں۔ ورنہ تیرے انعام و اکرام تو بے انداز و بے کراں ہیں۔ معاً کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت پیر دستگیر قبلۂ عالم حبیب الرحمٰن سائیں توکل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ موجود ہیں اور میری پیٹھ ٹھونک کر فرماتے ہیں شاباش! ایسا ہی جواب چاہیے تھا۔ ھٰذا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ یہ ہے پیرانِ کامل کی اپنے مریدِ صادق سے معیت کی مثال۔

پھر اسی وقت حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی طرح تھپکی دے کر فرمایا ایسا ہی جواب چاہیے تھا، شاباش! مرحبا۔ جب ہمیں بھی اللہ جل جلالہ کی بارگاہِ اقدس سے یہ

Marfat.com

خطاب ہوا تھا تو ہم نے بھی یہی جواب دیا تھا:

اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا[1]

یہ ہے اتباع سنّت کی منفعت اور نورِ نبوی کی یک جہتی کا حال جو کہ مردانِ کامل سے حاصل ہوتے ہیں رَزَقْنَا اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ

پھر فرمایا کہ اس کے بعد ہم کو بارگاہِ قدس خداوندی جل سلطانہٗ سے بڑی بڑی بشارتیں ہوئیں۔ جس طرح پہلے اکابرین اولیاء اللہ کے طریقے مقبول ہو چکے ویسے ہی ہماری طریقت کو بھی قبولیت دوام و تام حاصل ہوگئی۔ اور ہمارے سلسلہ کو اللہ جل جلالہ نے کئی ایک انعامات خاصہ سے معزز وممتاز فرمایا۔ چنانچہ ایک تو یہ کہ قیامت تک اس سلسلہ والوں کو روزی کی تنگی نہ ہوگی۔ اگرچہ مال جمع نہ کرسکیں گے دوسرے قیامت تک ہماری اولاد خاص سے ستائیس اولیاء اللہ ہوں گے تب قیامت ہوگی خواہ کسی شاخ میں سے ہوں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی نَعْمَائِہٖ وَاِحْسَانِہٖ

یہ بھی آپ کے سلطان الاکابر اور مسہل الطریقہ علے الخلیقہ ہونے کے دلائل میں سے ایک دلیل ہے۔

---

[1] صحیح البخاری کتاب التہجد باب قیام النبی ﷺ اللیل حتی ترم قدماہ، قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۵۲۔
وکتاب التفسیر سورۃ الفتح باب انا فتحنا لک فتحاً قدیمی کتب خانہ کراچی، ۲/ ۷۱۷۔
صحیح مسلم باب اکثار الاعمال والاجتہاد فی العبادۃ قدیمی کتب خانہ کراچی، ۲/ ۳۷۷۔
سنن النسائی باب الاختلاف علی عائشۃ فی احیاء اللیل رقم الحدیث ۱۶۴۱، دار الکتب العلمیۃ بیروت، صفحہ ۲۸۶۔
سنن ابن ماجہ باب ماجاء فی طول القیام فی الصلوٰۃ، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، صفحہ ۱۰۳۔
مسند احمد بن حنبل عن مغیرۃ بن شعبۃ المکتب الاسلامی بیروت، ۴/ ۲۵۱، ۲۵۵۔

Marfat.com

تقریب عرس شریف

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عمر بھر کے مخلص اور قدیم خادم حافظ فضل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن رسول نگر ضلع گوجرانوالہ نے حضور قبلہ عالم کی خدمت میں بارہا درخواست پیش کی کہ حضور! اپنے برادرانِ طریقت کے اجتماع کے لیے کوئی تقریب مقرر فرمایئے کہ سب اہلِ سلسلہ باہم مل کر اپنی نسبت اور محبت تازہ کرسکیں نیز اس سبب سے باہمی اتحاد اور رابطہ پیدا ہو سکے گا۔ آپ سن کر فرماتے کہ اس جھنجھٹ سے کیا فائدہ؟ خواہ مخواہ ہجوم خلق ہو کر طبیعت کی پریشانی کا باعث ہوگا۔ حافظ صاحب مجبور کرتے۔ ایک روز ارشاد فرمایا اچھا بھئی! دربارِ رسالت میں عرض کرتے ہیں اگر دربارِ رسالت سے منظوری ہوگئی تو پھر شروع کردیں گے ورنہ نہیں۔ چند روز کے بعد آپ نے فرمایا لو بھئی! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے درخواست منظور کرلی اور ساتھ ہی اس تقریب کا دن بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرما دیا ہے اور وہ تقریب ہے شبِ معراج۔

چنانچہ اسی سال اہلِ محبت کو مطلع کر دیا گیا اور صحنِ مسجد میں نہایت سادگی اور خوبصورتی سے روشنی کا انتظام یہ کیا گیا کہ مٹی کے پیالوں میں بنولے اور سرسوں کا تیل ڈال کر ان کو روشن کیا گیا اور مسجد کے ہر چہار طرف رکھ دیے گئے۔ یہ تقریب ایسی شروع ہوئی کہ آج تک منائی جا رہی ہے۔ پھر تو حضور کے خدام اور طالبین کا ہجوم ہونے لگا۔ اہلِ ذوق دور دور سے آنے لگے۔ مسجد کا احاطہ شمع دانوں سے سجایا جاتا۔ روشنی سے یہ خطہ بقعہ نور بن جاتا۔ منبر شریف رکھا جاتا، آپ رحمۃ اللہ علیہ سبز دستار باندھ کر منبر پر جلوہ افروز ہوتے۔ درود شریف اور کلمہ طیبہ کے ورد اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے یوں تشریف فرما ہونے سے اہلِ نسبت کی نسبت جوش میں آتی۔ اس وقت آپ واقعہ معراج نہایت محبوبانہ انداز میں شروع فرماتے۔ جوں جوں رات گزرتی ذکرِ معراج شریف شباب پر آ جاتا۔ یوں معلوم ہوتا کہ آپ کے اور سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کے درمیان سے حجاب اٹھ چکے ہیں اور حضور سید المرسلین ﷺ یہیں تشریف لے آئے ہیں سِرَاجًا مُنِیْرًا کے نور کی موسلا دھار بارش برستی معلوم ہوتی۔ ذوق وشوق کا دریا ٹھاٹھیں مارتا۔ سامعین پر محویت اور استغراق کی کیفیت طاری ہوتی اور یوں ہی عشق ومحبت کے اس قصے میں صبح ہو جاتی۔ طالبین کے دل میں حسرت رہ جاتی کاش! یہ شب ختم نہ ہوتی۔ اس شب سے حضور کو ایک خاص انس اور لگاؤ پیدا ہو چکا تھا بلکہ یہ لگاؤ والہیت کے درجہ تک پہنچ چکا تھا اور ارشاد فرماتے کہ اس رات میں خدا اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصل ووصال کی ایسی کیفیات کا ورود ہوتا ہے جو اَلَذُّ الْاَشْیَاءِ (1) معلوم ہوتی ہیں اور خدام کو خصوصی طور پر اس تقریب میں شمولیت کی بہ بایں الفاظ تاکید فرماتے کہ میرے ملنے والوں میں سے اگر کوئی اس تقریب میں شامل ہوا تو اس رات کی حاضری تمام سال کی حاضری تصور ہوگی اور جو اس رات کی حاضری سے محروم رہا خواہ وہ تمام سال حاضر رہا ہو اس کی غیر حاضری تصور ہوگی۔

(1) زبان اور باتوں کی مٹھاس سب چیزوں سے زیادہ۔

Marfat.com

بے حجاب معاملہ

حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے عاشق خلیفہ عالی قدر میاں حسن علی صاحب قریشی قدس سرہٗ ساکن چونڈہ دیوی ضلع امرتسر جن کا ذکر پہلے بھی آچکا ہے عرس شریف میں شامل تھے۔ حضور اپنی مخصوص شانِ محبوبی سے منبر پر تشریف فرما تھے اور ذکرِ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم شروع تھا۔ عشق و محبت کی گھٹاؤں سے مستی کی برسات برس رہی تھی۔ حاضرین پر سکر و استغراق کی کیفیت طاری تھی۔ ہر شخص اپنے حال میں مست تھا۔ کسی کو کسی کی خبر نہ تھی۔ سارا اجتماع ہی اہلِ دل، تربیت یافتہ، مہذب، باادب، پاکیزہ، ستھری اور نورِ نسبت سے ڈھلی ہوئی صورت و سیرت والوں کا تھا کہ ان کو دیکھ کر خدا یاد آجائے اور حقیقت یہ ہے کہ ان صورتوں کو آج آنکھیں ترستی ہیں اور چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتیں۔ سکوت و حال کا یہ غلبہ تھا کسی کے سانس تک کی آواز نہ آتی تھی۔ گردنیں جھکائے ہوئے سینوں پر متوجہ ہُو کے عالم میں تھے کہ اچانک خلیفہ صاحب ممدوح نے زور سے چلا کر کہا وہ! ابھی وہ کہنے نہ پائے تھے کہ آپ نے ہوں ہوں کہہ کر منع فرمادیا اور خاموش کردیا۔ صبح آپ نے پوچھا بابا! رات کیا دیکھ کر ''وہ'' کا اشارہ کیا تھا؟ عرض کیا حضور! مَیں نے یہ دیکھا کہ جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے پہلو میں ایک بے نظیر زریں تخت پر جلوہ افروز ہیں اور آپ کی گردن میں اپنا بازو مبارک حمائل کیے فرما رہے ہیں: ''آپ جو بیان فرمارہے ہیں وہ بالکل صحیح اور درست ہے۔'' بے ساختہ میری زبان سے نکلا ''وہ''۔ آپ فرمانے لگے بابا! تیس سال سے جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس فقیر کا ایسا ہی معاملہ ہے۔ مَیں نے تو کبھی ظاہر نہ کیا۔ سالک کو ایسا بے حوصلہ نہ ہونا چاہیے۔ ایسی باتوں کے اظہار سے فتنوں کا اندیشہ ہے۔

Marfat.com

الغرض آج بھی اسی یادگار میں یہ تقریب بڑی دھوم دھام سے منائی جاتی ہے اور خدام اس دشوار گزار راستے کی تکالیف اٹھا کر دور دراز سے سفر کر کے اپنے شیخ کی تعمیلِ حکم کرتے ہوئے حاضر ہوتے ہیں جو ان کے عشق و محبت کی دلیل ہے اور حقیقت یہ ہے کہ وہ کیفیات ان ہی کی مجالس کے ساتھ مخصوص ہیں اور جو لوگ حاضر ہوتے ہیں وہ بتا سکتے ہیں کہ وہ سماں جو اس وقت ہوتا ہے تمام سال دل میں چٹکیاں لیتا رہتا ہے اور حاضرین کو آئندہ بھی حاضری کی تمنا رہتی ہے۔

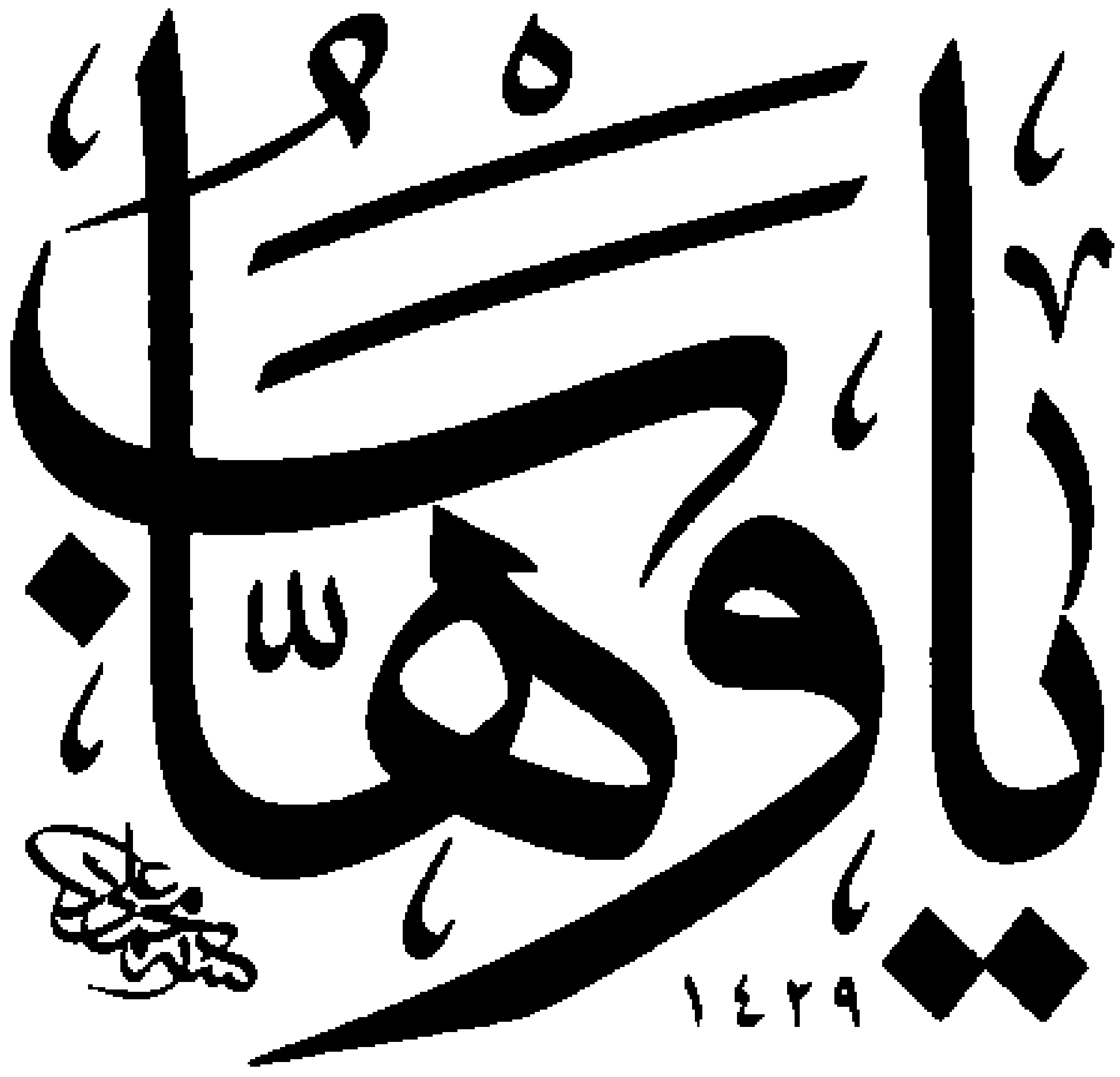

Marfat.com

مرض ووفات

شہ دیں قبر میں وہ کیا گئے ہمیں زیرِ خاک سلا گئے
رہِ دین سب کو دکھا گئے مگر آگ دل میں لگا گئے
سنے کون ہائے صدائے دل ملے کس سے آہ! شفائے دل
وہ جو بانٹتے تھے دوائے دل، وہ دکان اپنی بڑھا گئے
دلِ مضطرب کا نہ پوچھ حال، کروں کس زباں سے بیاں ملال
وہ محبوب عالم خوش خصال، ہمیں آٹھ آنسو رلا گئے
نہ سکون ہے نہ قرار ہے، نہ غم والم کا شمار ہے
یہ نظر جو آتا مزار ہے، وہ حبیب اس میں سما گئے

ایک وقت وہ تھا کہ آفتاب کمالاتِ ولایت کے طلوع کا سماں بعنوانِ ولادت دکھلایا گیا تھا اور ایک وقت وہ ہے کہ ماہتابِ ولایت کے غروب کا تذکرہ بعنوانِ وفات کیا جاتا ہے۔ زمانہ کا انقلاب اور فلک کی گردش محتاجِ بیان نہیں۔

ہر آں کہ زاد بنا چار بائدش نوشید
زجامِ دہر مئے کُلُّ مَنۡ عَلَيۡهَا فَانٍ

ترجمہ: ''جو شخص پیدا ہو چکا وہ چاروناچار پیئے گا زمانے سے موت کا پیالا اللہ کا فرمان ہے زمین پہ جو کچھ ہے سب فنا ہونے والا ہے۔''

Marfat.com

دنیا میں جو کوئی آیا وہ فنا ہونے کے لیے آیا اور جو کوئی پیدا ہوا وہ ایک دن مٹ جانے کے لیے ہے مگر جو مرنے سے پہلے اپنے مولا وحدہٗ لاشریک اور اپنے آقا جناب سید المرسلین ﷺ کی اطاعت میں مرمٹا ہو، اس کی موت، موت نہیں ہوتی بلکہ زندگی ہے۔ اور ایسے حضرات کی موت کو وصال سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس دن کو یوم العروس کہا جاتا ہے۔

زندگانی نتواں گفت حیاتے کہ مراست

زندہ آن ست کہ بادوست وصالے دارد

ترجمہ: ''زندگی صرف زندہ رہنے کا نام نہیں بلکہ زندہ وہ ہے جس کو وصال یار میسر ہے۔''

اہل اللہ کی وفات جس کا نام وصال ہے اس لیے حسرت ناک نہیں ہے کہ ان سے دنیا کی لذات چھوٹ گئیں اور چھٹی ہوئی چیزوں کا چھوٹنا کیا! مگر اس وجہ سے اندوہناک بھی ضرور ہے کہ ان کے عالم تاب چہروں کے نظروں سے غائب ہو جانے سے ہزارہا مخلوق کی آرزوئیں ملیا میٹ ہوتی ہیں اور لاکھوں تمنائیں بے کفن خاک میں دب جاتی ہیں۔ جس محبوب کا رخِ زیبا سالہا سال تماشا گاہ عالم بنا رہا ہو اس کا دفعتاً نظروں سے غائب ہو جانا ایسا حسرت ناک منظر ہے کہ اس کا حال محبت والوں سے پوچھنا چاہیے۔ یوں تو ہمیشہ پیدا ہونے والے مرتے ہیں اور مرنے والے مرتے چلے جا رہے ہیں مگر ایک کی پیدائش ہزاروں کے لیے خوش بختی کا پیغام لاتی ہے اور اس کی موت مشتمل ہے ایک عظیم گروہ کے مر جانے پر۔ پس حضور سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا کیا کہوں کہ آپ کے دمِ واپسیں پر ایک جمِ غفیر کی کتنی تمنائیں مردہ ہو گئیں اور آپ کے دفن ہونے سے کتنی مخلوق کے ارمان زندہ در گور ہو گئے۔

اکیلا کون کہتا ہے لحد میں نعشِ حاتم کو

ہزاروں حسرتیں مدفون ہیں دریا کے پہلو میں

Marfat.com

جب ایسے ناز پروردہ لاڈلے روحانی اور نسبی بچوں کے سروں سے ایسے شفیق اور مہربان باپ کا سایہ اٹھ جائے جنہوں نے پرورش کے سائے میں دنیا کی اونچ نیچ جانی ہی نہیں کہ کیا ہے تو انہیں جس قدر صدمہ ہو وہ بیان سے باہر ہے کیونکہ یہ دکھ ان کے سوا کوئی دوسرا جان ہی نہیں سکتا۔

نہ یار آں چناں محرم کہ ازوے یاری آمد
نہ دل دارے چناں مشفق کہ از حالِ حسن پرسد
کشتی شکستگانیم اے باد شرط برخیز
باشد کہ باز بینم آں یارِ آشنا را

ترجمہ: ''نہ تو یار ایسا محرم راز ہے کہ اس کی طرف سے دوستی ملے نہ ہی محبوب ایسا مہربان ہے کہ حسن کا حال پوچھے، ہم کشتی کو اس شرط پہ توڑتے ہیں کہ اے ہوا تو اٹھا کر ہمیں یار کے دربار میں پہنچا دے۔''

۱۳۳۵ ہجری حضور سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا سال ہے۔ اس سے قبل کئی سال یہ فقرہ فرمایا کرتے کہ ''وقت قریب آ گیا ہے۔'' لیکن سننے والے کچھ اور ہی سمجھتے۔ متوسلین یہ نہ سمجھ سکتے کہ آپ اپنا ظاہری علاقہ جلد توڑنے والے ہیں۔ اگر کوئی سمجھتا بھی اور بیقراری کا اظہار کرتا تو ایسے انداز میں تسلی فرماتے کہ اس کے دل سے یہ خیال محو ہو جاتا اور اکثر یہ بھی فرماتے کہ ''اب یہاں دل نہیں لگتا۔'' گھر میں اکثر ایسا ہوتا کہ جب آپ کھانا کھانے بیٹھتے کھانا خواہ کیسا ہی عمدہ ہوتا۔ فرماتے جب سے ایک خواب دیکھا ہے کھانے میں لذت نہیں رہی اور ایک دو لقمے تناول فرما کر چھوڑ دیتے۔ کبھی ایسا بھی ارشاد فرماتے کہ اللہ اللہ کرنے کا اب ہی مزہ آیا تھا۔ کیا اچھا ہوتا کہ ابھی کچھ اور مہلت مل جاتی۔ مگر اچھا کہہ کر بات ختم کر دیتے۔ نا معلوم وہ خواب کیا تھا البتہ ایک خواب جو بڑی مائی صاحبہ نے راقم سے بیان کیا وہ یہ ہے:

Marfat.com

فرماتی ہیں کہ ایک بار مَیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سہلا رہی تھی تو حسبِ سہلاتے سہلاتے بے ہوش سی ہوگئی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ ایک سفید گھوڑے پر ایک نہایت باہیبت اور خوبصورت نوجوان سوار آپ کی خدمت میں آیا اور ایک کاغذ آپ کی خدمت میں پیش کیا جس پر آپ نے دستخط کیے۔ اسی ہیبت سے میری آنکھ کھل گئی تو مَیں نے یہ واقعہ بیان کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ ایک فرشتہ تھا جو ہماری وفات کی خبر لے کر آیا تھا اور ساتھ ہی ایسی تسلی فرمادی کہ کوئی تردّد نہ رہا۔ بہرحال آپ کو اپنے وصال کا علم ہو چکا تھا۔ تقریباً ڈیڑھ سال پہلے کچھ کچھ طبیعت علیل رہنے لگی۔ اسہالِ کبدی شروع ہو چکے تھے۔ اس بیماری میں بھی سرہند شریف اور انبالہ شریف کے اعراس مقدسہ پر تشریف لے گئے تھے اور دن بدن ضعفِ بدنی غالب آ رہا تھا اور ایک وہ وقت آیا کہ آپ صاحبِ فراش ہو گئے۔ باوجود انتہائی ضعف کے آپکے معمولات میں مطلقاً کوئی کمی نہ تھی۔ علاج تو متواتر شروع ہی تھا مگر آخری ایام میں حافظ حکیم احمد اسلام صاحب شاہ آبادی جو ایک ماہر طبیب تھے وہ بھی آ گئے اور دیگر حکماء بھی موجود تھے اور علاج شروع کر دیا۔ غرضیکہ تدبیر و معالجہ اور خدمتِ تیمارداری میں حتیٰ الامکان کوئی فروگذاشت نہیں ہوئی۔ مگر تقدیری حکم کو ٹالنے والا کون ہے آئے ہوئے وقت کو کوئی پیچھے نہیں ہٹا سکتا۔ کوئی تدبیر کارگر اور کوئی دوا نافع اور سودمند نہ ہو رہی تھی۔ مرض جسمانی اور کرب ظاہر لحظہ بہ لحظہ ترقی کر رہا تھا۔ مخلصین کو جوں جوں بذریعہ رویائے صادقہ یا کسی اور ذریعہ سے اطلاع ملتی تو گھر سے بے چین ہو کر بھاگ اٹھتے اور گرتے پڑتے آخری زیارت کے لیے سیدا شریف پہنچ رہے تھے۔ آخری ایام کے تیماردار صرف دو ہی تھے۔ معالج حکیم صاحب شاہ آبادی اور خدمت کے لیے صرف میرے ماموں جناب سیّد محمود اختر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کے علاوہ اور کسی کو خدمت کی اجازت نہ ملی۔ اسہال اس تیزی سے آ رہے تھے کہ ایک کپڑا نکالنے کی دیر ہوتی اور دوسرا کپڑا جو رکھا جاتا تھا اس کو پھر نکالنے کی ضرورت پیش آتی۔ یہ آخری خدمت خوش

Marfat.com

نصیب جناب سیّد محمود اختر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے حصہ میں آئی تھی۔ ان سے آپ کو بے پناہ محبت تھی اور سیّد صاحب کو بھی آپ سے خاص لگاؤ تھا۔ آپ کا یہ حال دیکھ کر سیّد صاحب کے سامنے جدائی کے زمانہ کا صدمہ اور سلسلہ اور اہل خانہ کی بے کسی اور بے بسی کا منظر اور چمن محبوبی کی موسم خزاں کا سماں سامنے آ گیا اور آنکھوں سے دریائے اشک پھوٹ پڑا۔ آپ کی چارپائی کی باہی پر سر رکھ کر اس قدر روئے کہ ہچکی بندھ گئی۔ حضور قبلہ عالم نے آنکھیں کھول دیں اور فرمایا ''محمود شاہ! کیا کر رہے ہو؟'' آپ نے اپنا دستِ شفقت سر پر رکھا اور شاہ صاحب کے سر کو اپنے سینے سے لگایا۔ فرمایا حوصلہ رکھو، گھبراؤ مت، خدا حافظ ہے۔ بس یہ کرامت بھرے الفاظ تھے کہ میری ایسی تسلی ہوئی کہ آنسوؤں کی ندی تھم گئی اور دل ایسا مضبوط ہو گیا کہ سب کچھ سامنے ہوا مگر گھبراہٹ نہ ہوئی۔ چند دن پہلے اپنے بھائی جناب نور عالم صاحب کو چند وصیتیں فرمائیں جو اہلِ سلسلہ اور اہلِ بیت کے حقوق میں تھیں اور فرمایا لو یہ ہماری تسبیح اور مصلیٰ ہماری نقل بنا کر بیٹھ جانا، اللہ فضل فرمائے گا۔ حضرت عبدالکریم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو آپ کے محرم راز خلیفہ مجاز تھے۔ ان کو کاغذ پر وصیتیں لکھوائیں جن میں ان ذمہ داریوں کا ذکر تھا جو اہلِ سلسلہ پر پڑنے والی تھیں اور ان حقوق کی یاد دہانی تھی جو اہلِ خانہ کے بارہ میں جیسے جیسے اور جن جن پر عائد ہونے والے تھے نیز دیگر انتظامی امور کے معاملہ میں تھیں جو بجنسہٖ تاحال موجود ہیں۔ جن میں ایک وصیت اس راقم کے بارہ میں تھی وہ یہ کہ جب یہ سات سال کی عمر کو پہنچے تو اس کو انبالہ شریف لے جانا اور حضور شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے غلاف کا دامن پکڑا کر بیعت کرا دینا اور اتنا نذرانہ پیش کرنا۔

غرضیکہ سنّت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق آپ ان سب کاموں سے فارغ ہو چکے تھے۔ خدّام کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ اسی اثنا میں حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب حاضر ہوئے اور رو پڑے۔ روتے ہوئے عرض کی حضور! آپ تو جا رہے ہیں ہم بے کسوں پر کون ایسی شفقت کرے گا! حضور نے فرمایا ''گھبراؤ

Marfat.com

نہیں، تمہیں کسی کے پاس جانے کی ضرورت نہیں، تمہارے پیر بھائی موجود ہیں جو تمہاری پیاس بجھا سکیں گے اور اگر کچھ بھی نہ ہوا تو میری کتابیں پڑھتے رہنا، اسی سے تکمیل ہو جائے گی۔'' غرضیکہ یہ ایک دردناک سماں تھا۔ رمضان المبارک کے عشرہ اخیرہ کی ابتدا ہو چکی تھی۔ بیس تاریخ کا دن طلوع ہو چکا تھا اور اکیسویں شب ہمیشہ کی جدائی اور غم واندوہ کا پیام لانے والی آ چکی تھی۔ جمعرات کا مبارک دن تھا۔ عصر کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میری چارپائی گھر لے چلو۔ خدام چارپائی اٹھا کر گھر لے آئے۔ اہلِ خانہ کے لیے یہ آخری زیارت تھی۔ یتیم ہونے والے بچے اور بچیوں نے چارپائی کو گھیر لیا۔ جن بچوں نے شفقتِ پدری کی بہار دیکھی تھی وہ چارپائی سے لپٹ کر رونے لگے اور جو بچے بہت کم سن تھے ان کی یتیمی اور بے بسی کا منظر سب کو رلا رہا تھا اور بے چین کیے ہوئے تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آسمان کی طرف انگشت شہادت اٹھائی اور فرمایا کہ وہی تم سب کا کفیل ہے اور اسی کے سپرد کرتا ہوں۔ اب بات کرنے کی طاقت نہ تھی۔ چارپائی صحن سے اٹھا کر ڈیوڑھی میں رکھوائی۔ سب سے آخری دردناک منظر یہ تھا کہ میری والدہ محترمہ جن کی عمر شریف اس وقت صرف انیس (۱۹) سال ہی تھی۔ اپنی آرزوؤں کا آخری سہارا اور سہاگ لٹتا دیکھ کر اور اس دیس میں اپنی اجنبیت اور میری یتیمی کے منظر سے بے بس ہو کر اور مجھے گود میں لے کر ڈیوڑھی میں تشریف لائیں، مجھے سامنے کر دیا اور رونے لگیں۔ آپ نے تسلی دیتے ہوئے اور میری طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ''اب اس کو میرے سامنے نہ لانا کیونکہ میری توجہ خدا سے ہٹتی ہے۔ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ جس کی محبت میں ساری عمر گزاری ہے اس کی طرف توجہ رہے۔ اب انوار اور خواجگان کی ارواحِ پاک کی آمد ہے۔ اب توجہ ہٹنے کا وقت نہیں۔ اور اپنا محبت و شفقت بھرا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور آخری بار دیکھ کر اجازت فرمائی اس وقت میرے ماموں سید محمود اختر شاہ صاحب اور آپ کا ایک مخلص خادم خان محمد جو اسی گاؤں کا رہنے والا تھا اور یہ دونوں حضرات باوجود کامل محبت رکھنے کے

Marfat.com

سلسلۂ بیعت میں داخل نہ ہوئے تھے۔ ہر دو نے بیعت کے لیے درخواست پیش کی تو آپ نے فوراً دونوں ہاتھ بڑھا دیے۔ یہ ہر دو وہ صاحب ہیں جن پر بیعت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ نبضیں چھوٹ چکی تھیں مگر ہمت کا یہ عالم تھا کہ کروٹ خود بخود بدل لیتے۔ ہچکی یا سانس کا کھچاؤ بالکل نہ تھا مگر ایک قسم کی ظاہری بے چینی بڑھ رہی تھی۔ محبوبِ حقیقی سے ملنے کی شب آ چکی تھی۔ محویت اور استغراق کی کیفیت طاری تھی۔ رات ڈھل چکی تھی اور وہ خاص وقت آ چکا تھا جس کی فضیلت مسلّم ہے۔ رمضان المبارک کا مقدس مہینہ اور آخری عشرہ کی ابتداء جمعتہ المبارک کی شب اور پھر شب کا پچھلا حصہ آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے۔ پھوہار برس رہی تھی۔ ظاہری اور باطنی رحمتوں کی گھٹائیں امڈ آئیں تھیں اور اللہ کی بے انداز رحمتیں اپنے ایک مقبول بندے کے استقبال کے لیے جھک آئیں تھیں اور اس بات کا انتظار تھا کہ

وقت آں آمد کہ من عریاں شوم
جسم بگذارم سراسر جاں شوم

ترجمہ: ''وقت ایسا آ گیا ہے کہ میں لباس اتار دوں بلکہ جسم کو چھوڑ کر سراسر جان ہو جاؤں۔''

چہرہ اقدس پر کبھی کوئی رنگ آتا کبھی کوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا محمود شاہ! سب کو روٹی کھلاؤ، وقت تھوڑا ہے۔ اگرچہ روٹی کھانے کو طبیعت نہیں چاہتی تھی مگر جیسے تیسے کھائی اور کھلائی۔ آپ نے پھر پوچھا سب فارغ ہو گئے؟ عرض کی جی ہاں۔ اس کے ساتھ ہی تیز خوشبو کی مہک سے تمام حجرہ شریف بھر گیا۔ دیکھا تو آپ کی گردن مبارک ڈھلک چکی تھی۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ○

وفات شریف کی خبر بجلی بن کر سارے علاقے میں پھیل گئی۔ بے اندازہ مخلوق کا اجتماع ہونا شروع ہو گیا۔ تاحدِ نظر لوگ ہی لوگ نظر آتے اور غسل سیّد محمود اختر شاہ صاحب اور میاں کامل دین

Marfat.com

صاحب ساکن موضع چکوڑی اور مولانا حبیب اللہ صاحب نے زیر ہدایات مولانا حافظ احمد اسلام صاحب شاہ آبادی نے دیا۔① تجہیز و تکفین کے بعد آخری زیارت کے لیے مخلوق ٹوٹ پڑی۔ بعد نماز عصر اس آفتابِ ولایت کو اپنی آخری اور ابدی آرام گاہ کے سپرد کر دیا گیا۔ آپ کا وصال پاک وہ وصال تھا جس کی تمنا ہزار ہا مخلوق کر رہی ہے اور آپ کی وفات ایسی وفات تھی جس پر ہزار ہا زندگیاں قربان کرنے کے لیے مخلوق تیار ہے، کہاں تک بیان کیا جائے۔ مختصراً یہ کہ ساقیٔ علوم و معرفت جس نے شریعت و طریقت کی جدا جدا سبیلیں لگا رکھی تھیں دنیا سے اٹھ گیا۔ آفتابِ علم و ہدایت چھپ گیا اور آفتاب ورع و امانت غروب ہو گیا۔ جتنا رونا کوئی روئے بجا ہے اور کوئی شیفتہ و شیدائی جس قدر بے تاب ہو زیبا ہے۔ اب اگر تسلی ہے تو صرف اس رباعی سے ہے:

اِصْبِرْ لِكُلِّ مُصِيبَةٍ وَتَجَلَّهٖ
ہر مصیبت اور آفت کے وقت صبر کر
وَاعْلَمْ بِاَنَّ الْمَرْءَ غَيْرُ مُخَلَّدٖ
اور یقین رکھ کہ انسان دنیا میں ہمیشہ رہنے والا نہیں
وَ اِذَا ذَكَرْتَ مُصِيبَةً فَاسْئَلْ بِهَا
اور جب تجھے کوئی مصیبت آئے تو مانگ
فَاذْكُرْ مُصَابَكَ بِالنَّبِيِّ مُحَمَّدٍ
اور عرض کر اپنے مصائب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں

جس مقام پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر شریف ہے بہت عرصہ پہلے حضور بڑی مائی صاحبہ کو ہمراہ لے کر

① اب تینوں حضرات وصال فرما چکے ہیں۔

Marfat.com

اس مقام پر لائے اور آپ نے فرمایا میرا دل چاہتا ہے کہ اس جگہ پر مدرسہ بن جائے اور کئی بار یہ فرمایا کہ اس جگہ سے محبت کی بو آتی ہے اور یہ بھی فرمایا کہ یہاں انوار برستے نظر آتے ہیں۔ بہرحال زمین کا خوش نصیب قطعہ تھا جو اس ہستی کے لیے چن لیا گیا تھا اور اسی بات کی طرف آپ رحمۃ اللہ علیہ اشارہ فرماتے تھے۔

تاریخ وصال

سالِ وصال ۱۳۳۵ھ

به الفاظ بحساب ابجد

''زیبا چراغِ بزمِ نبی''

۱۳۳۵ھ

نتیجہ فکر:

محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری صاحب

حسن ابدال

Marfat.com

ایک انکشاف اور ایک خواب

حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی شب وصال میں بعض خدّام نے عالمِ انکشاف یا عالمِ رویا میں جو کچھ دیکھا ان میں سے مجھے دو واقعات ملے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

حضور قبلہ عالم کے خلیفہ عالی قدر جناب میاں حسن علی صاحب قریشی ساکن چونڈہ دیوی ضلع امرتسر بیان کرتے ہیں کہ بیس اکیس رمضان المبارک کی درمیانی شب کو بوقت دو بجے خواب میں نہیں بلکہ بطور انکشاف بالمشافہ دیکھا جب کہ نماز عشاء سے فارغ ہو کر اپنی چار پائی پر ابھی لیٹا ہی تھا کہ حضور قبلہ عالم ایک چھوٹی سی مونج کی بنی ہوئی چار پائی اٹھائے ہوئے صحن مسجد میں تشریف لے گئے اور اس دروازہ میں جو سیدا شریف میں مزار شریف اور کنویں کے درمیان واقع ہے مجھ خاکسار سے فرمایا کہ کھڑے ہو جاؤ اور ماسوائے خواجگان پاک کسی غیر کو اندر نہ آنے دینا۔ چنانچہ میرے سامنے اپنے اصلی اجسام میں خواجگان پاک دو دو تین تین کی تعداد میں اندر جانا شروع ہو گئے۔ جناب غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ ایک زریں تخت پر مسند آراء ہوئے اور دوسرے تمام خواجگان زمین پر رونق افروز ہوئے جہاں نہایت پر تکلف فرش بچھا ہوا تھا۔ خاکسار نے اس وقت اپنے بھتیجے برکت علی سے پوچھا کہ خواجگان پاک کس تعداد میں تشریف لائے ہیں؟ اس نے کہا پینتیس (۳۵) ہیں۔ مَیں نے کہا چالیس (۴۰) رونق افروز ہیں۔ اس وقت مسجد اور مذکورہ دروازے تک آسمان اور زمین کے درمیان ملائکہ کا اس قدر ہجوم تھا کہ آسمان کی چھت نظر نہ آتی تھی اور خوشبو اس قدر آرہی تھی کہ دماغ معطر و معنبر ہو رہا تھا۔ یہ حال دیکھ کر خاکسار کو تمام رات چکا چوندر ہی اور نام کو نیند نہیں آئی۔ یہی رات حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی شبِ وصال تھی اور جس نام سے آپ اس مجلس میں پکارے گئے افسوس! مجھے یاد نہیں رہا، مگر پہلا لفظ خلیل یاد ہے۔ چنانچہ

Marfat.com

اگلے ہی روز آپ کے وصال کی خبر آ گئی۔ اور اگلے سال بموقعہ عرس شریف انتیس اگست ۱۹۱۷ء کو اس مقام کی زیارت کے واسطے جہانِ عالمِ انکشاف میں کھڑا ہوا تھا۔ نہایت ضعیفی کے عالم میں سیدا شریف کو روانہ ہوا۔ جب موضع سیرے سے گزر کر سیدا شریف میں داخل ہوا تو سکر اس قدر طاری ہو گیا کہ چلنا محال ہو گیا اور ایک جگہ گھاس جس کو (دَب) کہتے ہیں۔ اس پر جائے نماز بچھا کر لیٹ گیا۔ خلیفہ برکت علی صاحب اور حکیم سکندر خاں اور چند مریدین ساکنان موضع بوہت ضلع گجرات جو میرے ہمراہ تھے آگے نکل گئے اور خاکسار بحالت استغراق بے ہوش تنہا رہ گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ سیدی و مرشدی قبلۂ عالم سیدوی رحمۃ اللہ علیہ سرخ گھوڑی پر سوار سڑک کے درمیان کھڑے پکار رہے ہیں بابا! اٹھ گھر آ، یہاں کیوں پڑا ہے! یہاں کے سانپ بڑے زہریلے ہیں۔ پہلی آواز پر تو مَیں فقط اٹھ کر بیٹھ گیا اور ایک سوار مجھے سڑک پر کھڑا نظر آیا۔ مَیں نے خیال کیا کہ عرس شریف پر جانے والا کوئی بزرگ ہوگا۔ پھر آپ نے آواز دی کہ بابا! اٹھ گھر کو چل۔ جب اٹھ کر دوڑا تا کہ قدم بوسی کروں تو آواز دینے والا نظر نہ آیا۔ پھر تو آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی اور روتا روتا روانہ ہوا۔ جب روضہ انور پر پہنچا تو بعد دست بوسی اور آداب آپ ہنستے ہوئے باتیں کرنے لگے۔ فرمایا بابا! جو شعر تُو نے خط میں لکھا تھا وہ مجھے یاد ہے۔ بابا جی نے جو شعر لکھا تھا وہ یہ ہے:

وائے دریغ ہوندا تن زوراتے مَیں وچہ مصرے جاندا
کر کے آپ زیارت اس دی دل دے درد گواندا

دوسری بار زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ بابا! تُو کیوں آیا، بیمار ہو جائے گا۔ ہم نے تمہاری قبر کی تجویز وہیں کی ہوئی ہے اور وہاں سے عام لوگوں کو فیض حاصل ہوگا۔ بعد دست بوسی وحصول نیاز جب خادم مغرب کے وقت اس دروازہ پر جہاں آپ نے دربانی کے واسطہ کھڑا کیا تھا کھڑا ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ ہنستے تھے کہ بابا! آج وہ اکیس تاریخ رمضان والے حکم کی تعمیل کرنے لگے ہو۔ تمام شب اسی دروازے

Marfat.com

میں لیٹا رہا۔آپ کے حسب ارشاد کہ تم بیمار ہو جاؤ گے اسی رات بخار ہو گیا۔دو رات ایک دن سکر میں بے ہوش رہا۔حسب اجازت ہفتہ کے روز رخصت ہوئے اور گھر آ کر دس بارہ روز اوراد و وظائف میں سے کچھ نہ پڑھا گیا۔حیران تھا کہ میرا سارا معاملہ ضائع نہ ہو گیا ہو۔لیکن حسبِ ارشاد حضور تسلی ہوئی۔بارہویں دن بعد نماز عشاء بے ہوشی سی ہوگئی اور ایک مجلس میں پہنچا جہاں لاتعداد آدمی جمع تھے اور جناب سید المرسلین ﷺ صدرِ مجلس تھے۔اور آپ ﷺ کے زانو مبارک کے پاس میرے دونوں جہاں کے وسیلہ حضور سیدوی رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے تھے۔نیاز مند بہت آدمیوں کے پیچھے جا بیٹھا اور سیّد المرسلین ﷺ کے حکم پاک سے ایک آدمی مجھے آگے لے گیا اور کہا کہ بابا! اس جگہ بیٹھ جاؤ۔

(۲)

میاں حرمت علی مدرس مجیٹھہ ضلع امرتسر حال مقیم گجرات بیان کرتے ہیں کہ حضور سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے دو روز پیشتر بتاریخ انیس رمضان المبارک بروز منگل دو بجے صبح خواب آیا کہ حضور رحمۃ اللہ علیہ مع اپنے خاص درویشاں عالم شاہ وغیرہ مجیٹھہ میں رونق افروز ہیں۔نیاز مند نے دست بستہ عرض کیا کہ جناب کھانا تیار کراؤں۔حضور نے ارشاد فرمایا کہ پراٹھا جلدی سے پکا لو کیونکہ میں چلنے کو تیار ہوں۔

اسی وقت گھبراہٹ سے آنکھ کھل گئی اور بحالت تشویش سیدا شریف روانہ ہوا اور آخری زیارت سے مشرف ہوا۔

وصایا شریف:

یہ وہ وصایا ہیں جو حضور سیدوی رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفہ عبدالکریم شاہ صاحب کو وصال شریف سے چند روز پہلے فرمائے۔

۱۔ اپنے چھوٹے بھائی حضرت مولانا نور عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔یہ لو ہماری

Marfat.com

تسبیح اور مصلّیٰ اس کو قائم رکھنا اور ہماری شکل بنا کر بیٹھ جاؤ، اللہ جل شانہٗ فضل کردے گا۔

۲- ارشاد فرمایا: لنگر کا انتظام بدستور قائم رکھنا۔ ہمارے درویش اور اہل بیت آزردہ نہ ہوں۔ بفضل خدا جل وعلیٰ ہمارے خلفاء اور فیض یافتہ اصحاب لنگر اور سلسلہ کے قائم رکھنے کے واسطے آپ کی مدد کریں گے۔

۳- غلام نبی لنگر کا قدیمی خدمت گار ہے اس کو نہ نکالنا۔ بھیکے شاہ حفاظت روضہ پاک اور صاحبزادگان کے بہلانے کے واسطے اس جگہ مقیم رہیں۔

صلابت علی کی بابت فرمایا کہ اس کو لنگر کی خدمت کے واسطے رکھنا خود نہ نکالنا۔ اور خود صلابت علی کو فرمایا کہ یہ دروازہ نہ چھوڑنا اور عالم شاہ درویش کو (جو اخیر وقت میں تین سال تک خدمت اور حضوری میں رہا) خود نہ نکالنا اور اگر اپنے گھر جانا چاہے تو نہیں روکنا۔

اجرائے سلسلہ کے متعلق:

۱- حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے مرض الموت میں آئندہ سلسلہ کے غم میں مولانا حبیب اللہ صاحب گجراتی رو پڑے۔ حضور سکر سے ہوش میں آئے اور فرمایا کہ کوئی فکر کرنے کی بات نہیں تمہارے بہت سے پیر بھائی اچھے مناصب اور عروج میں ہیں۔ مولانا حبیب اللہ صاحب نے عرض کیا کہ حضور کیا معلوم کہ کوئی پیر بھائی ہم سے مانوس ہوں یا نہ ہوں؟ اور ممکن نہیں کہ حضور جیسا شفیق پیدا ہو سکے۔ حضور نے فرمایا خیر میرے صاحب نسبت درویشوں کو کہیں جانے کی ضرورت نہیں۔ روضۂ پاک سے ان کی ترقی ہو سکتی ہے جو کتاب خیر الخیر ہم نے لکھی ہے اس کے مطالعہ اور عمل سے ہمارے صاحب نسبت درویشوں کی ترقی ہوتی رہے گی۔

۲- ارشاد فرمایا: ہمیں زندہ سمجھنا۔ بوجہ قیود عنصر اور دیگر علائق کے ٹوٹنے کے فقیر مقابر میں محض فیض

Marfat.com

دینے کے لیے ہی ہوتے ہیں۔ ؎

مداں خالی از ہم نشینی مرا
کہ بینم ترا گر نہ بینم مرا
مرا زندہ پندار چوں خویشتن
من آئم بجاں گر تو آئی بتن

ترجمہ رباعی:

میری ہم نشینی کو خالی نہ سمجھ کیونکہ میں تجھے دیکھتا ہوں اگرچہ خود کو نہیں دیکھتا مجھے اپنی طرح زندہ سمجھ اگر تو جسم کے ساتھ آئے گا تو میں جان کے ساتھ آؤں گا۔

۳۔ ارشاد فرمایا: جو فقیر جس حال میں واصل ہو قیامت تک وہی حال رہتا ہے اور جو فیض دیتے واصل ہوئے فیض دیتے رہیں گے اور جو فیض لیتے واصل ہوئے فیض لیتے ہی رہیں گے۔ چنانچہ فرمایا خاطر جمع رکھنا ہم اس وقت سے بھی زیادہ فیض دیتے رہا کریں گے۔

۴۔ ارشاد فرمایا: ہمیں زندہ سمجھ کر ہمارے روضہ پر آنا۔

۵۔ ارشاد فرمایا: ہمارے ختم قائم رکھنا۔ اگر ہمارے مرید ہمارا ختم روضہ پاک پر جمع ہو کر دلائیں گے تو ہماری روح بہت خوش ہوگی۔

۶۔ ارشاد فرمایا: ہمارا دورہ بدستور قائم رکھنا۔ خلیفہ عبدالکریم شاہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا لاہور سے انبالہ شریف تک مولوی نور عالم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہماری طرح دورہ میں ہمراہ رہنا اور بجنسہ اسی طرح دورہ کرانا جس طرح ہم کیا کرتے تھے اور انبالہ شریف سے آگے ہندوستان میں خلیفہ اصغر علی صاحب اور ایک وقت میں حافظ عبداللہ ساکن بوہت ضلع گجرات کی طرف

Marfat.com

مخاطب ہو کر فرمایا اس گرد و نواح میں لاہور تک مولوی نور عالم شاہ صاحب کے ساتھ ہو کر دورہ کروا دیں اور اس کے علاوہ خلفاء اپنے اپنے مقامات پر خدمت کریں اور دورہ میں شامل رہیں۔

روضہ پاک کے متعلق:

۱- حضور نے خلیفہ عبدالکریم شاہ کو بلا کر اور اب جس جگہ روضہ پاک بنا ہے قریب کھڑے ہو کر فرمایا کہ ہماری قبر اس جگہ بنانا اور اچھی بنانا۔

۲- مولوی نور عالم شاہ صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا ہمارا روضہ اچھا بنانا کوّے اور کتّے کی حفاظت کرنا اور جگہ کو صاف رکھنا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے گا۔

الباقیاتُ الصّالحات:

حضور سیدوی رحمۃ اللہ علیہ دنیا سے تشریف لے گئے مگر باقیات الصالحات کا ایک دریا مخلوق کے لیے بہتا چھوڑ گئے جو تشنگانِ رشد و ہدایت کے سیراب کرنے کے لیے کافی ہے۔ جس مقدس مشغلہ میں آپ نے پچاس سال گزارے۔ اس کے فیضان کو ختم ہونے کے لیے زمانہ چاہیے۔ آپ کے لگائے ہوئے درخت بحمداللہ ایسے بار آور اور مثمر ہیں جن کے فیوضات و عطایا سے عرصہ دراز تک عالم مستفیض ہوتا رہے گا۔ کوئی شخص اپنے بعد ایک ولد صالح چھوڑ جائے تو اپنی مغفرت کا وسیلہ سمجھ کر فخر کیا کرتا ہے۔ اور اعلیٰ حضرت سیدوی رحمۃ اللہ علیہ نے تو کئی ہزار نیکو کار ایسے بچے چھوڑے ہیں جو صرف خود ہی دعا نہیں دیتے بلکہ نسلاً بعد نسلاً آپ کی ترقی مراتب کی دعائیں کرنے والے افراد تیار کرتے رہتے ہیں۔ آپ کی نسبت و ثمرات کے فیض سے جو نفع دنیا کو پہنچا ہے چونکہ وہ فائدہ صرف بنی آدم تک ہی تک محدود نہیں رہا بلکہ جن، نباتات و جمادات بھی اس سے فائدہ اٹھا چکے ہیں۔ اس لیے اس عالم کی تمام مخلوق حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے لیے ثوابِ آخرت کا سبب بنی ہوئی ہے اور جب تک آپ کے لگائے ہوئے اشجار طیبہ کا افادہ و استفادہ قائم رہے

Marfat.com

گا۔ بلا قصدِ ارادہ جہان کے کناروں سے آپ کی روح کو تحائف پہنچتے رہیں گے۔ آپ کی سب سے بڑی یادگاریں دو ہیں۔ ایک آپ کے خلفاء اور دوسری آپ کی تصانیف۔ خلفاء کے علاوہ ہزاروں متوسلین بھی باقیات وصالحات میں شمار ہیں جن میں سینکڑوں ذاکر وشاغل اپنے سچے خدا کی طلب میں بدستور لگے ہوئے ہیں۔ کچھ تو ایسے بھی آپ کے متوسلین میں سے ہیں۔ جو آپ کی ایک نگاہِ مست سے مست ہوکر دنیا و مافیہا سے بے خبر ہوکر پہاڑ کی کسی غار یا جنگل میں یادِ خدا میں مشغول ہوگئے اور جو متوسلین ذکر وغیرہ سے غافل ہیں وہ بھی قلب میں رضائے محبوب کی محبت ضرور لیے ہوئے ہیں۔ خدا کی محبت میں بغض لِلّٰہ اور بدعات سے تنفر جو سنّت رسول اللہ ﷺ کی محبت کا نتیجہ ہے۔ آپ کے متوسلین کی وہ علامتِ شناخت ہے جس کو اس جماعت کا خاصہ لازمہ کہنا چاہیے۔ سادگی، بے تکلفی، مخلصانہ میل جول اور باہم نصیحت وخیر خواہی کا مضمون عموماً اس گروہ میں پایا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان میں باہمی رنجش اور غم وغصہ کا اظہار نہیں ہوتا۔ شکر رنجی کا وجود تو اکابر میں بھی پایا جاتا ہے تو یہ جماعت اس سے کیونکر بچ سکتی تھی۔ چھوٹوں میں کیا اور بڑوں میں کیا۔ غلط فہمیوں کی بنا پر اختلاف ہوئے اور رنج وکشیدگی کے درجہ پر بھی پہنچ گئے۔ مگر پھر بھی ایک دوسرے کو بھائی ہی سمجھتے ہیں اور یہ ثمرہ اسی روحانیت کا ہے جو اعلیٰ حضرت سیدوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان اجسام میں پھونک دی تھی۔ بڑوں کا اختلاف یقیناً ترقیٔ مراتب کا سبب ہے اور چھوٹوں میں بھی اگر کوئی اختلاف ہے تو امید ہے! ان شاء اللہ یہیں رفع ہو جائے گا ورنہ حشر کے دن ایک شیخ کا دامن تھامتے وقت غلبۂ اخوت کے سامنے دب کر ضرور محو ہو جائے گا۔ لہٰذا ان خصائل کو دیکھتے ہوئے ان کو بھی باقیات وصالحات میں شمار کرنا بے جا نہیں۔

بعد وصال تربیت:

حضور سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کے لگائے ہوئے نونہالان چمن ٹھنڈی ہواؤں کے کچھ ایسے دلدادہ ہو چکے

Marfat.com

تھے یتیم ہونے کے بعد بھی احتیاجِ تربیت سے غافل نہیں رہے۔ انہوں نے سمجھا کہ آزاد ہونے سے پابند رہنا زیادہ نافع اور شترِ بے مہار بننے سے محکوم ہونا زیادہ راحت کا سبب ہے۔ اس لیے حضور کے وصال کے بعد جن کی تعلیم و تربیت تشنہ تکمیل تھی حضور کے خلفاء کے سایہ میں آ کر تکمیل تعلیم و تربیت کرتے رہے پھلے اور پھولے درختوں اور ہرے بھرے مہکنے والے پھولوں کے پودوں کا مالی جب دنیا سے اٹھ جاتا ہے اور بہار پر آئے ہوئے باغ کا باغبان جس وقت کلّی انقطاع کا سبب اپنے محبوب کے جمال میں مستغرق ہو جاتا ہے تو غنچوں، کلیوں، پھولوں اور خام پھلوں کی نگرانی کے لیے اور باپ کے لگائے پودوں اور سینچے ہوئے درختوں کو آندھی کے جھونکوں اور راہزنوں کی دست بُرد سے بچانے کے لیے باپ کے بعد بڑے بھائیوں کا ہی حق ہوتا ہے کہ وہ اسی شفقت اور اسی تعلیم و تربیت کے طریقوں سے ان کو پروان چڑھائیں اور یہ خام پھل پختہ ہو کر بار آور ہوں اور یتیموں کی طرح در بدر بھیک مانگتے پھرنے سے بڑے بھائی کو باپ کا قائم مقام سمجھ کر زیرِ تربیت رہنا کتنا ہی اچھا طریقہ ہے؟ سوز ہے نصیب! اس اولاد کے جو باپ کے اٹھ جانے کے بعد اپنے بڑے بھائیوں کی بدولت پروان چڑھے اور زہے قسمت اس باپ کی جس کے بالغ لڑکوں نے نابالغ بھائی بہنوں کا سارا بوجھ اپنے سر اٹھالیا اور اِن نادان، کج فہم، نازک مزاج لاڈلوں کو طالب بن کر سینے سے لگالیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آوارہ پھریں اور انگلیاں اٹھیں کہ فلاں بادشاہ کے شہزادے خانماں برباد غیروں کی دکانوں پر ہاتھ پھیلائے پھر رہے ہیں۔ سو الحمد للہ! یہاں ایسا ہی ہوا بڑے بھائیوں نے چھوٹے بھائیوں کو اپنے پروں میں چھپالیا۔ یہ بھی حضرت ہی کی روحانیت کے طفیل ہے۔

تصانیف:

اپنے رنگ میں انوکھی اور اچھوتی یہ وہ تصانیف ہیں کہ اپنی انتہائی سادگی کے باوجود بے پناہ تاثر اور جاذبیت میں یکتا ہیں اور نتیجتاً سراسر چشمۂ ہدایت! ان کی خوبی و حسنِ فن ادب کا معیار نہیں ہے اور نہ

Marfat.com

اس پر ہی ان کو پرکھا جائے بلکہ ان کا حسن و جمال مرہونِ منت ہے اس کمالِ حال کا جس نے ہر دو حضرات ذاکر و مذکور کو حسن و جمال اور کمال و خوبی کا پیکر بنا دیا تھا۔ جیسے روحانیت کا روپ سادگی میں نکھرتا ہے۔ ایسے ہی روحانیت کا وہ معنوی حُسن اس سادہ عبارت میں پھوٹتا ہے۔ اور وہی حُسنِ معنوی ہے جو اس کے پڑھنے سے قلوب کو گرفت کر لیتا ہے درویشی و فقر کے چہرہ سے حجاب اٹھ کر شاہدِ مقصود کا چہرہ اصلی خدوخال میں سامنے آ جاتا ہے۔ ذہنی اور قلبی گرہیں کھلتی چلی جاتی ہیں۔ تھکا اور الجھا ہوا ذہن راحت محسوس کرنے لگتا ہے۔ اس سادگی اور جاذبیت کی بنا پر ہر طبقے کا آدمی یکساں فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ سینکڑوں نہیں ہزاروں کج رو طبائع سلامتی پر چل نکلیں اور حضور سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کی اس بات کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ میری کتابیں پڑھنے سے تکمیل ہو جائے گی۔

اس عرصہ میں ہزاروں کی تعداد میں یہ کتابیں ہر قسم کے لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہیں اور مانگ برابر جاری ہے اور بڑھ رہی ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ اس اشاعت میں کسی اشتہار اور پروپیگنڈہ کو دخل نہیں ہے۔

۱-ذکرِ خیر

یہ غوثِ صمدانی حبیب الرحمٰن اسم بامسمّٰی خواجہ توکل شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات ہے حضور شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کی دیگر سیرت کی کتابوں میں جو مقام اس کو حاصل ہوا ہے وہ کسی اور کو حاصل نہیں ہوا۔

۲-خیر الخیر

مقامات سلوک مجددیہ پر سادہ اور نہایت آسان کتاب ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اس سے بہتر اس موضوع پر اور کوئی کتاب نہیں تو یہ مبالغہ نہ ہوگا۔

Marfat.com

۳-تنویر الابصار

ذکر، ذاکرین کی فضیلت جس سے ذکر کا شوق ٹھاٹھیں مارنے لگتا ہے۔ جو ذکر اس راہ کی اصل بنیاد ہے اور اس کے آخر میں مسئلہ توحیدِ وجودی نہایت آسان اور سادہ طرز میں تبصرہ ہے۔ یہ اپنی نوعیت کی بے نظیر کتاب ہے۔

۴-اسراءِ جمیل الیٰ ربّ الجلیل

المعروف بہ

شبِ حسیں بر عرشِ بریں

حضرت سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کو اس واقعہ معراج اور پھر اس شب سے محبت والہانہ درجہ پر تھی، اس والہیت کا ثبوت یہ کتاب ہے۔ اس موضوع پر اتنی جامع سلیس اور مفصل و وسیع معلومات کی متحمل کتاب شائع نہیں ہوسکی۔ یہ کتاب اسم بامسمّٰی اپنی خوبی اور حُسن کے لحاظ سے لاجواب ہے۔

آپ کے چند خلفاء کا ذکر

حقیقت میں مریدین اور خلفاء شیخ کامل کے کمالات اور محنت کا ثمرہ اور طریقت کی زندگی کا سرمایہ ہوتے ہیں بلکہ مریدین اور خلفاء ہی شیخ کامل کے تعارف کا باعث اور سبب بنتے ہیں۔ جس معیار کے تلامذہ اور خلفاء ہوں گے اُسی سے اُستاد اور شیخ کے کمالات کا اندازہ لگایا جاسکے گا۔ اگرچہ خلافتِ شیخ

Marfat.com

کے مختلف درجے ہیں اور ان درجات کے لحاظ سے خلفاء کی کثرت بھی ہو سکتی ہے لیکن ایک اصول جو حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ "حیات الروح" صفحہ ۲۵۰ پر بیان فرمایا ہے وہ یہ ہے:

"درویش کامل و مکمل اپنے مریدوں میں سے اپنے جیسا کامل ایک یا دو یا چار تک ہی کر سکتا ہے زیادہ نہیں۔"

بنابریں اصول حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے صرف ان چند خلفاء کا ذکر کیا جائے گا جن کو اس معیار پر پہنچنے کا شرف حاصل ہوا۔ ورنہ آپ کے خلفاء کی تعداد جو میرے علم میں ہے پچاس تک پہنچ جاتی ہے۔

۱- جناب خواجہ نور عالم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یہ آپ کے برادرِ حقیقی تھے، جن سے آپ کو بے حد محبت تھی۔ عمر بھر تمام محبتوں کے یہی مرکز رہے۔ اس بے پناہ شفقت و محبت کا نتیجہ تھا کہ ان کو بیعت کیا۔ سلوک اور تمام فیوضات سے ان کو نوازا۔ اگرچہ کسی مدرسہ کے مستند عالم نہ تھے لیکن حضرت کی نگاہ کرم سے عکسی رنگ ایسا چڑھا اور ایسے چمکے کہ اصل معلوم ہوتے تھے۔ آخر میں اپنا تسبیح مصلیٰ عطا فرما کر خلافت سے سرفراز فرمایا۔ سب سے بڑی خوبی جو ان میں نمایاں تھی وہ یہ تھی آپ نے اپنے آپ کو کبھی بھائی نہ سمجھا بلکہ ہمیشہ اپنے آپ کو غلام ہی سمجھا اور محبت کا یہ عالم تھا جب کبھی حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر چھڑتا تو آنکھیں پرنم ہو جاتیں۔ حضور قبلہ عالم کے وصال کے بعد اشاعتِ سلسلہ میں مشغول رہے اور تا زندگی سلسلہ عالیہ محبوبیہ کو سنبھالے رکھا۔ ۱۸ محرم الحرام ۱۳۷۴ ہجری بروز جمعرات پچھلی شب واصل باللہ ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ○ اس وقت کی پیشین گوئی مجھ سے پہلے فرما چکے تھے اور مجھے تاکید کی تھی کہ اس وقت میرے پاس رہنا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

۲- جناب خلیفہ اصغر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جو مشرقی پنجاب کے ضلع کرنال تحصیل تھانیسر کے ایک قصبہ رادور شریف نامی کے رہنے والے

Marfat.com

تھے جو محکمہ ڈاک میں ایک اچھے عہدہ پر فائز تھے اور کئی بزرگوں سے نسبت بھی رکھتے تھے لیکن جب حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی طریقت میں منسلک ہوئے تو پھر یہیں کے ہو رہے اور اسی در پہ مر مٹے۔ تقریباً حضرت کے وصال تک خاص حضوری میں رہے اور روز و شب شیخ کامل کے انوار و فیوضات کے دریائے ناپید کنار میں غوطے لگاتے رہے اور شیخ کے انوارِ عکسی سے نور بن کر چمکے۔ وہ اتحادِ ذاتی کے اس درجہ پر پہنچ چکے تھے کہ باطنی کمالات کے علاوہ ظاہری شکل و صورت بھی حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے مشابہ ہو چکی تھی۔ دیکھنے والوں کو گمان ہوتا تھا کہ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ ہی چلے آ رہے ہیں۔ باطنی کمالات کے ساتھ جسمانی رُعب داب کو دیکھ کر آپ ہی نے ''جرنیل'' کے لقب سے سرفراز فرمایا اور اسی روز سے بجائے اصل نام کے ''جرنیل'' کے نام سے مشہور ہو گئے اور حقیقت یہ ہے کہ اپنے سلسلہ کے جرنیل ہی تھے۔ خرقہ یافتہ، صاحبِ اجازت، صاحبِ تکمیل و نسبت اور صاحب سلسلہ بھی تھے۔ یو، پی اور پنجاب میں آپ سے ہزاروں لوگ مستفیض ہوئے۔ اگر یہ کہوں تو بجا ہو گا اور اس میں کوئی غلطی نہ ہو گی کہ حضور قبلہ عالم سیدی رحمۃ اللہ علیہ کا صحیح عکس اور آپ کے کمالات کے پورے حامل تھے۔

حضرت ممدوح آخر کے مشہور و معروف بزرگ ہیں۔ آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے شیخ طریقت ہیں۔ آپ کو اپنے پیرانِ کرام سے جو سلسلہ نقشبندیہ کے اکابر میں ہیں دولتِ باطنی پہنچی اور اس سلسلہ کا فیض آخر وقت تک جاری رہا۔ بعض حضرات وہ ہیں جن کو آپ سے سلسلہ عالیہ صابریہ چشتیہ کا بھی فیض پہنچا ہے چونکہ زمانہ موجودہ میں بہت کم افراد ایسے ہوں گے جن کو یہ علم ہے کہ آپ سلسلہ صابریہ کے بھی صاحب مجاز ہیں اس لیے یہ فقیر کالے خاں نقشبندی عفی عنہ ہی جو حضرت موصوف کی آخر وقت تک خدمت میں حاضر رہا اور آپ کے حالات سے واقف ہے۔ آپ کے سلسلہ صابریہ کے مطابق اپنی معلومات کو قلم بند کر رہا ہے تاکہ آئندہ لوگ صحیح طور پر واقف ہو جائیں۔

حضرت خواجہ اصغر علی شاہ صاحب توکلی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ جو میرے پیر و مرشد ہیں ان کے متعلق

Marfat.com

میری معلومات مندجہ ذیل ہیں:

میرے ایک محترم بزرگ جو میرے ساتھ دوستانہ تعلق رکھتے تھے جن کا نام صوفی محمد رمضان مرحوم ہے، ایک دن دورانِ گفتگو فرمانے لگے کہ مجھے اپنے پیر کا مرید کرادو لیکن میں سلسلہ چشتیہ صابریہ میں مرید ہونا چاہتا ہوں۔ میں نے ان سے وعدہ کرلیا اور حُسنِ اتفاق سے ایک دن وہ میرے ساتھ تھے میں حضرت پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اثنائے گفتگو میں نے صوفی محمد رمضان صاحب کے خیال کا اعادہ کیا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ انہیں میرے سامنے پیش کرو۔ چنانچہ آپ نے صوفی رمضان صاحب کو بغیر کسی پس و پیش کے سلسلہ چشتیہ صابریہ میں بیعت کرلیا۔ جس قدر صوفی رمضان صاحب کو مسرت حاصل ہوئی اتنی ہی مجھ کو تشویش پیدا ہوئی کہ حضرت اس سے پہلے سلسلہ نقشبندیہ میں مرید کیا کرتے تھے آج یہ نئی بات کیا ہوئی۔ میرے قلب میں بار بار اس قسم کے خیالات وخطرات پیدا ہوتے رہے۔ میں دہلی میں مقیم تھا۔ وہاں ایک صاحبزادہ صاحب جو بزرگ زادے تھے ان سے راہ ورسم پیدا ہوئی۔ انہوں نے کئی مرتبہ ذکر کیا میرے نانا صاحب بہت بزرگ ہیں آپ ضرور ملیں۔ چنانچہ مجھے بھی اشتیاق پیدا ہوا۔ یہاں تک کہ وہ بزرگ حضرت سید حاجی نذیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب دہلی تشریف لائے اور میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور حسبِ معمول ان کے پاؤں دبانے میں مشغول ہوگیا تو اس حضرت ممدوح نے خود بخود فرمایا کہ تم میں ہماری محبت کی بو آرہی ہے۔ بتاؤ کہ تمہارا سلسلہ بیعت کیا ہے؟۔ میں نے عرض کیا حضرت خواجہ اصغر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ میرے پیر و مرشد ہیں۔ فرمایا کہ وہ تو ہمارے ہی منظورِ نظر ہیں۔ ہم نے ان کو چاروں خاندانوں کی اجازت دی ہے اور جو نعمتیں اپنے پیرانِ کرام سے حاصل کی تھیں وہ تمام ان کے سپرد کردیں اور اس کے بعد ہم نے کسی کو مرید بھی نہیں کیا۔

میں دہلی میں ہی مقیم تھا کہ حضرت خواجہ صاحب حسبِ دستور دہلی تشریف لائے۔ میں نے آپ سے اوپر کا واقعہ بیان کیا اور ان کے ارشادات کو بھی بیان کیا تو آپ نے فرمایا میں مرید ہونے کے بعد

Marfat.com

مختلف کیفیات میں محو رہا مختلف صورتیں ہر وقت میرے تخیلات میں آتی تھیں اور میری حیرانیاں بڑھتی جاتیں تھیں۔ میں نے یہ خیال کیا کہ شاید یہ تمام چیزیں پیرومرشد کی عدم توجہی کے باعث ہیں۔ اس خیال کو پیشِ نظر رکھ کر میں دارالعلوم دیوبند مولانا محمود صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جو میرے پیرومرشد کے استادگرامی تھے۔ مولانا نے مجھ سے فرمایا کہ میں ایک خط مولانا خواجہ محبوب عالم شاہ صاحب قدس اللہ کو بطور سفارش لکھے دیتا ہوں اور وہ ان شآء اللہ آپ پر قدیم شفقت کے مطابق متفق ہو جائیں گے۔ خط لکھنے کے بعد فرمایا اگر آپ روحانی تسکین چاہتے ہیں تو حضرت خواجہ نذیر احمد صاحب دیوبندی کی خدمت میں جایئے۔ ان شآء اللہ آپ کی روحانی تسکین فرمادیں گے۔ چنانچہ حضرت پیرومرشد نے فرمایا کہ میں مولانا کی توجہ دہانی سے حضرت خواجہ نذیر احمد صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ پہلے سے ہی میرے منتظر تھے۔ نہایت شفقت اور مہربانی سے پیش آئے اور ایک ماہ تک اپنے دولت خانہ پر مجھے اقامت کا حکم دیا اور تمام مراحل سلوک طے کرادیئے۔ جب حضرت ممدوح کی نظر میں میری تکمیل ہوگئی تو حضرت نے چاروں سلاسل عالیہ کی اجازت وخلافت عطا فرمائی اور مجھے رخصت کردیا۔ وہاں سے چل کر اپنے پیرومرشد کی جناب میں حاضر ہونے کا اشتیاق لے کر سیداشریف روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ چند فرلانگ سیداشریف رہ گیا۔ میرا تانگہ آگے بڑھ رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ حضرت پیرومرشد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بمعہ چند مریدین ومتوسلین کے تشریف لا رہے ہیں۔ مجھ کو ضعف طاری ہوا۔ ندامت دامن گیر تھی خیال یہ تھا کہ اولاً سیداشریف جاکر کسی مقام پر رہوں گا اور کسی مناسب موقع پر حاضر خدمت ہو جاؤں گا اسی تردّد میں تانگہ سے اتر کر تانگے کے پیچھے چھپنے کی کوشش کی۔ مگر حضرت پیرومرشد نے وہیں سے آواز دی کہ اے اصغر علی میں ناراض نہیں ہوں، ناراض تو اس سے ہوا جاتا ہے جو کچھ کھو کر آتا ہے۔ تم تو مالا مال ہو کر اور باطنی دولت لے کر آرہے ہو، آؤ اور جلد آؤ۔ چنانچہ آپ نے مجھے اپنے سینہ سے لگایا اور مکان پر لے جاکر ٹھہرایا اور پہلے سے زیادہ چشمِ کرم فرمانے لگے۔ یہی واقعہ

Marfat.com

دولتِ چشتیہ صابریہ ملنے کی تصدیق ہے۔ میں نے اپنے برادرانِ طریقت اور مریدان سلسلہ کی آگاہی کے لیے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت پیرومرشد حضرت مولانا شاہ اصغر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے مرشد طریقت سے چاروں سلاسل کے اکابر کی جانب سے جانشینی حاصل تھی اور وہ چاروں سلاسل میں بیعت کرنے اور خلافت دینے کے مجاز تھے اور اس فقیر کالے خاں توکّلی کو بھی آپ نے ہر سلسلہ کے اجراء کی اجازت وخلافت عطا فرمائی۔ مجھے جو شجرہ شریف حضرت نے مرحمت فرمایا ان میں متعلقہ امور درج ہیں۔ یہ واقعہ وسط ۱۹۲۰ء کا ہے۔

۳-خلیفہ سیّد رحمت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جو مشرقی پنجاب ضلع رہتک، قصبہ مہم کے رہنے والے تھے۔ محکمۂ نمک میں اچھے عہدہ پر فائز تھے۔ قصبہ شاہ آباد ضلع کرنال میں آپ حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے ان کی اعلیٰ استعداد کو دیکھتے ہوئے فرمایا:

''تم ملازمت اور دیگر امور سے جلد از جلد فارغ ہو کر طریقت حاصل کرو۔''

چنانچہ سب کاموں سے فارغ ہو کر شیخ کے ارشاد کو مولا کریم کا ارشاد سمجھتے ہوئے مجاہدہ اور ریاضت میں مشغول ہوئے اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ دیگر کمالاتِ طریقت کے ہوتے ہوئے ایک خصوصی کمال یعنی منصب قبولیت دعا پر فائز رہے۔ تمام عمر توکّل پر گزری۔ صاحب سلسلہ تھے ہزاروں لوگ آپ سے مستفیض ہوئے۔ انقلاب برصغیر ہندو پاک کے بعد مغربی پاکستان تلمبہ ضلع ملتان تحصیل خانیوال میں منتقل ہو گئے اور زندگی کے آخری ایام گزار کر وہیں واصل باللہ ہوئے وہیں مزار ہے جو مرجع خاص وعام ہے۔

۴-حضرت مولانا سیّد عبید اللہ خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جو قصبہ پٹی ضلع لاہور کے رہنے والے تھے۔ آج کل یہ قصبہ بھارت میں ہے۔ صاحب سلسلہ

Marfat.com

عالی، صاحب مسند، چغہ و دستار یافتہ اپنے شیخ کے نہایت گرویدہ، فریفتہ اور کشتۂ محبت تھے۔ اپنے مقام میں نہایت مستقیم الاحوال تھے اور عجیب شان کے بزرگ تھے۔ ان کے آنے سے محفلِ محبوبی سج جاتی گویا رونق بزم تھے۔ ان کا مزار پٹی میں ہے۔

۵۔ جناب خلیفہ عبدالکریم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

موضع کھبہ راجپوتاں امرتسر کے رہنے والے صاحب سلسلہ اور دستار یافتہ تھے۔ یہ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے نہایت مخلص مزاج شناس اور گہرے محرم راز تھے۔ آپ ان سے کوئی راز چھپا کر نہ رکھتے تھے۔ صاحب صدق وصفا اور اہلِ وفا تھے۔ خود بھی نہایت سادہ مزاج، شیخ کی محبت میں چور اور نسبت میں راسخ القدم تھے۔ نہ صرف صاحب حال بلکہ صاحبِ مقام تھے۔ ان سے سلسلۂ عالیہ کی بہت اشاعت ہوئی۔ آپ کا مزار اُسی گاؤں میں ہے جو بھارت میں ہے۔

۶۔ حضرت مولانا سیّد حبیب اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

قصبہ مجیٹھہ ضلع امرتسر کے رہنے والے تھے جو سب سے پیچھے آئے اور سب سے آگے نکل گئے۔ حُبِّ شیخ کا یہ حال تھا کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے قرب میں رہنے کے خیال سے وطن مالوف کو چھوڑ کر گجرات ہی میں ملازمت اختیار کی اور آخر تک وہیں قیام کیا۔ دستار یافتہ صاحبِ اجازت اور صاحب سلسلہ تھے۔ اپنے شیخ کی طریقت کی بہت عمدہ نشانی تھے۔ صورت و سیرت میں حد درجہ جاذبیّت تھی۔ صفتِ حلم کا اتنا غلبہ تھا کہ جمال کے پیکر معلوم ہوتے تھے۔ نہایت سلیم الطبع، صاحبِ ذوق اور حُبِّ شیخ میں بہت بلند اور ایک خاص مقام رکھتے۔ اسم بامسمیٰ تھے اور اپنے دور میں اپنی مثال آپ ہی تھے۔ گجرات اور گردونواح میں آپ کے چشمۂ فیض سے ہزاروں خواص و عوام نے اپنی روحانی پیاس بجھائی اور سیراب ہوئے۔ ابھی حال ہی میں وصال فرمایا۔ گجرات میں ہی آپ کا مزار پُرانوار ہے جو عوام و خواص کی زیارت گاہ ہے۔

Marfat.com

حضرت مولانا میری نظر میں:

حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے دیگر خلفاء کے علاوہ مجھے ذاتی طور پر ان کا قریب سے قریب تر رہ کر مطالعہ کرنے کا بہت زیادہ موقع ملا ہے۔ میرے اور حضرت کے اتنے گہرے روابط تھے کہ ان کی طریقت کا کوئی پہلو مجھ سے پوشیدہ نہ رہا تھا اور ان کی طریقت کے تمام پہلو اجاگر ہو کر میرے سامنے آئے۔ میرے اور ان کے روابط کی گہرائی کوئی مصنوعی اور بناوٹی بات نہ تھی بلکہ یہ ایک فطرتی تقاضہ تھا اور اس میں کسی کوشش کا بھی دخل نہ تھا۔ یہ ایک فطرتی کشش تھی جو کشاں کشاں قریب سے قریب تر کرتی گئی۔ وہ میرے حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے ایک روحانی شاہکار تھے۔ اور میں ان کے محبوب پیر و مرشد کا ایک نقش تھا کسی منزل یا کسی شخص کے محبوب بن جانے کے بعد منزل یا وہ شخصیت ہی محبوب نہیں ہوتی بلکہ وہ نقش اور جادے بھی محبوب بن جاتے ہیں جو منزل کے حصول کا ذریعہ ہوں۔ ہر وہ چیز جو محبوب منزل اور محبوب شخصیت سے تعلق رکھتی ہو اس راہ کے مسافر کو حسین اور محبوب نظر آنے لگتی ہے۔ منزل اور محبوب کا مخبر، قاصد، مبشر ذاکر غرض کہ اسے ہر ایک چیز سے دلچسپی ہوتی ہے کہ ایسی منزل اور محبوب کے ذکر کا تواتر اسے حقیقی راحت عطا کرتا ہے۔ ایسے راہی کے لیے گانے والے کا ایسا گیت یا کوئی ایسی راگنی سننے سے جس میں محبوب سے کسی قسم کا تعلق ہو اس کے جذبات میں اشتعال اور زیر و بم پیدا کر دیتے ہیں اور جذبات کی یہ شدت اور تیزی اسے سفر کی تکان اور اس راہ کی صعوبتیں کبھی بھی محسوس نہیں ہونے دیتیں۔ مستی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ اسے راہِ شوق کے خار بھی عزیز ہوتے ہیں اور وہ ان کی لذّت سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ مجنوں کے وہ شعر ہماری تاریخ ادب میں کس قدر افادیت کے حامل ہیں جن کے ذریعے اس نے لیلیٰ کے شہر کے در و دیوار چومنے کی حکمت بیان کی تھی۔ اس دیوانگی کو وہ عین حکمت قرار دیتے ہوئے بولا کہ مجھے اس شہر کی جاذبیت اور کشش نے مسحور نہیں کیا بلکہ مشغولیت کی وجہ وہ ذات ہے جو شہر میں قیام

Marfat.com

پذیر ہے۔

وَمَا حُبُّ الدِّیَارِ شَغَفْنَ قَلْبِیْ
وَلٰکِنْ ذُوالجِدَارِ وَ ذُوالجِدَارِ

''اور میرے دل کو اس شہر کے در و دیوار نے مائل نہیں کیا لیکن اس شہر کے قیام پذیر محبوب کی کشش نے مجھے اپنے محبوب کے شہر کے در و دیوار بھی محبوب لگتے ہیں۔ جیسا کہ علامہ اقبال نے بھی اس مفہوم کو یوں ادا کیا ہے۔''

خاکِ طیبہ از دو عالم خوشتر است
آں خنک شہرے کہ آنجا دلبر است

ترجمہ: ''مدینہ طیبہ کی مٹی دو جہاں سے بہتر اور افضل ہے، اس لیے کہ اس مقدس شہر میں ہمارے محبوب جلوہ فرما ہیں۔''

ایسے عاشق مسافر کو منزل کے حسن و جمال سے ہی شغف نہیں ہوتا بلکہ ان آثار و نقوش سے بھی دلچسپی ہوتی ہے جو منزل کے حسن و جمال کا آئینہ اور پرتو ہوتے ہیں۔ حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب کا شمار بھی ایسے ہی عشاق کی صف میں آتا ہے۔ ان کی طریقت کی بنیاد صرف اوراد و وظائف پر نہ تھی بلکہ شیخ کے عشق و محبت پر تھی اور اصل طریقت کی حقیقت و بنیاد یہی عشق و محبت ہے۔ مرید صادق کی ساری زندگی کا محور صرف اور صرف شیخ کی ذات ہوتی ہے اور وہ شیخ کے ارشاد کو اپنے خدا کا حکم سمجھ کر بجا لاتا ہے۔ وہ تمام کائنات کے مقابلے میں کوئے دوست کے ذرۂ خاک کو ترجیح دیتا ہے۔

صرف اس لیے کہ شیخ اس کا محبوب ہوتا ہے اور وہ وصال محبوب کے مقابلہ میں بہشت اور اس کی نعمتوں کی طرف متوجہ ہونا آئین محبت کے خلاف خیال کرتا ہے۔

حضرت مولانا صاحب کا بھی یہی حال تھا۔ ان کی رگ رگ اور نس نس میں شیخ کی محبت رچی

Marfat.com

ہوئی تھی۔ نہ صرف شیخ کی محبت بلکہ ان آثار ونقوش پر بھی پروانہ وار فدا ہوتے اور ان میں انہیں جلوۂ یار نظر آتا تھا۔

میں تو ان کے محبوب مرشد کی نسباً اور نسبتاً چلتی پھرتی نشانی تھا۔ میری ذات سے تو انہیں اک والہانہ محبت ہونا ان کی طریقت اور محبت کا فطرتی تقاضا تھا۔

میری ذات سے والہانہ محبت:

صوفی محمد اسحاق صاحب ساکن گوجرانوالہ جو حضرت کے ایک صاحب بصیرت مخلص ہیں کہتے ہیں کہ میں ایک بار حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہاں اس راقم کا ذکر چھڑ گیا اور دورانِ ذکر آپ نے صوفی صاحب سے مخاطب ہو کر سائلانہ انداز میں فرمایا کہ تم نے کبھی اس راقم کی جوتیوں کو غور سے دیکھا ہے۔ عرض کیا نہیں۔ فرمایا جس طرف سے میرے حضور قبلۂ عالم کی جوتی گھستی تھی اسی طرف سے ان کی بھی جوتی گھستی ہے لیکن آثارِ محبوب اور دیارِ محبوب سے کتنا گہرا لگاؤ اور کتنی اتھاہ محبت تھی۔ اس کی چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے۔

دیارِ محبوب حضرت کی نظر میں:

میں نے ایک بار حضرت سے دریافت کیا کہ سیدا شریف کا آپ کی نظر میں کیا مقام ہے؟ مسکرا کر فرمایا کہ الحمدللہ! جس طرف سجدہ کرتا ہوں سیدا شریف بھی اسی طرف ہے۔ محمد افتخار حسین جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے آخری ایام میں خدمت پر مامور تھا غالباً ابھی وہ موجود ہے۔ اس نے مجھے بتایا کہ عرس شریف پر حاضر ہونے کے لیے عازم سفر تھے۔ سیدا شریف کے قریب پہنچے، بارش کا موسم تھا۔ کار بوجہ بارش کیچڑ میں دھنس گئی اور کوشش کے باوجود بھی نہ نکل سکی تو آپ کار سے اتر کر سیدھے سیدا شریف کی طرف چل پڑے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے آپ سے عرض کیا آپ کار کو یہیں چھوڑ کر چل دیے۔ اس

Marfat.com

طرف آپ نے توجہ نہیں کی۔ آپ نے فرمایا جب پیر خانہ نظر آ جائے تو پھر کسی اور طرف توجہ دینا طریقت میں حرام ہے۔

عزیز الدّین لاہوری نے مجھ سے یہ بیان کیا کہ ایک بار حضرت کے ہمراہ برائے شمولیت عرس کچی سڑک پر رواں دواں جا رہے تھے اور راستے کی گرد اُڑ اُڑ کر ہم پر پڑ رہی تھی۔ حضرت صاحب چونکہ نہایت لطیف اور نازک مزاج تھے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت گرد بہت اڑ رہی ہے۔ آپ نے فرمایا، عزیز یہ گرد جس پر پڑ جائے گی وہ بے حساب بخشا جائے گا۔

عرس سے محبت:

عمر بھر اس تقریب میں حاضر ہونا فرض سمجھا۔ سال بھر اس تقریب کا انتظار رہتا۔ جوں جوں یہ تقریب قریب آتی، آپ کا ولولہ شوق تیز سے تیز تر ہو جاتا۔

عرس شریف کی شرکت کو وصلِ محبوب سے تشبیہہ دیتے۔ عرس شریف کے انتظامی امور میں گہری دلچسپی لیتے۔ اپنے متوسلین اور متعلقین کو شرکت عرس کی دل نشین انداز میں ترغیب دیتے۔ جن مخلصین کے پاس کرایہ نہ ہوتا اپنی جیب سے ان کا کرایہ ادا کرتے۔ دعوتِ نظارہ عام ہوتی۔ خیال یہ ہوتا کہ اس نظارۂ یار سے کیوں کوئی محروم رہے۔ تقریب عرس پر آپ کے مکان پر آپ کے مخلصین کا ہجوم ہو جاتا جو پروانہ وار کھنچے چلے آتے۔ عرس کے دن آپ کو صرف یہی ایک کام ہوتا کہ ہر آنے والے کو سیدا شریف بھیجتے تھے اور جب سب آ چکتے تو آخر وقت اپنے تمام اہل و عیال بیٹوں، پوتوں، پوتیوں اور شیر خوار بچوں کے ہمراہ آستانۂ محبوب پر آ پہنچتے اور اس وقت یہ مصرعہ زبان پر ہوتا،

"ان کے در پر آ پڑے ہیں جن کے کہلاتے ہیں ہم"

حاضری عرس کی اہمیت:

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا چھوٹا صاحبزادہ مسعود احمد ایک بار دماغی توازن کھو بیٹھا اور وہی دن عرس شریف

Marfat.com

کا تھا۔ باپ کے لیے بیٹے کا یوں بیمار ہو جانا کتنے صدمے کا سبب ہوتا ہے۔ ایسی صورتوں میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ بیٹے کے صدمے کو دیکھ کر ماں باپ دماغی توازن کھو بیٹھتے ہیں۔ مگر اللہ رے حُبِ شیخ کی پختگی اور استقامت کہ بیٹے کو اسی روز مینٹل ہسپتال لاہور میں داخل کرا کے شام کو مجلس عرس میں شریک ہوئے۔ لیکن چہرہ پر گھبراہٹ کے مطلقاً کوئی آثار نہ تھے اور لب پر کوئی شکوہ نہ تھا۔ صبر و تحمل کے کوہ پیکر ثابت ہو رہے تھے، لیکن اس مردِ خدا کے وصال کے بعد یہ حادثہ اور المیہ پیش آیا کہ یہ عقیدت و محبت اس خاندان سے ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئی یا ختم کر دی گئی۔

لفظ ''محبوب'' سے پیار

میں نے حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح کا ایک مسودہ لکھ کر پیش کیا جس کا نام ''ذکرِ محبوب'' رکھا (جو پیشِ ناظرین ہے) پہلے صفحہ پر لفظ ''محبوب'' دیکھ کر بے خود سے ہو گئے۔ اسے بار بار بوسہ دیا۔ سر پر رکھا سینے سے لگایا۔ غرضیکہ آپ کی ہر مجلس، ہر بزم، ہر نشست دیارِ محبوب، آثارِ محبوب، مقامِ محبوب کے ذکر سے آراستہ ہوتی اور جب یہ ذکر چھڑ جاتا تو سردیوں کی طویل راتیں ختم ہو جاتیں لیکن یہ ذکر ختم نہ ہوتا اور حقیقت یہ ہے کہ عمر بھر ختم نہ ہوا۔

جناب پیر جی سیّد علی حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ قصبہ شاہ آباد ضلع کرنال کے رہنے والے تھے۔ رشتہ میں میرے نانا تھے۔ شجرہ نسب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا تھا۔ اسم بامسمّٰی علی و حسین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے صفات سے متصف تھے۔ حضور قبلہ عالم سیدوی رحمۃ اللہ علیہ سے گہری محبت جو والہیت کی حد تک پہنچی ہوئی تھی۔ خرقۂ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ عمر بھر ذاکر و شاغل رہے۔ سلسلہ محبوبیہ کی ایک عمدہ نشانی تھے۔ شاہ آباد ہی میں مزار پر انوار ہے۔ میری تعلیم و تربیت ان کی رہینِ منّت ہے۔

Marfat.com

حضرت مولانا خواجہ اللہ رکھا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ ضلع امرتسر کے مشہور قصبہ خواص پور کے رہنے والے تھے۔ وہیں تعلیم کے بعد محکمہ تعلیم میں ملازمت اختیار کی۔ قصبہ ویروال ضلع امرتسر میں جب حضور قبلۂ عالم سیدوی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے تو وہاں آپ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور پہلی ملاقات میں ہی آپ کے جوہر استعداد کے دیکھتے ہی بیعت فرمالیا۔ عطائے الٰہی سمجھئے کہ فطرت سعید کا خمیر سوز و گداز جذب و شوق سے ابھرا تھا۔ شیخ کامل کی ایک ہی نگاہ سے جذب و عشق دو آتشہ سہ آتشہ ہو کر ایسا بھڑکا کہ تمام عمر جذب کا غلبہ رہا۔ بعد وصال حضور قبلہ عالم سیدوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا عبدالخالق صاحب ہوشیار پوری کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ حضرت نے بھی آپ کی استعدادِ کامل کو دیکھتے ہوئے خرقۂ خلافت سے نوازا۔ عمر بھر سلسلہ عالیہ کی اشاعت میں مصروف رہے۔ آخر پاکستان بننے کے بعد میاں چنوں میں قیام فرمایا اور وہیں وصال فرمایا۔ محلہ سعود آباد قبرستان میں مزار پر انوار ہے اور مرجع ارادت منداں ہے۔

خواجہ عین الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بلند پایہ شخصیت اویسی طریقہ سے آپ کی ذاتِ گرامی سے فیض یاب ہوئے اور ہر حال میں آپ کی روحانیت سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے ولایت خاصہ کے بلند مقام پر فائز ہوئے۔ ہمیشہ جذب غالب رہا اس جذب و سکر میں نہ اپنا ہوش تھا اور نہ دنیا والوں کی کچھ خبر۔

کاں را کہ خبر شد خبرش باز نیامد

ترجمہ: ”جن کو خبر ہوگئی پھر ان کی کوئی خبر نہیں آئی۔“

کے پورے مصداق تھے۔ روش فقیرانہ، وضع درویشانہ رکھتے تھے۔ بیکار نہ بیٹھتے تھے۔ قوی النسبت رکھتے تھے جس کی طرف ایک نگاہ اٹھا کر دیکھا ہمیشہ کے لیے وہ ہوش کھو بیٹھا۔ ۱۸ مربع زمین

Marfat.com

کے مالک تھے لیکن حُبِّ الٰہی کا اتنا غلبہ تھا کہ اس کی طرف کبھی توجہ نہ دی۔ پاکستان آنے پر بھی آپ نے اس زمین کے حصول کی کوشش نہ کی۔ وطن ولادت قصبہ مہم ضلع رہتک مشرقی پنجاب تھا، پاکستان بننے کے بعد بھگوان پور ضلع منٹگمری تحصیل دیپالپور میں منتقل ہو کر سکونت اختیار کی اور وہیں مزار ضیاء بار ہے جو مرجع خاص و عام ہے۔

(ختم شد)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قطعۂ تاریخ (سالِ طباعت) ۱۴۳۳ھ بمطابق ۲۰۱۲

بزرگانِ طریقت میں ہے شامل
بڑے لوگوں میں ہے صدیق محسوب

فروغِ معرفت کا کام اس کا
وہ ہے بے شک بہت عمدہ بہت خوب

کتاب ذوق افزا اس کی تالیف
عیاں جس سے ہے شانِ خواجہ محبوب

کتاب اس کی رہے گی، اس میں کیا شک
ولایت دوست ہر انساں کی مطلوب

Marfat.com

بڑا کردار ہے فیاض کا بھی
حقیقت کی نہیں تحسین معیوب

کہا سالِ طباعت "ھو" سے طارق
۱۱
زہے یہ "دانش افزا ذکرِ محبوب"
۱۴۲۲ + ۱۱ = ۱۴۳۳ھ

کہا سالِ طباعت عیسوی میں
دلی بہجت سے "عکس خوب و مرغوب"
۲۰۱۲ء

بہ فرمائش واہتمام: محمد فیاض صدیقی مجددی صاحب گجرات
نتیجۂ فکر: محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری
(حسن ابدال)

Marfat.com

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ

مکتبہ توکلیہ محبوبیہ

خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ سیدا شریف ضلع منڈی بہاؤالدین